



کشف الحقائق

علیہ السلام

# فضائل اہلبیت

تالیف

حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری بھوی

زیب سجادہ آستانہ عالیہ ریٹھ شریف بھیل کھوٹی رتھ تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

چشتی کتب خانہ

فیصل آباد

کشف الحقائق

تالیف

حضرت علامہ الحاج پیر محمد طیفیل احمد قادری ہجویری





## جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	کشف الحقائق
مؤلف	حضرت علامہ الحاج پیر محمد طغیانی رحمہ اللہ، قادری ہجویری
تعداد	1100
صفحات	210
اشاعت	مکتبہ مدرستہ بیت القرآن، سلطان پارک، گلی نمبر 5 نزدیکیو لری گراؤنڈ، لاہور کینٹ
معاونین	سید خادم حسین شاہ، الحاج الطاف حسین، ہجویری (خادم خاص آستانہ عالیہ ریٹھ شریف، الحاج صابر حسین علامہ حافظ محمد اسحق قادری ہجویری کمپوزنگ، ڈیزائننگ، حافظ محمد ناصر رشید بن کرٹل (ر) ڈاکٹر عبدالرشید چوہدری پروف ریڈنگ ..... حافظ سید بلال حسین شاہ بن حافظ مفتی سید عاشق حسین شاہ ناشر ..... بزم ہجویریہ، برطانیہ قارئین سے التماس .. دُعا برائے درازگی، عمر و صحت و استقامت ایمان برائے صاحبزادگان و نواسگان صاحبزادہ دیدار علی ہجویری، صاحبزادہ ولد ار علی ہجویری، صاحبزادہ حیدر علی ہجویری، اسد علی ہجویری، علی حسن ہجویری دُعائے مغفرت و بلندی درجات برائے والدین گرامی مؤلف اور جمیع امت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



ملنے کے پتے

حضرت علامہ الحاج نذیر محمد طیفیل احقر قادری ہجویری

بانی و مہتمم آستانہ عالیہ ہجویریہ ریشہ، بھیل شریف

تھیں کوئی رتہ، ضلع کوئی، آزاد کشمیر  
جامعہ فیض القرآن

0306-3602786

0300-4287786

صاحبزادہ ولد ار علی ہجویری صاحب

Canterbury Close Nuthall Nottingham  
NG 16 1pu Tel No. 07966303786

میاں سجاد صاحب مجاور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

27-مین بازار داتا دربار مارکیٹ، لاہور - 0333-4304551

مفتی محمد اشرف حسین ایم نیوچری قرآن انسٹیٹیوٹ

جامعہ بیت القرآن  
شریٹ نزد سلطان یارک  
لاہور کینٹ



## انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

آقائے دو جہاں  
مالک کون و مکان

محبوبِ خدا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ  
وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
اور

اہل بیت اطہار عَلَیْہِمُ السَّلَام

مولودِ کعبہ

امام الاولیاء، البوشہداء، البوسادات، مولائے کائنات

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

کے والدِ گرامی، پہریدارِ رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ  
وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سیدنا حضرت ابی طالب عَلَیْہِ السَّلَام

کے نام کرتا ہوں





## فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
1	تبصرہ از قلم علامہ خان محمد قادری مدظلہ العالی [بانی و پرنسپل القرآن یونیورسٹی، لاہور]	1
3	تبصرہ از قلم صاحبزادہ پروفیسر محمد الیاس قمر القادری [چیرمین خواجہ زکین الدین فاؤنڈیشن، میرپور آزاد کشمیر]	2
5	تقریظ از قلم حافظ مفتی سید عاشق حسین شاہ (ایم اے)	3
7	حمد باری تعالیٰ جل جلالہ	4
9	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	5
11	منقبت حضرت امام حسین علیہ السلام	6
12	منقبت برائے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	7
14	آج آغاز کیوں کیا؟	8
15	رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود و سخاوت سے عطا کا ایمان افروز واقعہ	9
16	کتاب ہذا کا سبب تالیف	10
17	دورِ حاضر کے بارے میں	11
20	زوالِ امت کا اہم سبب	12
23	دواہم گروہ	13





34	جہنم سے محفوظ	54
35	منافق کی پہچان	55
36	حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا علیہ السلام کیلئے بشارتیں	56
37	کمالاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے مظہر	57
38	اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد	58
39	چہرہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کی زیارت	59
40	اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دن کی محبت	60
41	اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن پر جنت حرام	60
42	شیطان کا ساتھی	60
43	منافق	61
44	کعبے کا نمازی	61
45	روایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	62
46	باطنی خلافت کے وارث	63
47	چار سوال	67
48	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت	67
49	سارے نسب کٹ جائیں گے	68
50	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مولا علی علیہ السلام کی محبت و عقیدت	68
51	حضرت جبریل امین علیہ السلام کی آمد	75
52	سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا	76
53	غور فرمائیں!	76

54	باب ۱۰: علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اولاد کے بارے میں جھگڑا	79
55	کتاب حدیث مبارکہ	80
56	علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	81
57	خوش قسمت	82
58	خبردار! ہوشیار!	83
59	مولیٰ علی، شیر خدا علیہ السلام کا فرمانِ ذیشان	83
60	اقتطاب ارشاد اہل بیت اطہار علیہم السلام	85
61	بغض علی علیہ السلام اور دعویٰ ولایت	87
62	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد	90
63	مولوی اسماعیل دہلوی	90
64	گدھوں کو مٹھیاں بھرنا	92
65	راقم کے سوال.....؟	94
66	دُعائیں قبول نہیں کی جاتیں	95
67	بے علم سید اور غیر سید عالم	96
68	دعوتِ غور و فکر	97
69	آپ کا مختصر تعارف	98
70	ولادتِ اعلیٰ حضرت	98
71	آپ کی اولادیں	99
72	میرا سوال	99



100	سادات کا دُگنا حصہ	73
101	یہ ہمارے مخدوم زادے ہیں	74
102	کوزے میں سمندر بند	75
102	سیدزادوں کو بلانے کے آداب	76
103	قاضی کا سزا دینا	77
103	احترام سادات	78
105	ایک سید زادے کی امداد	79
105	ادب سادات کا عظیم الشان مظاہرہ	80
109	جنید پہلوان کا حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بننا	81
112	رومی کشمیر اور احترام سادات	82
114	سید پولیس انسپکٹر	83
114	دوبارہ اُس گاؤں میں کبھی نہ گئے	84
115	پاپوش ہمارے لیے تبرک ہیں	85
117	حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آداب سادات	86
118	استغاثہ بحضور سیدہ کائنات علیہا السلام	87
123	حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت	88
131	شہادت حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کہانی	89
133	خواجہ چھوہروی کی التجاء کے ساتھ اختتام	90
137	دوسرا گروہ	91
138	ایک ضروری وضاحت	92











## تبصرہ

از قلم: علامہ خان محمد قادری مدظلہ العالی [بانی و پرنسپل القرآن یونیورسٹی، لاہور]

کتاب ”کشف الحقائق“ کو جستہ جستہ دیکھنے کا شرف نصیب ہوا۔ مصنف نے ایمانی حرارت اور دینی حمیت کا جس طرح اظہار کیا ہے، وہ انہی کا حصہ ہے۔ اگر کتاب میں کہیں کہیں شدت آئی ہے تو یہ بھی حرارتِ ایمانی اور محبتِ یزدانی کا ثمرہ ہے۔ بقول حضرت رضا

ملکے رضا خنجر خون خوار برق و بار  
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

حضرت علامہ الحاج نذیر محمد کفایتی رحمہ اللہ قادیان سے مدظلہ العالی سر اپا عشق و محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اسلئے آپ نے اس کتاب میں اہل ایمان کیلئے جہاں آلِ نبی، اولادِ علی کی تعظیم و تکریم اور عشق و محبت کے موتی اکٹھے کیے ہیں، وہاں ایصالِ ثواب کے مسئلے کو بھی خوب واضح فرمایا ہے۔ ایصالِ ثواب کا مسئلہ شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ محبت کا بھی مسئلہ ہے کیونکہ جانے والوں کیلئے دُعا محبتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جسکو جتنی محبت ہوتی ہے اتنی ہی اسکے سینے سے دُعا میں نکلتی ہیں، اسلئے کہ دُعا دینا مومن کا فرض ہے اور دُعا لینا مومن کا حق ہے۔

روکھے پھیکے مومن اس حقیقت سے نا آشنا ہیں وگرنہ قرآن حکیم پر غور کریں تو حضرت نوح علیہ السلام سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سبھی مقدس ہستیاں جانے والوں کیلئے دُعا میں کرتی نظر آتی ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے محبتِ اہل بیت علیہم السلام کا تو مصنف کی اس کاوش و کوشش کو  
اس دُعا کے ساتھ سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں کہ جو کشتہء عشق رسول معروف صوفی بزرگ  
حضرت خواجہ غلام فرید کے اشعار پر مبنی ہے۔

تیری آل کے حق میں ہو جسے ذرّہ خیالِ ضد  
وہ لعین ہے..... لئیم ہے..... ولد الحرام ہے  
قبول کر چاہے نہ کر قبول شاہا  
فرید ازل سے تیرا غلام ہے

علامہ محمد خان قادری

[ایم اے اسلامک لاء]





## تبصرہ

از قلم: صاحبزادہ پروفیسر محمد الیاس قمر القادری  
[چیمبرمین خواجہ رکن الدین فاؤنڈیشن، میرپور آزاد کشمیر]

حضرت علامہ الحاج پیر محمد شفیع الرحمن قادری عظیمی مدظلہ العالی خطہ کشمیر کی علمی، ادبی اور روحانی شخصیات میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔

قبلہ پیر صاحب برطانیہ سے جب بھی پاکستان تشریف لاتے ہیں، اکثر مزاراتِ اولیاء عظام پر حاضری کو اپنا جزو لازم سمجھتے ہیں اور پاکستان میں شاید ہی کوئی بڑی درگاہ ایسی ہو جس پر حضرت قبلہ پیر صاحب نے زیارت و اکتساب فیض کیلئے سفر نہ فرمایا ہو، اسی بنا پر نہ صرف آپ کی سیرت قابلِ رشک ہے بلکہ صورت بھی قابلِ دید ہے۔ حضرت صاحب یورپ کی حسن و رعنائی کی دُنیا سے بے نیاز ہو کر عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آداب و تعظیباتِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ آپ روایتی پیروں کی طرح اپنی زندگی اور گزر بسر کا انحصار نذرانوں پر نہیں بلکہ اپنے کسبِ کمال و رزقِ حلال پر رکھتے ہیں، اسی لئے آپ کی نہ صرف تحریر میں قوت ہے بلکہ تقریر میں بھی بقول اقبال

جوباتِ دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے  
پر نہیں، طاقت پر دوا زگر رکھی ہے

آپ کی زیر نظر کتاب ”کشف الحقائق“ حضرت علامہ صاحب کی تصنیف لطیف ہے۔ آپ اس سے بھی قبل متعدد کتب تصنیف کر چکے ہیں جو دینی و تحقیقی حلقوں میں قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ متعدد اہل علم و قلم نے انکی تصنیفی و تالیفی کام پر خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ اہل بصیرت سے یہ بات مخفی نہیں کہ حقیقی قبولیت تو بارگاہِ ایزدی اور دربارِ مصطفوی علیہ

الصلوة والسلام کی قبولیت ہے۔

قرآن سے ظاہر ہے کہ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِذِی الْحِجْرِ طَفِیْلًا حَمْدًا قَادِرًا عِجْزًا

مطلہ العالی اس شرف عالی سے مشرف ہو چکے ہیں کیونکہ عہدوں اور ڈگریوں کے بوجھ تلے  
دبی ہوئی کتنی شخصیتیں ہوں گی جو میدان تحقیق و تصنیف میں مایوس بخل کا شکار ہیں۔ حضرت  
علامہ صاحب اہل بیت اطہار علیہم السلام سے عقیدت و محبت کا اظہار آپ کی بے پناہ عقیدت  
کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے عاشقوں کی آنکھیں ٹھنڈی اور سینے کشادہ اور قلوب  
منور ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ صاحب نے عصر حاضر کی نبض پر ہاتھ رکھا ہے اور  
ایک دینی راہنما کا کردار انجام دیا ہے۔ میں حضرت علامہ صاحب کو صدقِ دل سے مبارکباد  
پیش کرتا ہوں اور اس کاوش پر دُعا دیتا ہوں کہ انکے وجود میں دینی علوم کا وقار بھی ہے اور تحقیقی  
مقالات کا معیار بھی۔

اللہ تعالیٰ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے خدمتِ دینِ متین  
کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

۔ ایس سعادت بزورِ بازو نیست ..... تانہ بخشد خدائے بخشنده

صاحبزادہ پروفیسر محمد الیاس قمر القادری  
چیرمین خواجہ رکن الدین فاؤنڈیشن، میرپور آزاد کشمیر





## تقریظ

از قلم: حافظ مفتی سید عاشق حسین شاہ (ایم اے)

”کشف الحقائق“ ایک دردمند عاشق کے قلم کی گوہر افشانی ہے اور یہ عشق و محبت الہی اور اسکے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ اسلاف کا ہمیشہ ہی سے وطیرہ رہا ہے۔

حال و استقبال سے فرصت ملے تو ماضی کی طرف جائیں، اولاد کی ناز برداریوں سے فرصت ملے تو ان کو یاد کریں جو کہ ہمارے دین اور دنیا کا لازمی جزو ہیں۔

حضرت عابد الحاج پیر محمد طیفیؒ کا ذکر ہے: ”مدظلہ العالی ایک سیماب صفت اور سراپا عشق و محبت آدمی ہیں۔ عشق الہی، اُلفت و محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام انکا خاندانی وصف ہے۔ آپ گاہے گاہے تشنگانِ علم و معرفت کو سیراب کرنے کیلئے قلم اٹھاتے رہتے ہیں۔“

آپ کی دیگر کتب میں ”توقیر سادات“ [پہلا ایڈیشن، 1998ء تعداد 2000، دوسرا ایڈیشن 2005ء اور تیسرا ایڈیشن 2009ء میں چھپا]، ”سیرت داتا گنج رحمة اللہ تعالیٰ علیہ“، ”سبیلِ بجوری مع تذکرہ سرکارِ سیری رحمة اللہ تعالیٰ علیہ“، ”پیر کشمیر الحاج حضرت خواجہ سائیں رکن الدین صاحب رحمة اللہ تعالیٰ علیہ“، ”ختیمات شریف کی برکات مع حرمین الشریفین کی یادیں“، ”سبیلِ رحمت“، ”وظائفِ بجوری“، ”فضائلِ مولائے کائنات [علیہ السلام]“ شامل ہیں۔ یہ کتاب بھی اسی تسلسل کا ایک حصہ ہے۔

نظروں کے سامنے رہنے والوں سے ہر کوئی اظہارِ اُلفت کرتا ہے مگر قبلہ قادری صاحب گذشتگان و رفتگان سے بھی پیار کرتے ہیں۔ قبلہ قادری صاحب کی یہ کوشش ”کشف الحقائق“ ہمارے جامد و خامد احساس و ادراک کیلئے مسیحا ثابت ہوگی۔ عشق اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ یادِ آخرت بھی دامن گیر ہوگئی تو بے عملی کی کئی اُجھی ہوئی گھٹیاں سلجھ جائیں گی۔ سو یہ کتاب سونے ہوئے اذہان اور بھولے ہوئے انسان کے حافظے پر ایک دستک ہے۔

گو یا عشقِ الہی، اُلفت و محبتِ رسولِ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام نے قرار و مضطرب قلوب کیلئے باعث سکون و راحت ہے۔

مُفِیْدَتِی عَاشِقِ حَسَنِ اَیْم

پرنسپل نیو سنچری قرآن انسٹیٹیوٹ، لاہور





حمد باری تعالیٰ جلالہ

اَوَّلُ حَمْدٍ شَاءَ اَللّٰهُ جِو مَالِكٍ هَر هَر دَا

اس دا نام چترن والا هر میدان نه هر دا

کام تمام میسر ہوندے نام اوہد اچیت دھریاں

رحمیں سکے ساوے کردا قہروں ساڑھے ہریاں

قدرت تھیں جس باغ بنائے جگ سنسار تہا می

رنگ برنگی بوٹے لائے کچھ خاصی کچھ عامی

اکنالا دے پھل مٹھے کیتے پت انہاندے کوڑے

اکنناں دے پھل کاری آون نفع پھلاندے تھوڑے

ایس عجائب باغے اندر آدم دا رُکھ لایا

معرفت دامیوہ دے کے واہ پھلدار بنایا

حکم او ہدے بن ککھ نہ ہلدا، اُوہ قدرت دا والی

جیا جون نگاہ اوہدی وچہ ہر پتر ہر ڈالی

آپ مکانوں خالی، اس تھیں کوئی مکان نہ خالی

ہر ویلے، ہر چیز محمد ﷺ، رکھانت سنبھالی

بادشہاں تھیں بھیک منگاوے، تخت بہاوے گھا، ہی  
کچھ پرواہ نہیں گھر اُسدے، دائم بے پروا ہی

ہر عاجز پر رحمت کردا، کرے قبول دُعائیں  
بن مگے لکھ دان دوائے محرم دلدا سائیں

مٹھا میوہ بخش اچھا قدرت دی گھت شیریں  
جو کھاوے روگ اُسدا جاوے دُور ہووے دلگیری





## نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کریم اُمت دا والی مہر شفاعت کردا  
 جبرائیل جیسے جس چاکر، نبیاں دا سر کردا  
 اُوہ محبوب حبیب ربانوں، حامی روزِ حشر دا  
 آپ یتیم، یتیمیاں تائیں ہتھ سرے پر دھردا  
 جے لکھ واریں عطر گلابوں دھوئے نت زبانوں!  
 نام انہاں دے لائق ناہیں کیہ قلمے دا کاناں  
 نور محمد ﷺ روشن آہا آدم جدوں نہ آیا  
 اوّل آخر، دوئے پاسے، اوہو مل کھلویا  
 عیسیٰ خاک انہندے دردی گھن تیمیم کردا  
 تائیں دست مبارک اس دا شافی ہر ضرر دا  
 موسیٰ، خضر نقیب اُنہاندے اُگے بھجن راہی  
 اُوہ سلطان محمد ﷺ والی، مرسل ہور سپاہی



دل میں ہے مجھ بے عمل کے داغِ عشق اہل بیت <sup>علیہم السلام</sup>  
 ڈھونڈتا پھرتا ہے دامنِ ظلِ حیدر مجھے  
 [علامہ محمد اقبال]





## منقبت حضرت امام حسین علیہ السلام

کتنا بلند و بالا ہے رتبہ حسین علیہ السلام کا  
ہے ارض و سموات میں شہرہ حسین علیہ السلام کا

نوک سنا پہ شاہ علیہ السلام نے قرآن جو پڑھا  
کتنا وہ باکمال تھا پڑھنا حسین علیہ السلام کا

سرتن سے جو جدا ہوا وقت نماز میں  
بے مثل تھا جہان میں سجدہ علیہ السلام کا

کہا حسین علیہ السلام منی و انامن الحسین علیہ السلام  
دو جسم ایک جان ہے یہ رتبہ علیہ السلام کا

سنو تم اے یزیدیو، وزراء، صدر سنو  
ہوتا رہے گا تا ابد چرچا حسین علیہ السلام کا

میں ہوں غلام ابن غلامان شاہ علیہ السلام کا  
سایہ رہے گا مجھ پر ہمیشہ حسین علیہ السلام کا

کلام فطسید غلام محی الدین [ایم اے جرنلزم] (پنجاب یونیورسٹی)



منقبت برائے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین

پیر سید معین الحق گیلانی گولڑہ شریف

جائے عافیت ہے تیرا آستانہ گنج بخش!

فیض پاتا ہے جہاں، سارا زمانہ گنج بخش!

چارہ بے چاروں کا بے ساماں کا تو سامان ہے

تیرا در ہے بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ گنج بخش!

آپ کا دربارِ جلوہ بار ہے لاہور میں

اولیاء کا ہے جہاں پر آنا جانا، گنج بخش!

غوثِ اعظم، والیِ اجمیر اور گنج شکر

مانتے ہیں آپ کو درِ یگانہ گنج بخش!

تیرا روضہ ہے زیارت گاہِ خاص و عام کی

روز و شب جس کی نضا ہے دلبرانہ گنج بخش!

التجا میرے دل پر شوق کی مقبول ہو

طرز ہو میری فقیری کی شہانہ گنج بخش!



آرزو ہے اب تو ممکن ہو مرا شہر نبی  
اب تو میرا ہو وہیں کا آب و دانہ گنج بخش!  
از طفیل حضرت خیر النساء، بنت رسول  
ہو معین الحق یہ لطف جاودانہ گنج بخش!

## كُنْ عَا

آل اولاد تیری دامنگار میں کنکال زبانی  
پاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

مَحَلُّ طِفْلِكَ لِحَدِّ قَادِرِيْ هَجَوِيْ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ  
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ  
وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ وَاَوْلِیَآءِ اٰمَتِهٖ  
وَعُلَمَآءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ  
الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج..... تاریخ 20- اکتوبر 2011ء بمطابق 22- ذیقعدہ 1432ھ بروز

جمعرات راقم فقیر آپ مکرم و معظم قارئین کی بارگاہوں میں ایک بار پھر حاضری کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن رحمت کو تھام کر خداوند قدوس کی بارگاہ اقدس سے ہمت و نصرت کی بھیک مانگتا ہوں۔ رب کریم اس کتاب کی تکمیل میں اس ذرّہ ناچیز کی نصرت فرمائیں۔ راقم حقیر اور قارئین کرام کو دولت عمل سے سرفراز فرمائیں۔

[آمین بِحُرْمَةِ طَهْ وِیْسَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم]

## آج آغاز کیوں کیا؟

قارئین محترم..... آج میرے بیٹے ولد ار علی بجویری کا یوم پیدائش یعنی سالگرہ ہے۔ یہ بیٹا مجھے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باذن اللہ تعالیٰ بطور خیرات و تحفہ ملا تھا جسکی

تفصیل میں ذیل میں عرض کروں گا۔ اس خوشی کے موقع پر شکرانے کے طور پر کچھ گزارشات قرآن و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی و آغاز کر رہا ہوں۔ بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوں کہ میری اس نیت و عقیدت کو قبولیت شرف سے نوازتے ہوئے میرے بیٹے کو بالخصوص اور ساری اولاد و خجین کو بالعموم نیک اور صالح بنائیں۔ ہمیشہ اپنی رحمت کے سائے میں رکھیں۔ انکے دلوں کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور فرمائیں۔

[آمین بحرمۃ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدالحسن والحسین علیہما السلام]

### رحمتِ عالم ﷺ کے جو دو سخاے عطا کا ایمان افرود واقعہ

مارچ 1998ء کو راقم سلسلہ حج اپنی دختر نبیلہ بتول کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوا۔ قیامِ مدینہ شریف کے دوران ایک دن دورانِ نماز ایک گلابی رنگ کا موتی میری گود میں گرا۔ پہلا خیال جو آیا وہ یہ تھا کہ مسجد شریف کی دوسری منزل سے کسی نمازی کی تسبیح ٹوٹی ہوگی جس کا یہ دانہ ہوگا لیکن اس وقت میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا جب میں نے دیکھا کہ اوپر دوسری منزل نہیں بلکہ مجھے آسمان نظر آ رہا تھا اور دوسرا جب موتی کو غور سے دیکھا تو اس میں کوئی سوراخ نہیں تھا۔ اگر تسبیح کا دانہ ہوتا تو سوراخ ضرور ہوتا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی خیرات و سوغات ہے جو اس سیاہ کار کو ملی ہے۔ جو پہلی تعبیر اسکی میرے ذہن میں آئی، وہ یہ تھی کہ سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باذنِ خدا تعالیٰ مجھے اپنے شہزادوں کا صدقہ بیٹے کی صورت میں تحفہ دیا ہے۔ چھ ماہ بعد ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم کا صدقہ بیٹے کی ولادت ہوئی۔ وہ موتی آج بھی راقم نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔



**یاد رہے**..... کہ راقم نے اپنی کتاب ”توقیر سادات“ بھی 1998ء کے ماہ ربیع الاول میں لکھی تھی۔ 1998ء راقم کیلئے بڑا اہم و مبارک سال تھا۔ ”توقیر سادات“ کی ترتیب، ”حرمین شریفین کی حاضری“، ”گلابی موتی“ کا عطا ہونا، حضرت بابا امیر عالم صاحب سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہونا، ایام حج میں مکہ المکرمہ میں 9- اپریل 1998ء بروز جمعرات 12- ذی الحج سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دومرتبہ خواب میں زیارت ہونا اور پھر بیٹے ولدِ ارعلی کی صورت میں نعمتِ خداوندی کا عطیہ بوسیہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملنا، یہ سارے واقعات 1998ء ہی میں ہوئے جن پر راقم ربِّ کائنات کا لاتعداد شکر ادا کرتا ہے۔

یَا رَبِّ تُو کَرِیْم و رَسُوْل تُو کَرِیْم  
صَد شُکْر کَہ ہَسْتَم مِیَان دُو کَرِیْم

[سعدی شیرازی]

### کتاب ہذا کا سبب تالیف

راقم فقیر اس سال کے اوائل میں پاکستان تھا۔ میرے نہایت ہی مہربان و شفیق و محترم الحاج صوفی باصفا، مردِ درویش و باوقبلہ بابو محمد صادق صاحب مہتمم جامعہ گلزارِ مدینہ اندر لہ کوٹیزہ..... مدرسہ للبنات کھوئی رہے جن سے اکثر ملاقاتیں رہیں، انہوں نے راقم کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ ایسی کتاب ترتیب دیں جس میں عقائدِ حقہ کو قرآن و حدیث و اقوال و معمولاتِ بزرگانِ دین سے ثابت کیا جائے۔ فی زمانہ بدعتِ بدعتیگی کے جراثیموں کی یلغار ہے۔ عوامِ باآسانی اُن جراثیم سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ فقیر نے ان سے وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ توفیقِ الہی سے میں اس کام کی تکمیل کی کوشش کروں گا۔ اللہ ربِّ العزت کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اس وعدے کو ایفا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ حضرت

بابو محمد صادق صاحب دین کا دَر دَر کھنے والی شخصیت ہیں۔ اپنی بساط کے مطابق شب و روز اشاعتِ دین کی ترویج میں لگے رہتے ہیں۔ اپنی اولاد کو بھی انہوں نے خدمتِ دین کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ اللہ رب العزت انکی اور انکی اولاد کی اس مساعی جلیلہ کو قبولیت کے شرف سے نوازیں۔

[آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

## دورِ حاضر کے بارے میں

### قارئین کرام

### زندگی کیا ہے؟

پانی کا بلبلہ کہہ لیں، شبنم کا قطرہ کہہ لیں، درخت کا پتہ کہہ لیں یا کانٹا کہہ لیں جس نے ایک مدت مقرر کے بعد ختم ہونا ہوتا ہے، اس کی جگہ نئی نسل نے لینی ہوتی ہے۔ قدرت کا یہ دستور و سلسلہ قیام قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ نئے آنے والوں کو جانے والی نسل کے دور و وقت کے حالات سے آگاہی کا تجسس ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام یا تاریخ عالم سے آج ہم ہزاروں سال پہلے کے حالات سے واقفیت رکھتے ہیں تو یہ ان جانے والی نسلوں کے ہم پر احسانات ہیں جنہوں نے ہمیں اپنے دور کے حالات سے آگاہی دی۔ اُمید ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اُمت کے کچھ افراد ہر دور میں اس فرض کی ادائیگی کرتے رہیں گے۔ یہ کتاب کوئی مستقل تاریخ یا حالاتِ حاضرہ کی عکاسی پر تو نہیں لکھی جا رہی، صرف چند جملوں میں حالاتِ دورِ حاضر پر تبصرہ کی کوشش کی جائے گی۔

### قارئین کرام

..... اس وقت اُمتِ مسلمہ پر بڑا سخت و کرہناک وقت ہے۔ مسلمان کے خون کی اہمیت چیونٹی سے بھی کم تر ہے۔ مسلمان حکمرانوں میں کرپشن، لوٹ کھسوٹ، آمریت، بربریت، خود غرضیت اپنے عروج پر ہے۔ لیبیاء کے حکمران کرنل قذافی نے



بیا بیس سال تک اپنے عوام کو محکوم بنائے رکھا۔ کسی کو بھی ووٹ کا حق نہیں دیا۔ گذشتہ ہفتے اسکے اقتدار اور زندگی کا خاتمہ تقریباً آٹھ ماہ کے خونی کھیل کے بعد ہوا۔

مصر میں ایک آمرینتیس سال تک مطلق العنان حاکم بنا رہا۔ چند ماہ قبل اس کے اقتدار کو زوال آیا۔ کم و بیش تمام مسلم ممالک میں یہ ہی کیفیت ہے۔ اگر ایک ایک ملک پر تبصرہ کیا تو میں اپنے اصلی موضوع سے دُور ہو جاؤں گا۔ ایک بھی اسلامی ملک میں عوام دوست یا ویلفیئر نظام حکومت نہیں ہے۔ علماء کا کردار انتہائی ناقابل رشک و ناقابل بیان ہے۔ اُمت کو فرقہ واریت، تنگ نظری، کم حوصلگی، تعصب و عصبيت، شخصیت پرستی و نفس پرستی کے تاریک غار میں داخل کر دیا ہے جہاں سے نصرتِ خداوندی کے بغیر نور و ہدایت پانا ناممکن ہے۔ پوری اُمت مسلم [سوائے جماعتِ صوفیاء عظام کے] فرقہ واریت کے موذی مرض کی شکار ہے۔ فرقہ واریت کے جراثیم وجودِ اُمت کو لمحہ بہ لمحہ کمزور کرتے جا رہے ہیں۔ کچھ نادانوں اور ناعاقبت اندیشوں نے خداوند قدوس کے اس فرمانِ ذیشان کو کہ [جس کسی نے ایک انسان کی جان بچانے کی کوشش کی گویا اس نے ساری انسانیت کو بچا لیا اور جس نے ناحق ایک انسان کو قتل کر دیا گویا اس نے تمام انسانیت کا قتل کیا] بھلا کر انسانیت کے قتل کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ اس شرمناک و گھناؤنے فعل کے ارتکاب کو بھی ثواب سمجھتے ہیں۔ [العیاذ باللہ]

مسجدوں اور امام بارگاہوں میں بم دھماکے، بزرگانِ دین کے مقدس مزارات پر دھماکے، عوامی مقامات پر، جلسے جلوسوں میں، بسوں ٹرینوں میں بم دھماکے غرضیکہ آج کا انسان و مسلمان کسی بھی جگہ اپنے آپ کو محفوظ تصور نہیں کرتا۔ ان بد بختوں نے اسلام کے نورانی و ایمانی چہرے کو داغدار کر دیا ہے۔ غیر مذاہب کے لوگ جب کسی مسلمان کو دیکھتے ہیں تو انکی نظروں کا سامنا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ اُمت مسلمہ پر کر فرمائے۔

[آمین۔ حرمتہ جمع الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین]



اُمت میں اتفاق واتحاد، محبت و اخوت، جذبہ ایثار و قربانی، ہمت و حوصلہ، قوت برداشت، خوفِ خدا و روزِ جزا، محبتِ دین و ملت، دولتِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مودتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احترامِ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و صوفیاءِ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، جذبہ خدمتِ والدین، درِ انسانیت، شمعِ روحانیت عطا فرمائیں تاکہ سارے عالم کو اسلام کی حقیقی و نورانی تصویر سے منور کیا جاسکے۔ ایسی تصویر جس سے بزرگانِ دین نے انسانوں کے دلوں پر حکومت کی۔ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک کروڑ انسانوں کے تاریک دلوں کو نورِ اسلام سے منور کیا۔ بربریت کے اس تاریک دور میں چند گنتی کے افراد جماعت علماء و صوفیاء میں ہیں جو تنگ نظری اور تنگ دلی کا شکار نہیں ہیں، اُمتِ مسلمہ کی صحیح راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ فرقہ واریت، تعصب، تنگ نظری، حسد و بغض، ظلم و جبر، مذہبی و لسانی عصبیت کے پھرے ہوئے جن کو قابو کرنے اور اُمت کو اسکے شر سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس اصلاحی جماعتِ علماء کا سرخیل راقمِ شیخ الاسلام حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کو تسلیم کرتا ہے۔

گذشتہ ماہ 24- ستمبر 2011ء کو برطانیہ کے شہر لندن کے [Wembley Areena Hall] میں ایک عظیم الشان ”اتحاد بین المذاہب کانفرنس“ کا انعقاد پروفیسر صاحب کی سرپرستی میں منہاج القرآن انٹرنیشنل نے کر کے ساری دُنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیا۔ عظیم الشان کانفرنس تھی۔ تمام مذاہبِ عالم کی نمائندگی موجود تھی۔ ہر مذہب کے نمائندگان نے اپنے مذہب کے مطابق شیخ پر دُعائیہ کلمات کہے۔ اس کانفرنس کا انعقاد کر کے دیگر مذاہب کو یہ پیغام دیا گیا کہ اسلام و مسلمان تنگ نظر و تنگ دل نہیں ہیں۔ ہم دیگر مذاہب کے ساتھ اس کائناتِ ارضی میں امن و آشتی کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ ہم انسانیت کا

احترام کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت خوبصورت کوشش تھی۔ اللہ تعالیٰ قبلہ پروفیسر صاحب اور انکے معاونین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں۔ [آمین]

**لیکن افسوس صد افسوس**..... ہماری مسلم کمیونٹی کے تنگ نظر و متعصب مولویوں اور

پیروں نے اس اعلیٰ کام پر بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو ہدف تنقید بنایا۔ یہ بیچارے اگر ایسا نہ کریں تو انکی روٹی روزی کیسے چلے؟ انکی سوچ نہایت ہی سطحی ہے۔ اپنی ذات کے حصار سے یہ باہر نکل ہی نہیں سکتے۔ انکی سوچ کا حدود اربع صرف اپنے نفسِ عمارہ کی پرستش اور پیٹ کی آگ بجھانے تک محدود ہے۔

اسلام کے حقیقی محسن، بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت بیکراں، اہلیت اطہار علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، صوفیاء و صلحاء اُمت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اعلیٰ و بالا کردار سے نہ خود آشنا ہیں اور نہ ہی دُنیا تک آگاہی پہنچا سکتے ہیں۔ اپنے آپکو، اپنے لائف اسٹائل کو فناءِ دین کے مطابق بدلنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین حق کو بد لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وقتِ دُعا ہے اللہ پاک انکے حال پہ کرم فرمائیں۔ [آمین]

### زوالِ اُمت کا اہم سبب

آقائے دو جہاں، مالک کون و مکاں، شافعِ عاصیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو ہدایت و نصیحت فرمائی تھی۔ اس حدیث مبارکہ کے راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”اَنَا تَارِكُ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى



وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَتْ عَلَى  
كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ  
فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ  
فِي أَهْلِ بَيْتِي“۔

[صحیح مسلم، باب فضائل علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم، جلد دوم، صفحہ 279]

**ترجمہ:** ”میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں پہلی  
اللہ تعالیٰ کی کتاب [یعنی قرآن مجید] ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اس پر  
عمل کرو اور مضبوطی سے تھام لو“ پھر ارشاد فرمایا، ”یہ میرے اہل بیت علیہم السلام  
ہیں، میں اپنی اہل بیت علیہم السلام کے متعلق اللہ رب العزت کی یاد دلاتا ہوں۔  
میں تمہیں اپنی اہل بیت علیہم السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں  
تمہیں اپنے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے  
ڈراتا ہوں۔“

**قائیں کرام**..... حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو

قرآن مجید والفرقانِ حمید پر عمل اور اپنی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ محبت و مودت  
کی تلقین فرمائی۔ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کی اہل بیت اطہار علیہم السلام  
کے معاملے میں لاپرواہیاں ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اسلئے تاکید اہل بیت اطہار علیہم السلام  
کے معاملے کو تین [3] بار تنبیہ ارشاد فرمایا۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ جسکو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت  
اللہ شریف کے دروازے کو تھام کر بیان فرمایا



”اَلَا اِنَّ مِثْلَ اَهْلِ بَيْتِي فِیْكُمْ مِثْلَ سَفِیْنَةِ نُوحٍ مِّنْ رَّكِبِهَا  
نَجَا وَمَنْ یُخَلِّفُ عَنْهَا هَلَكٌ“۔

[مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اہل بیت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام]

**ترجمہ:** ”خبردار!..... میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مثال

تمہارے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے۔ جو اس میں سوار ہوا،  
نجات پر گیا اور جو کوئی فرد اس میں سوار ہونے سے رہ گیا، وہ ہلاک ہو گیا۔“

اُمت مسلمہ کے وہ خوش نصیب افراد جنہیں صوفیاء کرام و اولیاء عظام رحمۃ اللہ  
علیہم اجمعین کے پیارے القابات سے یاد کیا جاتا ہے، اسی گروہ نے مکاحقہ آقا دو جہاں صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات پر عمل کیا ہے۔ اپنے قلوب کو محبت اہل بیت رسول صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور کیا ہے۔ اپنی زندگیوں کو قرآن مجید و سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کے سانچے میں ڈھال کر قربِ خداوندی حاصل کر لیا۔ ان کے علاوہ اُمت مسلمہ کئی  
حصوں میں بٹ گئی۔ کچھ بد نصیب تو دین سے اتنا دور ہو گئے کہ دُنیا میں مست ہو کر قبر حشر،  
جزا سزا سب کچھ بھول گئے۔ چند روزہ دنیاوی زندگی ہی کو اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھے۔ سوچنے  
سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے۔ انسانی شکل میں حیوان بن گئے۔ ایک طبقہ ایسا ہے جنکے  
دل سے ادب و محبت غائب ہو گئی۔ نفس پرستی، انا پرستی، تکبر و غرور میں اتنے آگے بڑھ گئے  
کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو [نعوذ باللہ] اپنے جیسا تصور کرنے لگے۔ بد عقیدگی کی  
ایسی بذو پھیلانی کہ..... [الحفیظ والامان]

## دواہم گروہ

امت مسلمہ کا ایک ایسا طبقہ معرض وجود میں آیا کہ جنہوں نے قرآن حکیم و سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کی حتی المقدور کوشش کی۔ دین سے اپنا تعلق استوار کیا۔ نماز کی پابندی، مساجد کو آباد کرنا، ذکر اللہ کرنا، اپنے چہروں کو داڑھی سے مزین کرنا، جبہ و دستار کا اہتمام کرنا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ کرنا، صوفیاء کرام کی مقدس جماعت سے اپنے آپ کو منسوب کرنا یہ سارے اچھے اعمال بجالا کر وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم پکے اور سچے دیندار بن گئے ہیں۔ ہم ہی نجات یافتہ ہیں۔ ان ساری باتوں میں وہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے حق کو بھول گئے۔ وہ سفینہ اہل بیت میں سوار نہ ہو سکے۔ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانِ ذیشان کے ایک حصے پر تو عمل کرنے میں کوشاں ہو گئے مگر دوسرے حصے سے بے نیاز ہو گئے۔ اس لاپرواہی و بد نصیبی کے شکار اس دور کے بڑے بڑے علماء، قاضی، مفتی اور پیرانِ عظام ہو گئے ہیں۔ بلاشبہ کچھ سعادت مند علماء کرام و مشائخ عظام ایسے ہیں جو محبتِ اہل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ انکی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ موجودہ دور میں جو خانقاہوں کے وارث بن بیٹھے ہیں، حکیم الامت، مفکر پاکستان، قلندر لاہوری حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب انکی منظر کشی کرتے ہیں

تم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے  
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گور کن!

[بالِ جبریل]

ایک مقام پر کیا خوبصورت انداز میں زمانہ حال کے ”نام نہاد“ پیروں کی ٹھاٹھ باٹھ اور پیچھے مسکین مریدوں کی کمپرسی کی تصویر کشی فرماتے ہیں

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ

مانند بتاں بچتے ہیں کعبے کے براہمن

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا

ہر خرچہ سالوس کے اندر ہے مہاجن

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشین

[بال جبریل]

**قارئین کرام**

..... کوئی یہ خیال نہ کر لے کہ عاشقِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیرانِ عظام، صوفیاء کرام کے منکر تھے، ایسا ہرگز نہیں۔ وہ تو بزرگانِ دین کی بارگاہ کی خاک بھی اکسیر سمجھتے تھے۔ وہ تو صرف ڈرامہ باز، فنکار، عیار و مکار جعلی پیروں کے خلاف تھے۔ آپکے عقیدے اور ایمان کو تازہ کرنے کیلئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند اشعار شانِ اولیاء کرام میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

نہ پوچھ ان خرچہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو  
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

[بانگ درا]

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے  
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

[بال جبریل]



حکیم الامت ایک نسخہ تجویز فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے وجود کی مٹی کو سونا بنانا چاہتے ہو تو کسی مردِ کامل کے آستان پر عقیدت و محبت کے بوسے دو۔ تمہاری کیفیت بدل جائے گی، خاک سے سونا بن جاؤ گے۔

۔ ..... **کیمیا پیدا کن از مشقِ گلے** ..... **بوسہ زن بر آستانِ کالے**

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ ہجویری ثم لاہوری سے بہت عقیدت تھی۔ تبرکاً آپ کے وہ اشعار جو سید ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں آپ نے عقیدتاً پیش کیے تھے، درج کیے جاتے ہیں تاکہ آپ کی وہ عقیدت جو بزرگانِ دین سے تھی، کا اندازہ کیا جاسکے۔

سید ہجویری مخدوم اُم ..... مرقد او پیر سنجر را حرم  
بند ہالے کو ہزار آساں کینت ..... در زمین ہند تخم سجدہ ریخت  
عہد فاروق از جمالش تازہ شد ..... حق ز حرف او بلند آوازہ شد  
پاسبانِ عزت ام الکتاب ..... از نگاہش خانہ باطل خراب  
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت ..... صبح ما از مہر او تابندہ گشت  
عاشق و ہم قاصد طہار عشق ..... از جبینش آشکار اسرار عشق  
داستانے از کمالش سر کنم ..... گلشنے در غنچہ مضر کنم

[اسرار خودی]

میں چاہوں گا کہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فارسی کلام کی اختصاراً تشریح کروں تاکہ قارئین کیلئے سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

① ..... آپ فرماتے ہیں کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ جو سید ہجویری ہیں اور تمام اُمتوں کے مخدوم ہیں، آپ کی قبر انور

خواجہ اجیر خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے حرم کا مقام رکھتی ہے کیونکہ انہوں نے آپ کے مزار پر انوار پر چلے کشتی کر کے فیض حاصل کیا تھا۔

②..... آپ نے پہاڑوں کے مشکل ترین راستے آسانی سے طے کیے اور زمین ہندوستان میں سجدہ خداوندی کا بیج بویا یعنی توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی۔

③..... آپ کے چہرہ مقدس کے جمال سے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کی یاد تازہ ہو گئی۔ آپ کی گفتگو کی شیرینی اور تبلیغ سے دین حق کا شہرہ و چرچا عام ہوا۔

④..... آپ حضرت قرآن مجید کی عزت کے محافظ تھے۔ آپ کی نگاہ مقدس کے جلال نے کفر، شرک و باطل کے مراکز ویران و برباد کر دیئے۔

⑤..... پنجاب کی سرزمین آپ کے دم قدم سے زندہ ہو گئی۔ ہماری صبح آپ کے آفتاب روحانیت سے منور و روشن ہو گئی۔

⑥..... آپ دین خداوندی کے عاشق بھی اور منزل عشق کے ہمہ وقت تیز رفتار قاصد بھی۔ آپ کی پیشانی سے عشق کے راز آشکار تھے۔

⑦..... میں انکے ولی کامل ہونے کی ایک حکایت بیان کر رہا ہوں کہ ایک کلی میں پورا باغ سمور ہا ہوں۔

سید جہویر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کی عقیدت کی ایک جھلک پیش کی گئی تاکہ آج



کا کوئی تنگ نظر و تنگ دل مُلا و پیر حضرت علامہ کو اپنے فتوؤں کی زد میں نہ لے آئے۔

### قارئین کرام

..... اب میں قرآن و احادیث اور اقوال و افعال صالحین جو تاجدارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ رحمت کے خزینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شان میں ہیں، ان میں سے کچھ انمول موتی آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت اس اُمید پر حاصل کر رہا ہوں کہ پروردگارِ عالم تمام اُمتِ مسلمہ کو بالعموم اور مجھ حقیر، میری اولاد، میرے متعلقین کو بالخصوص ان سے محبت و مودت اور دائمی وابستگی عطا فرمائیں۔ میری اس کاوش کو میرے لیے قبر و حشر کا توشہ بنادیں۔

[آمین بحرمۃ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدِّ الحسن والحسین علیہما السلام]

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

### دوسرا گروہ

اُمتِ مسلمہ کا ایک گروہ یا طبقہ ایسا ہے کہ وہ محبتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دم تو بھرتے ہیں، اپنا سب کچھ اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فدا کرنے کو ایمان سمجھتے ہیں لیکن دینِ متین سے وابستگی اس طرح جس طرح منشاءِ خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، نہیں رکھتے۔ وہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا ذکر محبت و عقیدت سے تو کرتے ہیں لیکن مشنِ اہل بیت اطہار علیہم السلام پر کما حقہ عمل پیرا نہیں ہیں۔ اپنے زعم میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سال کے دس ایام میں فضائل و مصائبِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کر لینا باقی پورے سال کیلئے کافی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

دوسرا شیخ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانے یعنی حضراتِ صحابہ



کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن خوش نصیبانِ امت کے قلوب کا تزکیہ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا اور دنیا کا کوئی عمل بھی زیارتِ چہرہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالتِ ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا، ان نفوسِ قدسیہ پر زبانِ طعن دراز کرنا یہ اپنا ایمان سمجھتے ہیں جو حقیقتاً انہیں ایمان سے دُور لے جاتا ہے۔ میری گزارشات ان باتوں پر ہوں گی

① محبتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

② دینِ متین کی اہمیت اس ضمن میں میری گزارشات ذیل ہیں

### عظمتِ سادات

**قارئین کرام**..... ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے دیوانہ وار محبت کی جائے اور خاص کر جن نفوسِ قدسیہ سے محبت و موَدّت فرمانے کا حکم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، ارشادِ خداوندی ”قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ“۔

[الشوریٰ 24، آیت 23]

**ترجمہ:** ”آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمادیجئے کہ میں تم سے (اس تبلیغِ حق پر) کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا سوا اپنی قربت کی موَدّت (محبت) کے“۔

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے قربت دار کون ہیں جنکی محبت ہمارے لیے واجب و لازم ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”عَلَيَّ وَفَاطِمَةَ وَابْنَاهُمَا“

[زرقانی، جلد 7]

**ترجمہ:** ”حضرت علی علیہم السلام، حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور ان کے صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام۔“

### آیت تطہیر

”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا“  
[الاحزاب 33، آیت 33]

**ترجمہ:** ”اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ ہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔“ اس آیت مقدسہ میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مدح و ثنا اور ان کی ازلی طہارت کا اعلان ہے۔“

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ رنگت کی اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی

”وَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيُّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا“  
[صحیح مسلم، جلد دوم]

**ترجمہ:** ”حضرت حسن علیہ السلام آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اپنی مقدس چادر میں داخل فرمایا پھر حضرت حسین علیہ السلام آئے، وہ بھی چادر میں داخل ہو گئے پھر سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا تشریف لائیں، انکو بھی چادر مبارک میں داخل فرمایا پھر حضرت علی علیہ السلام باہر گاہ اقدس میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بھی چادر میں داخل فرمایا اور پھر آیت تطہیر تلاوت فرمائی۔“



اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا، حضرات حسین کریمین علیہما السلام کو بلایا۔ ان سب کو اپنی مقدس کملی میں لے کر بارگاہِ خداوندی میں یہ دُعا فرمائی۔  
روایت کے اگلے حصہ کے الفاظ یہ ہیں

”قَالَ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذِيبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ مُطَهِّرُهُمْ  
تَطْهِيرًا“

**ترجمہ:** ”اے اللہ تعالیٰ! یہ میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام ہیں۔ تو ان سے ہر آلودگی کو دور رکھ کر ایسا پاک فرما دے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔“  
اگر آیات مبارکہ کی تفسیر و تشریح میں تفصیلاً جایا جائے تو میں اپنے اصل موضوع سے دُور ہو جاؤں گا، صرف اشارتاً اور مختصراً عرض کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا۔

### آیتِ مباہلہ

”فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ“  
[آل عمران 3، آیت 61]

**ترجمہ:** ”تو ان سے فرما دیجئے!..... آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر مجھ و انکساری سے اللہ ربّ العزت کے حضور دُعا کریں اور بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر“



اس آیت مبارکہ کے نزول پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کو گود میں لیا۔ امام حسن علیہ السلام چھوٹی انگلی پکڑے، سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کے پیچھے آ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نورانی قافلے والوں کو ارشاد فرما رہے تھے کہ جب میں دُعا کروں، آپ سب نے آمین کہنا ہے۔

جب نصاریٰ کے سردار پادری نے اس پنجتن پاک کے نورانی قافلے کو آتے دیکھا تو وہ اپنے پیروں کا روں اراکین وفد سے ان الفاظ میں مخاطب ہوا

”إِنِّي لَأَرَىٰ وُجُوهًا لَوْ سَأَلُوا اللَّهَ أَنْ يَذِيلَ جَبَلًا مِنْ مَّكَانِهِ لَأَذَلَّهُ“

**ترجمہ:** ”اے میری جماعت! میں ایسے نورانی چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کر دیں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ انکی دُعا قبول فرماتے ہوئے پہاڑ کو ہٹا دے گا، تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہیں بچے گا۔“ عیسائیوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور مباہلے کے بغیر واپس چلے گئے۔

اس موقع پر آ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے عیسائیوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اگر یہ مباہلہ کرتے تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا۔ عذاب الہی کی آگ سے انکے جنگلوں میں آگ بھڑک اٹھتی۔ ایک سال تک تمام عیسائی صفحہ ہستی سے مٹ جاتے۔

[تفسیر خازن، مطبوعہ مصر، جلد 1، مرتضیٰ، م، مولیٰ صفحہ 349]

## اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے درود شریف

اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو درود و سلام پیش کرنے کا حکم فرمایا  
 ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
 صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ [الاحزاب 33، آیت 56]

**ترجمہ:** ”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود شریف بھیجتے ہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر۔ اے ایمان والو! درود شریف بھیجا کرو اور کثرت سے سلام پیش کیا کرو۔“

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہِ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا، ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ نماز میں التحیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کیسے عرض کرنا ہے (السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا اسکی وضاحت فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کیسے پڑھا کریں؟“ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”ایسے پڑھا کرو

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“  
 [صحیح مسلم، جلد 1]

**ترجمہ:** ”اے اللہ رب العزت! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود مبارکہ بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل پر درود مبارکہ بھیجا۔ بے شک تو ہی حمد و ثنا کے لائق ہے، بزرگ و برتر ہے۔“



آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود مبارکہ میں اپنی اہل بیت اطہار علیہم السلام کو شامل فرمایا۔ ایسا درود شریف جس میں اہل بیت اطہار علیہم السلام شامل نہ ہوں، وہ درود پاک ناقص ہوتا ہے۔

**سوال** تحفہ اثنا عشریہ میں صلوٰۃ و سلام یعنی درود و سلام بالاستقلال بارہ (12) امام کے حق میں لکھا ہے حالانکہ یہ امر اہل سنت والجماعت کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس واسطے کہ اس میں اہل بدعت کی مشابہت لازم آتی ہے اور اہل سنت نے ایسی مشابہت سے پرہیز کرنا اپنے لئے لازم جانا ہے تو اس امر کے جواز کیلئے سند اہل سنت کی کتب معتبرہ سے بیان کرنا چاہیے۔

**جواب** تحفہ اثنا عشریہ میں کسی جگہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں نہیں لکھا گیا البتہ لفظ علیہ السلام کا حضرت امیر المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و حضرت سیدۃ النساء و جناب حسنین کریمین علیہم السلام و دیگر ائمہ کے حق میں مذکور ہے اور اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں درست نہیں اور لفظ سلام کا غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔

اسکی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ حدیث میں علی الخصوص ابوداؤد و صحیح بخاری میں حضرت علی و حضرات حسنین کریمین و حضرت فاطمہ الزہراء علیہم السلام و حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر مبارک کے ساتھ لفظ علیہ السلام کا مذکور ہے البتہ بعض علماء ماوراء النہر نے شیعہ کی مشابہت کے لحاظ سے اسکو منع لکھا ہے لیکن فی الواقع مشابہت بدوں کی امر خیر میں منع ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی کتاب اصول



حنفیہ کی شاشی ہے، اس میں نفس خطبہ میں بعد حمد و صلوٰۃ کے لکھا ہے، ”والسلام علی ابی حنیفہ و احبابہ“ یعنی سلام نازل ہو حضرت ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ پر اور آپ کے احباب پر اور ظاہر ہے کہ مرتبہ حضرات موصوفین کا جن کا نام نامی اوپر مذکور ہوا ہے، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سے کم نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک بھی لفظ سلام کا اطلاق ان بزرگوں کی شان میں بہتر ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے لفظ علیہ السلام کا غیر انبیاء کی شان میں کہنا چاہیے۔ چنانچہ یہ حدیث ہے

”علیہ السّلام تحیّۃ الموتی“

**ترجمہ:** یعنی ”اموات کی شان میں علیہ السلام کہنا ان کیلئے تحفہ ہے۔“

یعنی بلا تخصیص ہر میت مسلمان کیلئے لفظ علیہ السلام کا تحفہ ہے تو اہل اسلام میں غیر انبیاء کی شان میں بھی علیہ السلام کہنا شرعاً ثابت ہے۔ فقط

خلیل الرحمن برہان پوری علیہ الرحمۃ کا یہ کلام ہے جو کہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے

”الایۃ الثالثۃ قول تعالیٰ، ”سلام علی الیاسین“ فقد نقل جماعة من المفسرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان المراد بذالک سلام علی ال محمد و کذا قالہ الکلبی فهو صلی اللہ علیہ والہ وسلم داخل بالطریق الاولی والنص كما فی اللہم صل علی ال ابی اوفی“

**ترجمہ:** یعنی تیسری آیت یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، ”سلام علی الیاسین“ تو ایک جماعت مفسرین نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس کلام پاک سے مراد یہ ہے کہ سلام علی ال محمد، ایسا ہی کلبی کا قول

ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں سلام فرمایا ہے، ان میں جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا اس وجہ سے کہ جب اس آیت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے حق میں سلام فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بطریق اولیٰ سلام ہوا یا اس وجہ سے کہ ظاہر طور پر خود نص سے یہ امر ثابت ہے اس بناء پر کہ آل محمد سے مقصود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى اَبِي اَوْفَى“ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل ابی کالظ فرمایا حالانکہ اس سے مقصود خاص ابی اوفیٰ تھے۔ بغوی نے بھی معالم التنزیل میں یہ روایت لکھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ طہ میں فرمایا ہے: ”وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی“ یعنی سلام ہے اس پر جس نے راہِ راست اختیار کی تو اس آیت مبارکہ میں تخصیص انبیاء کرام کی نہیں۔

[فتاویٰ عزیزی (کامل)، صفحہ 261، ناشر ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی]

ایسا ہی تفسیر کبیر میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاں بھی اہل بیت اطہار علیہم السلام کا ذکر کیا ہے، وہاں انکے اسمائے مبارکہ کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ لکھا ہے، نہ کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

### ارشادِ خاص

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا  
 ”لَا تُصَلُّوْا عَلَی الصَّلٰوۃِ الْبُتْرَاءِ فَقَالُوْا وَمَا الصَّلٰوۃُ  
 الْبُتْرَاءُ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَتُمَسْكُوْنَ



بَلْ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ -  
[الصواعق المحرقة 146]

**ترجمہ:** مجھ پر ناقص وابتدرد و پاک نہ بھیجا کرو۔ بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا گیا کہ ناقص وابتدرد و پاک کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ“ کہہ کر خاموش ہو جائے، رک جائے بلکہ اس طرح عرض کیا کرو ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ“۔

### نقطہ

اس فرمانِ ذیشان سے ثابت ہوا کہ جس درود شریف میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل شامل نہ ہو، وہ درود شریف ناقص ہے۔ جب تک آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک پر درود شریف نہ پڑھا جائے نماز کی تکمیل نہیں ہوتی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بارگاہ اہل بیت اطہار علیہم السلام میں عرض کیا ہے ”يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ فَرَضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ كَفَاكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اَنْكُمْ مِّنْ تَمَّ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ“۔

[الصواعق المحرقة مرقات الفائح مرتضى مشکل کشا صفحہ 351]

**ترجمہ:** اے اہل بیت اطہار علیہم السلام! اللہ رب العزت نے اپنی نازل کردہ کتاب قرآن حکیم میں آپ علیہم السلام کی محبت کو فرض فرمایا ہے۔ آپ علیہم السلام کی قدر و منزلت کیلئے یہی کافی ہے کہ جو بندہ آپ علیہم السلام پر درود شریف نہ پڑھے، اسکی نماز ہی کامل نہیں ہوتی۔



دل میں ہے مجھ بے عمل کے داغ عشق اہل بیت  
ڈھونڈتا پھرتا ہے دامنِ ظلّ حیدرؑ مجھے

[علامہ اقبال]

### آیت کرامت

”فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ“ - [البقرة، 2، آیت 37]

**ترجمہ:** ”سیکھ لیے (حضرت) آدم (علیہ السلام) اپنے رب تعالیٰ سے چند کلمات کو جن سے انکی توبہ قبول ہوگی۔“

جب حضرت آدم و حوا علیہما السلام اپنی خطا کی وجہ سے جنت سے دُنیا میں اُتار دیئے گئے، کئی سو سال تک بارگاہِ خداوندی سے معافی طلب کرتے رہے۔ گریہ وزاری کرتے رہے لیکن توبہ کو قبولیت سے نہ نواز اگیا۔ پھر کچھ کلمات انکو القاء ہوئے جنکے وسیلہ سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بہ دُعا ہوئے۔ اللہ رب العزت نے اُسی وقت انکی دُعاو توبہ کو قبولیت کے شرف سے نواز دیا۔

### وہ کلمات کیا تھے.....؟

صاحب تفسیر درمنثور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث مبارک نقل کرتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سے کلمات تھے جو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب بنے تھے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا ”اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَعَلَیْہِ السَّلَام وَفَاطِمَۃَ سَلَامُ اللّٰہ عَلَیْہَا وَحَسَن عَلَیْہِ السَّلَام وَحُسَیْن عَلَیْہِ السَّلَام“، ہماری توبہ قبول فرمالے۔ حق تعالیٰ شانہ نے توبہ قبول فرمالی۔

**ترجمہ:** ”اے اللہ رب العزت! بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام ہمارے توبہ قبول فرما۔“

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی دُعا مانگ ہی رہے تھے حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے۔ پیغام خداوندی دیا کہ اے (حضرت) آدم (علیہ السلام)! ہم نے آپ (علیہ السلام) کی توبہ قبول فرمائی ہے۔ اے (حضرت) آدم (علیہ السلام)! ان اسمائے گرامی کے وسیلے سے اگر آپ (علیہ السلام) اپنی ساری اولاد کی بخشش طلب کرتے تو آپ (علیہ السلام) کی ساری اولاد کو بخش دیا جاتا۔

باغِ جنت کے ہیں بہر مدح خواں اہل بیت  
تم کو مرثوہ نار کا اے دُشمنانِ اہل بیت  
کس زباں سے ہو بیاں عز و شانِ اہل بیت  
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خواںِ اہل بیت  
اُنکی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان  
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت  
اُنکے گھر میں بے اجازت جبریل آتے نہیں  
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت  
اہل بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں  
لعنت اللہ علیکم دُشمنانِ اہل بیت

[مولانا حسن رضا خان]

## آیت رِضَا

”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى“ - [النحل 93، آیت 5]  
**ترجمہ:** ”اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رب تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) راضی ہو جائیں گے۔“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضایہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے کوئی بھی فرد دوزخ میں نہ جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

”عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ رَضَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّارِ“۔

**ترجمہ:** ”آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضایہ ہے کہ انکے اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے ایک فرد بھی آگ میں نہ جائے۔“

ایک اور حدیث مبارکہ

”عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ فَاعْطَاهَا“ - [حدیث صحیح]

**ترجمہ:** ”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کریم سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت اطہار (علیہم السلام) میں سے ایک فرد بھی دوزخ میں نہ جائے۔ اللہ رب العزت نے میری یہ التجاء قبول فرمائی۔“



بغیر حُب اہل بیت عبادت حرام ہے ..... زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

**قائِم محترم** ..... آپ یہ نہ خیال کر لیں کہ راقم نے نماز جو کہ اسلام کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے، سے بیزار ی یا لا پرواہی کا اظہار کیا ہے [العیاذ باللہ]۔ ایک مسلمان ایسی جسارت تو درکنار، سوچ بھی کیسے سکتا ہے۔ راقم ایسی نماز کو سلام کرتا ہے جو دشمنانِ اہل بیت رسول ادا کرتے ہیں جو میدانِ کربلا میں نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول، سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں تعجیل کر رہے تھے کہ اس نورانی قافلہ کو جلدی جلدی ٹھکانے لگا کر نماز پڑھیں، نماز میں تاخیر ہو رہی ہے۔

شہزادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مقدس پر خنجر چلا کر، شہزادیوں کے چہروں پر طمانچے مار کر، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر کے، خیمے جلا کر، جوان شہزادوں کے جسم کے ٹکڑوں پر گھوڑے دوڑا کر، عزت مآب و عفت مآب شہزادیوں کو قیدی بنا کر جو نمازیں پڑھی جائیں، اللہ رب العزت ان سے محفوظ رکھے۔ یہ کچھ آیات قرآنی جن سے عظمت اہل بیت اطہار علیہم السلام کا نور چمک رہا ہے، آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس اُمید پر کہ شاید کوئی قاری ان قرآنی نورانی شعاعوں سے اپنے دل کی بستی کو عشقِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور کر لے اور اس کا یہ عمل اس حقیر پر تقصیر کی نجات کا سبب بن جائے۔

### احادیث مبارکہ

اے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا دم بھرنے والو! اپنے آپ کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وادی کا باسی سمجھنے والو! اپنے آقا و مولیٰ، جانوں سے اولیٰ بے سہاروں

کے سہارا، بے چاروں کے چارا، عاصیوں کی جائے پناہ، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو غور سے ملاحظہ کرو۔ بار بار پڑھو، دل و دماغ کی لوح پر نقش کر لو۔ نقش تو تب ہی ہوگا جبکہ اپنے دل و دماغ سے خارجیت و ناصبیت کے جراثیموں کو مار بھگاؤ۔ لوح دل و دماغ کو عجز و انکساری و ندامت کے پانی سے صاف کرو پھر عشق رسول و اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ ہو تو اللہ رب العزت سے نصرت کے طلب گار بن کر اپنی آنکھوں کے پانی سے اسکی آبیاری کرنا، انشاء اللہ العزیز دونوں جہانوں میں کامرانی نصیب ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا

”أَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِّعَمِهِ وَ أَحِبُّوْا نَبِيَّ اللّٰهِ  
وَ أَحِبُّوْا أَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّي“

[ترمذی شریف، جلد دوم]

**ترجمہ:** ”اللہ رب العزت سے محبت کرو کہ تمہیں نعمتوں سے نوازتا ہے اور اللہ رب العزت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے محبت کیا کرو۔“

**قارئین کرام**

..... کیا زبان سے محبت کے الفاظ ادا کر دینے سے محبت ثابت ہو جاتی

ہے؟ ہرگز نہیں ہر دعویٰ کیلئے دلیل کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ آپکے ذوق طبع کیلئے یہاں ایک مجازی عاشق (مجنوں) کا واقعہ پیش کرتا ہوں کہ اپنی محبوبہ کی محبت میں وہ کہاں تک چلا گیا۔ ایک مرتبہ مجنوں ایک کتے کا پاؤں چوم رہا تھا۔ لوگوں نے ملامت کی کہ تمہیں شرم آنی چاہیے کہ ایک ناپاک جانور کے پاؤں چوم رہے ہو۔ قیس عامری (مجنوں) ملامت کرنے والوں کو ان الفاظ میں جواب دیتا ہے



فَقَالَ دَعُوا الْمَلَامَةَ إِنَّ عَيْنِي  
رَأَتْهُ، مَرَّةً فِي حَيِّ لَيْلِي

[جذب القلوب]

**ترجمہ:** ”اے ملامت کرنے والو! میں ویسے ہی اس کتے کا پاؤں نہیں چوم رہا۔ میں نے ایک مرتبہ اس کتے کو اپنی محبوبہ لیلیٰ کی گلی سے گزرتے دیکھا ہے۔ جو قدم میری محبوبہ کی گلی سے مس ہو جائیں، انکو چومنا میرے لیے باعث سکون و راحت ہیں۔“

محبت کی دیوانگی و وارفتگی بندہ کو محبوب کے در و دیوار و کھنڈرات کو بھی چومنے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ ایسا کر کے راحت محسوس کرتا ہے۔ قیس یعنی مجنوں نے کیا خوب کہا ہے

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلِي  
أَقْبِلُ ذَا الْجِدَارِ وَ ذَا الْجِدَارَا  
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفَنَ قَلْبِي  
وَلَكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

**ترجمہ:** ”لیلیٰ کی بستی کے قریب سے گزرتا ہوں۔ کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کبھی اسکو۔ مجھے اس گھروں اور در و دیوار سے محبت نہیں ہے بلکہ اس محبوب کی محبت نے وارفتگی دے دی ہے جو کبھی یہاں سکونت پذیر تھا۔ حقیقتاً یہ محبت محبوب ہے جو مجھے در و دیوار چومنے پر مجبور کرتی ہے۔“

ذرا سوچئے.....!

مجازی عاشق و محب کی محبت کا تو یہ حال ہے اور وہ محبت جسکا تقاضا ہم سے خدا بزرگ و برتر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر رہے ہیں، ہم اس پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؟ آئیں ذرا اپنا محاسبہ کریں کہ خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یادِ دیگر جن کو آقا صلی اللہ



علیہ وآلہ وسلم سے نسبتیں ہیں، ہم نے محبت کا کیا حق ادا کیا ہے؟ اگر آپ پیر ہیں تو غور کریں کہ کبھی مریدین کے جھرمٹ میں مسند عالی پر براجمان ہوتے ہوئے کسی سید زادے کے احترام کیلئے اپنی مسند خالی کی ہے، سید زادے کی تعظیم و توقیر کا حق ادا کیا ہے؟

اگر آپ عالم دین ہیں تو کیا کبھی زندگی میں کسی سید زادے کے احترام کیلئے منبر سے نیچے آئے ہیں؟ عوام کے جم غفیر میں کسی سید زادے کے ہاتھوں کو چومنے کی سعادت حاصل کی ہے؟ اگر آپ مالدار ہیں تو اپنی سابقہ زندگی پر غور کریں کہ کبھی اپنی اولاد و عیال کی ناز برداریاں اٹھاتے ہوئے خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاجت مندوں کا بھی خیال آیا ہے؟ راقم کے تجربہ و مشاہدہ کی روشنی میں اکثریت کا جواب نفی میں ہو گا اور جس خوش قسمت کا جواب اثبات میں ہے، راقم اسکے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا فخر سمجھتا ہے۔

اگر آپ کا تعلق عدلیہ سے انتظامیہ سے ہے یا رہا ہے تو کیا کسی سید زادے کو سزا سناتے ہوئے یہی نیت کر کے سزا سنائی ہے کہ شہزادے کے پاؤں یا جسم پر غلاظت لگ گئی ہے [گناہ کی]، اُسے صاف کر رہا ہوں؟ نہیں نہیں! ہرگز نہیں! ایسا آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ کرسی و منصب کا نشہ بندے کو ایسا بدست بنا دیتا ہے کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ قربان جاؤں ان فقہاء و محدثین کی خاک پا پر جنہوں نے اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے تحریر فرمایا کہ بشری تقاضے کی وجہ سے اگر کسی سید زادے سے گناہ سرزد ہو جائے تو قانون شرعی کے مطابق قاضی اس پر حد و تعزیر نافذ کرے لیکن سزا سناتے وقت وہ یہ سوچے کہ میں سید زادے کو سزا سنارہا ہوں بلکہ نیت یہ ہونی چاہیے کہ شہزادے کے جسم پر غلاظت یا گرد پڑ گئی ہے [گناہ کی]، اسکو صاف کر رہا ہوں۔ یہ ہے احترام اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

## دیوار کو چومنا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ مالکیہ کے بانی، فقیہہ و محدث اور امام العصر تھے۔ ان سب سے بڑھ کر وہ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ایک مرتبہ دیکھا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی ایک بوسیدہ و پرانی سی دیوار کو بوسے دے رہے ہیں۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ اتنی بڑی شخصیت عظیم فقیہہ آج یہ کیسی حرکت کر رہے ہیں۔ دیوانوں کی طرح دیوار کو چوم رہے ہیں۔ عرض کیا گیا حضور! اس دیوار کو کیوں چوم رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا، اے سوال کرنے والے! تم تو دیکھتے ہو کہ میں دیوار کو چوم رہا ہوں۔ نہیں! نہیں! میں درحقیقت ”نگاہ یار“ کو چوم رہا ہوں۔ میں یہاں سے گزر رہا تھا، اس بوسیدہ دیوار کو دیکھا۔ دل میں خیال آیا کہ اسکی بوسیدگی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی قدیم دور کی ہے، شاید میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حیات ظاہری کے دور کی ہو اور کبھی ادھر سے گزرتے وقت میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر رحمت اس پر پڑی ہو۔ اسی خیال نے مجھے یقین کر لیا۔ دل نے چاہا کہ اسکو بوسے دے کر تسکین حاصل کر لوں، من ہی من میں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوم رہا ہوں۔ یہ محبت کے انداز ہیں جو کتابوں سے نہیں ملتے۔ جب لوحِ دل پر نقشِ محبت ابھر آتا ہے تو پھر اسکے انداز انوکھے و نرالے ہوتے ہیں۔ عام آدمی کی عقل اسکو سمجھنے سے قاصر ہوتی ہے۔

کتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا ..... اُسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا  
محبت کی بات سے بات دُور نکل گئی۔ ارشاداتِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا

”اَدِّبُوا اَوْلَادَكُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَ حُبِّ



## أَهْلُ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ -

[جامع الصغیر، جلد اول، علامہ سیوطی]

**ترجمہ:** ”اپنی اولادوں کو تین خصائل سکھاؤ۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی محبت، محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام اور قرآن مجید کی قرأت۔“

### قارئین کرام

..... ہر فرد اُمت اس حدیث مبارکہ کے تناظر میں اپنا محاسبہ کرے کہ آقا

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشادِ گرامی کے مطابق میں نے اپنی اولاد کی تربیت کی ہے؟

اگر جواب ہاں میں ہے تو مبارک ہو، آپ واقعی خوش نصیب، خوش بخت بلکہ

مقدر کے سکندر ہیں۔ آپ نے اپنی اولاد کو عظیم تحفہ دے کر دولتِ ادب و عشق سے مالا مال

کر دیا ہے اور اگر جواب نفی میں ہے تو آپ کیلئے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بدبختی کو خوش بختی

سے بدل کر آپ کو اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں جو فناءِ رسول علیہ

الصلوٰۃ والسلام ہے۔

### محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بغیر ایمان نامکمل

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں

”لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَتَكُونَ

عِزَّتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ عِزَّتِهِ وَأَهْلِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ

وَذَاتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهِ“۔

[نور الابصار، صفحہ 114، باب مدینۃ العلم، صفحہ 352]

**ترجمہ:** ”کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اسکی

جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اسکو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ

ہو جائے اور میرے اہل اسکو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور میری



ذات سے اپنے آپ سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔“

**قارئین کرام**..... ایک مرتبہ پھر بحر فکر میں غوطہ زن ہو کر اپنے آپ کو تلاش کرے کہ آپ محبت کے اس معیار پر کہاں نظر آتے ہیں؟ اللہ رب العزت سے التجاء ہے کہ موت سے پہلے ہمیں فکر اور اپنا محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں ورنہ وقت گزر جانے کے بعد سوچ و بچار اور افسوس کا کیا فائدہ۔

**محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام کا اعزاز**

آقائے دو جہاں، مالک کون و مکان، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سیدین حسنین کریمین علیہما السلام کے نورانی ننھے ننھے ہاتھوں کو تھام کر ارشاد فرمایا

”مَنْ أَحَبَّنِي وَ أَحَبَّ هَٰذَيْنِ وَ أَحَبَّ آبَاهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ“۔

[جامع ترمذی، مسند امام احمد، کنز العمال]

**ترجمہ:** ”جس کسی نے مجھ سے محبت رکھی، ان دونوں شہزادگان سے محبت قائم رکھی اور انکے والدین کریمین (حضرت علی علیہ السلام و سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہما) سے محبت قائم رکھی، قیامت کے دن وہ میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔“

اے عجب ان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

مبارک ہو..... مبارک ہو..... مبارک ہو!

آپ کتنے خوش نصیب ہیں.....! کون ہے جو آپ کے مقدر کا مقابلہ کر سکے؟ آپ کی قسمت پر جتنا بھی رشک کیا جائے، کم ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجے اور

معیت میں کسی نبی، رسول، صدیق، شہید، ولی کو سکونت پذیر ہونے کا حق حاصل نہیں ہے لیکن رحمۃ اللعالمین کا بحرِ رحمت جب جوش میں آیا تو اپنے اور اپنے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے محبین پر کرم کی انتہا کر دی۔ فرمایا میرے اور ان کے محبین روزِ حشر میرے ساتھ، میرے مقام پر ہوں گے۔

۴۔ ایس سعادت بزورِ بازو نیست ..... تانہ بخشد خدائے بخشنده

قابل توجہ}..... آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے محبین کو محبتِ حسین کریمین طاہرین علیہا السلام اور مولانا علی شیر خدا علیہ السلام و سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی محبت سے مشروط کر دیا ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب ہی فائدہ مند ہوگی جب ان چاروں سے بھی محبت ہوگی۔ ان چاروں کو چھوڑ کر اگر کوئی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس کے وسیلہ کے بغیر قربِ خداوندی حاصل نہیں ہو سکتا، اسی طرح ان نفوسِ قدسیہ کے وسیلہ کے بغیر قرب و معیتِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل نہیں ہو سکتا۔

مُحِبِّانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے مزید بشارتیں

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبِ کشف کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔ ان ارشاداتِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں محبانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے نویدِ مسرت اور دُشمنانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے عذاب کی وعید ہے۔

① "مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَاتَ شَهِيدًا"

② "أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَاتَ مَغْفُورٌ لَهُ،"

③ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَاتَ تَائِبًا“

④ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَكْمِلَ  
الْإِيمَانِ“

⑤ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَشَرَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ  
بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مَنْكَرٌ وَنَكِيرٌ“

⑥ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَذْفُ إِلَى الْجَنَّةِ كَمَا  
تَذْفُ الْعُرُوسُ إِلَى بَيْتِ زَوْجِهَا“

⑦ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتُحَلَّى لَهُ فِي قَبْرِهِ  
بَابُكَ إِلَى الْجَنَّةِ“

⑧ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللَّهُ قَبْرَهُ مَزَارَ  
مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ“

⑨ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَاتَ عَلَى السَّنةِ  
وَالْجَمَاعَةِ“ - [تفسير كبير، جلد 7]



**ترجمہ: ①** ”جو کوئی محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فوٹ

ہوا، اس نے شہادت کا رتبہ پایا۔“

**②** ”خبردار!.....“ جو شخص محبت اہل بیت اطہار علیہم

السلام پر فوٹ ہوا، اسکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

**③** ”خبردار!.....“ جو شخص محبت اہل بیت رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر فوٹ ہوا، تاب فوٹ ہوا۔“

**④** ”سن لو!.....“ جو محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر

فوٹ ہوا، مکمل ایمان کے ساتھ فوٹ ہوا۔“

**⑤** ”خبردار!.....“ جو محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر

فوٹ ہوا، ملک الموت اور پھر منکر نکیر اسکو جنت کی خوشخبری

دیتے ہیں۔“

**⑥** ”خبردار!.....“ جو محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر

فوٹ ہوتا ہے، اسے ایسی عزت کے ساتھ جنت میں داخل کیا

جاتا ہے جیسے دلہن کو دُولہا کے گھر۔“

**⑦** ”خبردار!.....“ جو اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت

پر فوٹ ہوتا ہے، اس کی قبر میں جنت کے باب کھول دیے

جاتے ہیں۔“

**⑧** ”آگاہ ہو جاؤ!.....“ جو شخص محبت اہل بیت اطہار علیہم

السلام پر فوٹ ہو، اللہ تعالیٰ اسکی قبر کو فرشتوں کیلئے زیارت گاہ بنا

دیتے ہیں۔“

**⑨** ”خبردار!.....“ محبت اہل بیت علیہم السلام پر مرا، وہ

مسک اہل سنت والجماعت پر فوٹ ہوا۔“

## دُشمنانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے عذاب کی وعید

دُشمنانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو خبردار فرماتے ہوئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبرتناک وعیدیں ارشاد فرمائیں۔

① ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَكْتُوبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَلَيْسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ“

② ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَاتَ كَافِرًا“

③ ”أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَشْمَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ“

[تفسیر کبیر، جلد 7]

**ترجمہ:** ① ”غور سے سن لو“..... جو بھی بغضِ اہل بیت

اطہار علیہم السلام میں مرا، قیامت کے دن وہ اس حال میں پیش ہوگا کہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا، ”اللہ ربّ العزت کی رحمت سے مایوس“۔

② ”خبردار....!“..... جو شخص بغضِ اہل بیت اطہار علیہم

السلام میں مرا، اسکی موت کفر پر ہوئی یعنی کافر مرا“۔

③ ”خبردار....!“..... دھیان سے سنو جو بغضِ اہل بیت

اطہار علیہم السلام پر مرا وہ جنت کی خوشبو سے محروم کر دیا جائے گا“

باغِ جنت کے ہیں بہر مدح خواں اہل بیت

تم مژدہ ناز کا اے دشمنِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعن اللہ علیکم دشمنِ اہل بیت

[مولانا حسن رضا خان]

### حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ نے مجھے اپنے اور میرے لیے دُعا کروانے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا۔ میں نے نمازِ مغرب و عشاء آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں ادا کیں۔ نماز سے فارغ ہو کر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب فرمایا کہ تم (حضرت) حذیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہو؟ عرض کیا، جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ارادے سے باخبر ہو کر فرمایا، اللہ رب العزت تمہاری والدہ اور تم پر کرم فرمائیں، مغفرت فرمائیں۔ پھر ارشاد فرمایا، ابھی ایک فرشتہ بارگاہِ خداوندی سے آیا تھا جو اس سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا۔ یہ مجھے بحکم خداوندی سلام پیش کرنے اور یہ خوشخبری سنانے آیا کہ

”إِنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔“

[جامع ترمذی شریف، صفحہ 209]

ترجمہ: ”بے شک (حضرت) فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا) جنت کی



عورتوں کی سردار ہیں اور بے شک وشبہ حضرات حسنین کریمین (علیہما السلام)  
جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

### دُعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو میں کسی  
کام کی غرض سے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے اپنی چادر مبارک میں کوئی چیز چھپائی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم! اس میں کیا ہے؟ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر ہٹائی تو دیکھا کہ  
حضرات حسنین کریمین علیہما السلام ہیں جنہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے  
پہلوؤں پر اُٹھایا ہوا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مقدس الفاظ ارشاد فرمائے  
”هَذَا اِبْنَايَ وَابْنَاءُ بَنَتِي اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاجِبْهُمَا  
وَاجِبٌ مَنْ يُحِبُّهُمَا“

[ترمذی شریف]

**ترجمہ:** ”یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ رب  
العزت! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی انہیں محبوب بنا اور جو ان سے  
محبت رکھے، اس سے بھی محبت فرما۔“

[الاصابہ، جلد 1]

”مَنْ أَحَبَّنِيْ فَلْيَحِبْ هٰذَيْنِ“  
**ترجمہ:** ”جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے، ان دونوں (حضرات حسنین کریمین  
علیہم السلام) سے محبت کرے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مقدس سے ثابت ہوا محبت رسول صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی قبول ہوتی ہے جو غلامیٰ حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کے ویلے  
سے کی جائے۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ویلے کو چھوڑ کر جو محبت کا دعویٰ ہے، وہ نفس کا

فریب تو ہو سکتا ہے، محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہو سکتی۔

### نگاہیں جھکانے کا حکم

تمام جہانوں کی عورتوں کی سرداری کا تاج شہزادی کوئین سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو عطا ہوا۔ وہ سیدہ جن کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جگر کا ٹکڑا قرار دیا۔ جن جن انعامات سے حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو نوازا گیا، انکا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ ایک خاص اعزاز جو سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو عطا ہوا، اسکی روایت حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں کہ آقا دو جہاں، آسمان عاصیاں، شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روز حشر عرش کے پردے کی اوٹ سے ایک منادی پکار کر اعلان کرے گا

”يَا أَهْلَ الْجَمْعِ نَكِسُوا رُؤُوسَكُمْ وَغَضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَمُرَّ فَاطِمَةُ (سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا) بِنْتُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) عَلَى الصَّرَاطِ فَتَمُرُّ مَعَ سَبْعِينَ أَلْفَ جَارِيَةٍ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ كَمَرَّ الْبَرَاقِ“۔ [صواعق مخرقة، صفحہ 190]

**ترجمہ:** ”اے اہل محشر..... اپنے سروں کو جھکا لو، نظریں نیچی کر لو۔ یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا پل صراط سے گزر جائیں۔ آپ سیدہ سلام اللہ علیہا ستر (70) ہزار حوروں کے جھرمٹ میں تیز براق کی طرح گزر جائیں گی۔“

صادقہ صالحہ رافیہ زاکیہ ..... صاف دل نیک خوشاں شاکرہ  
عابدہ زابدہ ساجدہ ذاکرہ سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ  
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام



ذرا غور فرمائیں..... میدانِ حشر میں کون ہوں گے؟ جن میں انبیاء کرام علیہم السلام ہوں گے، صدیقین، شہداء اور صالحین حتیٰ کہ ہر اُمت و طبقہ کے افراد ہوں گے، یہ خطاب، یہ ندا اور یہ حکم سب کیلئے یکساں ہوگا۔ سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا وہر اہل بیتہی ہیں جنکی اس انداز سے عزت افزائی ہوگی۔

### جہنم سے محفوظ

حضرت سیدہ کائنات کا نام نامی اسم گرامی محترمہ ”فاطمہ“ ہے۔ ”فطم“ کا معنی ہے روکنا۔ آپ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو ”فاطمہ“ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ اپنے مجاہدین و عقیدت مندوں کو دوزخ سے روک لیں گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

”اِبْتِیْ فَاِطْمَہُ (سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْہَا) حَوْرًا اَدِیْمَیَّ وَلَمْ تَطْمِثْ وَاِنَّمَا سَقَاہَا فَاِطْمَہُ (سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْہَا) لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَہَا وَمُحِبَّہَا عَنِ النَّارِ“ [کنز العمال، مسند امام احمد]

**ترجمہ:** ”میری بیٹی (حضرت) فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا) انسانی حور ہے جو حیض و نفاس کے عوارض سے منزہ و پاک ہے۔ اسکا نام (حضرت) فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا) اسلئے ہے کہ خداوند تعالیٰ اسے اور اس سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔“

سبحان اللہ.....! کتنا عظیم اعزاز ہے ان خوش نصیبوں کے لیے جو حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اور ان کی اولاد اطہار علیہا السلام سے محبت و عقیدت کی وجہ سے جہنم سے محفوظ رہنے کے مستحق بن گئے۔ آئیں میں اور آپ بھی صمیم قلب سے بارگاہِ رحمن و رحیم



میں دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حشر بھی سیدہ پاک سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے غلاموں و محبین میں فرمائے۔

[آمین بحرمۃ سیدہ الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جد الحسن والحسین علیہما السلام]

### منافق کی پہچان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں  
**”مَا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا يُبْغِضُهُمْ عَلِيًّا عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ“**  
 [مختصر تاریخ دمشق، جلد 17]

**ترجمہ:** ”ہم منافقین کو حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کے بغض کی وجہ سے  
 پہچانتے تھے۔“

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی  
 جس نے روحوں کو پیدا کیا، دانے سے شکوے نکالے! میرے ساتھ اللہ رب العزت کے  
 محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکا وعدہ فرمایا ہوا ہے  
**”لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ“**۔

[تاریخ دمشق]

**ترجمہ:** ”اے (حضرت) علی المرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)! تجھ سے  
 صرف ایمان دار ہی محبت کریں گے اور تجھ سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔“

اسی طرح کی ایک روایت اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان  
 فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (حضرت) علی (علیہ السلام)  
 تجھ سے مؤمن ہی محبت کریں۔

**”وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ أَوْ كَافِرٌ“** [مختصر تاریخ دمشق]

**ترجمہ:** ”اور تجھ سے بعض رکھنے والا منافق ہو گیا کافر۔“

**حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا علیہ السلام کیلئے بشارتیں**

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا  
 ”يَا عَلِيُّ (عَلَيْهِ السَّلَام) إِنَّكَ أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ  
 الْجَنَّةِ فَتَدْخُلُهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ بَعْدِي“  
 [الرياض النضرة، جلد 3]

**ترجمہ:** ”اے حضرت علی علیہ السلام! میرے بعد باقی تمام لوگوں میں سے  
 سب سے پہلے تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹا کر بلا حساب جنت میں جاؤ گے۔“

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”وَمَكْتُوبٌ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مُحَمَّدٌ“ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
 (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) عَلَى ”(عَلَيْهِ السَّلَام) أَخُو  
 رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) قَبْلَ أَنْ تَخْلُقَ  
 السَّمَوَاتِ بِالْفَى سَنَةً“  
 [مختصر تاریخ دمشق]

**ترجمہ:** ”آسمانوں کی پیدائش سے دو (2) ہزار سال پہلے جنت کے  
 دروازے پر یہ لکھا ہے ”محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ رب العزت کے رسول  
 ہیں۔ (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
 کے بھائی ہیں۔“

ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی شامل  
 تھے۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ میں دُعا



مانگ رہے تھے

”اللَّهُمَّ لَا تُمَتِّنِي حَتَّى تُرِنِّي عَلِيًّا (عَلَيْهِ السَّلَام)۔“

[جامع ترمذی]

**ترجمہ:** ”یا اللہ! (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام) کو دیکھنے سے پہلے مجھ پر موت وارد نہ فرمانا۔“

سبحان اللہ! آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسی محبت ہے مولا علی، شیر خدا علیہ السلام سے

### کمالاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے مظہر

آقائے دو جہاں رحمت عالمیاء محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں

”مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى آدَمَ (عَلَيْهِ السَّلَام) فِي عِلْمِهِ  
وَالِى نُوْحَ (عَلَيْهِ السَّلَام) فِي فَهْمِهِ وَالِى إِبْرَاهِيمَ (عَلَيْهِ  
السَّلَام) فِي حِلْمِهِ وَالِى يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا (عَلَيْهِ السَّلَام)  
فِي زُهْدِهِ وَالِى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ (عَلَيْهِ السَّلَام) فِي  
بَطْشِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (عَلَيْهِ السَّلَام)“

[الرياض النظرية، جلد 3]

**ترجمہ:** ”جو کوئی حضرت آدم علیہ السلام کو انکے علم میں، حضرت نوح علیہ السلام کو انکی فراست میں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انکے حلم میں، حضرت یحییٰ علیہ السلام کو انکے زہد و تقویٰ میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انکی گرفت میں دیکھنا چاہے، وہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھ لے۔“

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں

”وَالِى يُوسُفَ (عَلَيْهِ السَّلَام) فِي جَمَالِهِ“۔ [الرياض النظرية، جلد 3]



**ترجمہ:** ”اور جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھنا چاہے، وہ دیدار حضرت علی علیہ السلام کا نظارہ کر لے۔“

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا

”مُحِبِّكَ مُحِبِّي وَمُحِبِّي مُحِبُّ اللَّهِ وَمُبْغِضُكَ

مُبْغِضِي وَمُبْغِضِي مُبْغِضُ اللَّهِ“ [مختصر تاریخ دمشق، جلد 17]

**ترجمہ:** ”تیرا محب میرا محب ہے۔ میرا محب اللہ تعالیٰ کا محب ہے اور تجھ سے دشمنی و بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے اور مجھ سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ سے بغض رکھنے کے برابر ہے۔“

**اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا كَاِرْشَاد**

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا

”مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا (عَلَيْهِ السَّلَام) فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي

فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا (عَلَيْهِ السَّلَام) أَبْغَضَنِي

وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهُ“ [الصواعق المحرقة]

**ترجمہ:** ”جس نے (حضرت) علی (علیہ السلام) سے محبت کی، اس نے مجھ

سے محبت کی۔ جس نے مجھ سے محبت کی گویا اس نے خدا تعالیٰ سے محبت کی۔

جس نے (حضرت) علی (علیہ السلام) سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض

رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا، اس نے اللہ رب العزت سے بغض رکھا۔“

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ محب علی علیہ السلام اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب ہوتا ہے اور مولا علی علیہ السلام کا دشمن دشمن خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔

مہر علی ہے حب نبی، حب نبی ہے مہر علی

لَحْمُكَ لَحْمِي جِسْمُكَ جِسْمِي فرق نہیں مابین پیا

[پیر مہر علی شاہ، سید کلام لوک در شہ اشاعت گھر]

### چہرہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کی زیارت

اُمّ المؤمنین، محبوبہ، محبوب خدا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، جب بھی میرے والد گرامی (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ملاقات حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا علیہ السلام سے ہوتی ہے تو آپ اکثر انکے چہرے کو نکلی باندھ کر دیکھتے رہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کہ آپ علی شیر خدا علیہ السلام کے چہرہ انوار کو ہمہ وقت تکتے رہتے ہیں، اسکی کوئی خاص وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا

”يَا بَنِيَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِبَادَةٌ“۔

[تاریخ دمشق، جلد 18، ریاض النضرہ 3]

**ترجمہ:** ”سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بیٹی! میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔“

## اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دن کی محبت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

”حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا خَيْرٌ  
مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ“۔

**ترجمہ :** ”آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل اطہار سے ایک دن محبت کرنا ایک  
سال کی عبادت سے بہتر ہے۔“

## اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن پر جنت حرام

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

”حَرَمَةُ الْجَنَّةِ عَلَى مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ بَيْتِي وَأَذَانِي عِثْرَتِي“۔

[کشاف، البتول]

**ترجمہ :** ”جو میری اہل بیت پر ظلم کرتا ہے اور میری عثرت کو تکلیف پہنچاتا  
ہے، اس کیلئے جنت حرام کر دی گئی ہے۔“

## شیطان کا ساتھی

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی جس کا مفہوم یہ ہے کہ میری آل پاک  
آمت کے لیے آمان ہے اور تمہیں اختلاف سے بچاتی ہے۔ جو گروہ یا قبیلہ ان سے اختلاف  
کرے گا، مخالفت کرے گا، وہ شیطان کی جماعت ہے۔

[الصواعق المحرقة، خصائص الکبریٰ]



## منافق

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا  
 ”لَا يُحِبُّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِلَّا الْمُؤْمِنُ تَقَى“ وَلَا يُبْغِضُنَا إِلَّا  
 مُنَافِقٌ ”وَشَقِي“  
 [توقیر سادات]

**ترجمہ:** ”ہمارے اہل بیت سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن و متقی ہوگا اور  
 بغض و عداوت وہی رکھے گا جو منافق و شقی ہوگا۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا  
 ”مَنْ أَبْغَضَ أَهْلَ الْبَيْتِ فَهُوَ مُنَافِقٌ“۔

**ترجمہ:** ”جو بھی اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بغض رکھتا ہے، منافق ہے“

## کعبے کا نمازی

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مسجد حرم شریف  
 میں رُکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان نماز پڑھتا ہو، روزہ بھی رکھتا ہو مگر اسکے دل میں  
 میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بغض ہو تو وہ سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ العیاذ باللہ  
 غور کریں، فکر کریں، عبرت پکڑیں۔ مسجد حرم شریف کی ایک نماز کا ثواب لاکھ  
 کے برابر ہوتا ہے اور حرم شریف میں بھی مقام ابراہیم و رُکن یمانی کے درمیان کا نمازی اور  
 روزے دار اگر اسکو اسکی نمازیں اور روزے دشمنی اہل بیت کی وجہ سے فائدہ نہ دے سکیں گی  
 تو تمہارا کیا ہوگا؟ کیا تمہارا علم، عمل، غرور و تکبر، شاگردوں کی فوج ظفر موج اور مریدوں کا جم  
 غفیر دوزخ سے بچالے گا؟ ہرگز نہیں! کبھی نہیں! ابھی بھی وقت ہے اپنے دل کے دیرانے کو  
 اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے آباد کرو تو شاید بگزی بن جائے۔

روایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ  
بُغْضُ أَهْلِ الْبَيْتِ حَشَرُ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَهُودِيًّا“ - [البقر]

**ترجمہ:** ”اے لوگو! ہمارے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بغض و دشمنی رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انکا حشر یہودیوں کے ساتھ قیامت کے دن فرمائے گا۔“

استغفر اللہ! کتنی بڑی وعید ہے عداوہاں بیت کیلئے۔ اللہ رب العزت بعض آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذی مرض سے محفوظ فرمائے۔ اس مرض کے جراثیم جسکے دل میں داخل ہو جاتے ہیں، ایمان و تقویٰ کے باغ و بہار گلستان کو چٹ کر دیتے ہیں پھر اس پر کوئی بھی وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتی۔ اسکا ایمان مردہ ہو جاتا ہے۔ وہ جُتے جُتے، عمامہ و دستار میں ملبوس ایک ایمان سے خالی نعش کی طرح چلتا پھرتا ہے۔ اپنے زعم میں وہ بڑا علامہ، فہامہ، قاضی، مفتی، پیر، شیخ العالم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ دین سے دُور ہو چکا ہوتا ہے۔

جس کھیتی دا لکھ نہ رہیا نہ سُکا نہ ہریا

کی کم دھوپ سکاؤں والی کی کرسی بدل بریا

[عارف کھڑی شریف]

## ماٹنی خلافت کے وارث

محبوب الاولیاء حضرات خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اولیاء محبوب الہی  
دہلی نے اور حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رضوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا شاہ احمد  
رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ شب معراج آقا



علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک صندوق دیکھا۔ اسے کھولا، اس میں ایک خرقة رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الوہیت میں عرض کیا کہ میرا جی کرتا ہے اسکو پہن لوں۔ فرمان خداوندی ہوا، محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ پہن لیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری گزارش کر دی کہ رُب کریم! یہ خرقة صرف مجھ ہی تک ہے یا میری اُمت کے خواص بھی اس سے استفادہ کریں گے؟ ارشاد باری ہوا، خواص تک بھی پہنچا دیجئے گا۔ رُب کریم نے ارشاد فرمایا، اے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جب آپ واپس تشریف لے جائیں گے تو اپنے خاص چار اصحاب کو بلا کر ارشاد فرماتا کہ اگر یہ خرقة آپکو دیا جائے تو آپ اسے کیا کریں گے؟ جبکا جواب منشاء خداوندی کے مطابق ہوگا، اسکو یہ پہنا دیجئے گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر معراج کی واپسی پر پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے قریب بلا کر ارشاد فرمایا کہ اے (حضرت) صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگر یہ خرقة آپکو پہنایا جائے تو آپ اس سے کیا استفادہ کریں گے؟ عرض کیا، آقا میں یہ خرقة پہن کر صدق و سچائی کا بول بالا کروں گا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ”اجلس مَکَانَک“ اپنی جگہ جا کر بیٹھیے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی سوال دہرایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر یہ مجھے عطا ہوا تو میں اسکو زیب تن کر کے دُنیا میں عدل و انصاف قائم کروں گا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ”اجلس مَکَانَک“ آپ بھی اپنی جگہ پر جا بیٹھیے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پاس بلا کر وہی سوال کیا کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یہ خرقة اگر دیا جائے تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسکو پہن کر کیا کریں گے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد ادب و احترام



عرض کیا، اگر مجھے یہ عطا ہو تو میں اسکو اپنے جسم پر سجا کر سارے عالم میں ”شرم و حیا“ کو رواج دوں گا۔ ارشاد ہوا ”اَجْلِسْ مَكَانَكَ“ اپنی جگہ پر جا بیٹھیے۔ آخر میں محبوب خدا، تاجدار مدینہ، سرور قلب و سینہ رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات، شیر خدا، حاجت روا، مشکل کشا، حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بلا کر اسی سوال کو دہرایا کہ علی (علیہ السلام)! تم اس خرقہ کو پہن کر کیا کرو گے؟ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر یہ بے مثال تحفہ مجھے عطا ہو جائے تو میں اس خرقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لوگوں کے گناہ چھپاؤں گا، مخلوق خدا کی عیب پوشی کروں گا۔ ارشاد ہوا، ”اَنْتَ لَهُ وَهُوَ لَكَ“ اے (حضرت) علی (علیہ السلام)! تم اسکے لائق ہو اور یہ خرقہ تمہارے ہی لیے موزوں ہے۔

[جوہر غیبی، کنز چہارم، شرح رسالہ مالکیہ، تنویر السراج فی بیان المعراج]

حضور مولائے کائنات، حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کو وہ خرقہ ولایت و خلافت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن کروایا۔ اس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہنائے گئے خرقے کا یہ کمال ہے کہ تمام سلاسل طریقت حضور مولائے کائنات کی بارگاہ مقدس سے فیض یاب ہیں۔ شاید میرے کچھ الفاظ مرایضان روحانی کو پسند نہ آئیں۔ میں انکی قلبی تسکین کیلئے حکیم الامت، مفسر قرآن مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک منظوم کلام منقبت و ہدیہ عقیدت بارگاہ مولائے کائنات حضور علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دیوان سالک سے پیش کرتا ہوں۔

[بارگاہ امیر المؤمنین امام الاجمعیین علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم]

۱۔ یہاں کس منہ سے ہو مجمع البحرین<sup>1</sup> کا رتبہ

جو مرکز ہے شریعت کا طریقت کا ہے سرچشمہ

بنا اُس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش

کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ

وہ ہے خاموش قرآن اور یہ قرآن ناطق ہیں

نہیں جس دل میں یہ<sup>2</sup> تم میں نہیں قرآن کا رستہ

نبی کی نیند پر اُس نے نماز عصر قربان کی

جو حاضر کر چکا تھا اسے پہلے جان کا ہدیہ<sup>3</sup>

نہ کیونکر لوٹا اسکے لیے ڈوبا ہوا سورج

جب اس چاند کے پہلو میں اسکے سورج کا تھا جلوہ

تعالی اللہ تیری شوکت تیری صورت کا کیا کہنا

کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیر کا ہر ذرہ

مسلمانو! رسول اللہ کی اُلفت اگر چاہو

کرو<sup>4</sup> اُسکی غلامی جسکا ہر مؤمن ہوا بندہ

ہو چشمی قادری یا نقشبندی سہروردی ہو

ملا سب کو ولایت کا انہی کے ہاتھ سے ٹکڑا

ہے صدقہ میل پھر اس پاک دستہ کے کورا کیوں ہو

کہ دُنیا کھا رہی ہے جسکی آل پاک کا صدقہ

علی مشکل کشا ہیں سب کے سالک کا سہارا ہیں

ہر اک محتاج انکا ہو جواں بڑھا ہو یا بچہ

1 شریعت کے بھی آپ امام ہیں اور طریقت تو آپ ہی سے پھیلی۔

2 اہل بیت عظام علیہم السلام اور قرآن لازم و ملزوم ہیں۔ جہاں [باقی اگلے صفحے پر]

## قائِمِ کرام ..... الہی تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں

آج اگر مجھ ساقی کوئی کا معنی آقا یا مالک کر دے تو نہ جانے الزامات و اعتراضات کا طوفان برپا کر دیا جائے لیکن مفتی صاحب مرحوم نے ضرورت شعری کے تحت تمام اُمت مسلمہ کو مولا علی شیر خدا علیہ السلام کا غلام و بندہ کہا ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ خارجیوں اور ناصبیوں کی توہین مفتی صاحب مرحوم پر فتوؤں کے کیا ہم برساتی ہیں۔ عام طور پر ”مولا“ کا معنی محبوب کیا جاتا ہے کیونکہ اگر مولا کا معنی مالک یا آقا کیا جائے تو مولوی صاحبان کے قائم کردہ پیمائش کے ترازو کے مسئلے بن جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت پوری اُمت مسلمہ کو اور بالخصوص علمائے اُمت کو دولتِ عشق و شعور سے نوازیں۔ [آمین]

جہاں قرآن ہے، یہ ہیں اور جہاں قرآن نہیں، یہ بھی نہیں۔  
خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو مولا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے غسل دیا۔ اعتراض کیا گیا کہ شوہر اپنی مردہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ فرمایا، میں دے سکتا ہوں۔  
میرا نکاح موت سے نہیں ٹوٹتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،  
اے (حضرت) علی (علیہ السلام)! (حضرت) فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا) دُنیا اور آخرت میں تمہاری بیوی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ”مَنْ كُنْتَ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ“ جس کا میں مولا، اسکے (حضرت) علی (علیہ السلام) مولا ہیں۔ مولا بمعنی مالک بھی آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضرت علی علیہ السلام کے غلام ہیں۔ سادات کو زکوٰۃ کھانا جائز نہیں کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور وہ یعنی سادات طیب و طاہر ہیں۔



## چار سوال

حضرت ابن عباس رضی اللہ خالی عنہما روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر بندے سے بارگاہِ خداوندی سے چار سوال کیے جائیں گے۔

- ① تم نے دنیاوی زندگی میں اپنے جسم سے کیا کیا کام لئے؟
  - ② مال و دولت کن ذرائع سے حاصل کیا تھا؟
  - ③ مال و دولت کو کن کاموں پر خرچ کیا تھا؟
  - ④ محبت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق کس طرح ادا کیا تھا؟
- [طبرانی]

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

خلیفۃ الرسول، یارِ غار، ساتھی مزار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بے پناہ محبت تھی، اسکا اظہار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح فرماتے ہیں

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي“

[صحیح بخاری، جلد اول]

**ترجمہ:** ”قسم ہے مجھے اُس ذاتِ اقدس کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء اپنے قریبوں سے زیادہ عزیز ہیں۔“

پھرتا کیڈا فرماتے ہیں

”إِرْقَبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم فِي أَهْلِ بَيْتِهِ“  
[بخاری شریف]

**ترجمہ:** یعنی ”اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملہ میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا لحاظ رکھا کرو“۔

قربان جائیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پر کہ اپنے اہل بیت سے بڑھ کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت سے محبت فرماتے ہیں اور پھر تاکید حکم دیتے ہیں کہ جب بھی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی سلوک یا معاملہ کرو تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کو ملحوظ خاطر رکھا کرو۔

### سارے نسب کٹ جائیں گے

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان

”كُلُّ نَسَبٍ وَ سَبَبٍ مُّقْطَعٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا نَسَبِي وَ سَبِي“  
[رد المحتار، جلد اول، باب اہل بیت]

**ترجمہ:** یعنی ”قیامت کے دن ہر نسبی و سرالی رشتے کٹ جائیں گے، کام نہ آئیں گے مگر میرا نسب اور سرالی رشتہ ختم نہیں ہوگا، کام آئے گا“۔

### حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت و عقیدت

بڑی توجہ سے اس واقعہ کو آپ نے پڑھنا ہے جسکو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی الرضی شیر خدا علیہ السلام بارگاہِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم میں شرفِ حاضری حاصل کرنے کیلئے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی شیر خدا علیہ السلام سے کہا، آپ (علیہ السلام) آگے بڑھیے اور دروازہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دستک دیجئے۔ مولا علی شیر خدا علیہ السلام نے کہا کہ اے ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں ایسے شخص سے کیسے آگے بڑھ سکتا ہوں جسکے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا

”مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ مِنْ بَعْدِي عَلَى رَجُلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ“۔

**ترجمہ:** ”کسی شخص پر سورج طلوع وغروب نہ ہوگا جو میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو“۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں جسکے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”أَعْطَيْتُ خَيْرَ النِّسَاءِ لَخَيْرِ الرِّجَالِ“۔

**ترجمہ:** ”میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخصیت کے نکاح میں دے دیا“۔

حضرت مولا علی شیر خدا علیہ السلام نے کہا، میں ایسے شخص سے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

”مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى صَدْرِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ (عَلَيْهِ السَّلَام) إِلَى صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ“۔

**ترجمہ:** ”جو کوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینہ مبارک کی زیارت کا شوق رکھتا ہو، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ کو دیکھ لے“۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں بھلا آپ (علیہ السلام) سے



کیسے تقدّم کروں جن کے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانِ ذیشان ہو  
 ”مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى صَدْرِ آدَمَ (عَلَيْهِ السَّلَام) وَالْي  
 يُوسُفَ (عَلَيْهِ السَّلَام) وَحُسْنِهِ وَالْي مُوسَى (عَلَيْهِ  
 السَّلَام) وَصَلَوْتِهِ وَالْي عِيسَى (عَلَيْهِ السَّلَام) وَرُحْدِهِ  
 وَالْي مُحَمَّدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخُلُقِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى  
 عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام“۔

**ترجمہ :** ”جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کا سینہ مبارک، حضرت یوسف علیہ  
 السلام اور اُن کا حسن، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی نماز، حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام اور اُن کا زہد و تقویٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے خلقِ عظیم کو دیکھنا چاہے تو وہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ  
 الکریم کو دیکھ لے۔“

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام نے کہا، میں ایسی شخصیت سے آگے بڑھنے  
 کی جسارت کیسے کروں جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں  
 ”إِذَا اجْتَمَعَ الْعَالَمُ فِي عُرْصَاتِ الْقِيَمَةِ يَوْمَ الْحُسْرَةِ  
 وَالنَّدَامَةِ يُنَادِي مُنَادٍ مِّنْ قَبْلِ الْحَقِّ عَزَّوَجَلَّ يَا أَبَا بَكْرٍ  
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَدْخُلْ أَنْتَ وَمَحْبُوبُكَ الْجَنَّةَ“۔  
**ترجمہ :** ”جب میدانِ محشر میں حسرت و شرمندگی کے دن لوگ جمع ہوں گے  
 ایک منادی اللہ رب العزت کی طرف سے ندا کرے گا، اے ابوبکر (رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ) ! تم اپنے محبوب کی سگت میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

مجھے ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی ہمت کیسے ہو سکتی ہے جن کے بارے میں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر اور نین کے موقع پر جب دودھ اور کھجور کا تحفہ پیش کیا

گیا، فرمایا

”هَذِهِ هَدِيَّةٌ مِّنَ الطَّالِبِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ“۔

**ترجمہ:** ”یہ ہدیہ طالب وغالب کی طرف سے (حضرت) علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کیلئے ہے۔“

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میں آپ (علیہ السلام) سے کیسے  
 بدھوں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ (علیہ السلام) کے متعلق یہ فرمایا ہو  
 ”أَنْتَ يَا أَبِیْ بَكْرٍ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) عَيْنِي“۔  
**ترجمہ:** ”(حضرت) ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم میری آنکھ ہو۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں ایسی شخصیت سے کیونکر آگے  
 بدھوں جسکے بارے میں فرمان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ہو کہ قیامت کے (حضرت)

علی (علیہ السلام) جنتی سواری پر آئیں گے تو کوئی پکارنے والا پکار کر کہے گا  
 ”يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَكَ فِي  
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ حَسَنٌ وَأَخٌ حَسَنٌ“ أَمَّا الْوَالِدُ الْحَسَنُ  
 فَأَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ الْخَلِيلُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَأَمَّا الْأَخُ فَعَلِيُّ  
 بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

**ترجمہ:** ”اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! دنیا میں آپ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بہت اچھے والد اور ایک بہت اچھے بھائی تھے۔ والد  
 (حضرت) ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) اور بھائی (حضرت) علی المرتضیٰ  
 (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) تھے۔“

حضرت علی شیر خدا علیہ السلام نے کہا، میں اس شخصیت سے کیسے سبقت لوں جن



کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرمائیں

”إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَجْئُ رِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّةِ بِمَفَاتِيحِ الْجَنَّةِ وَمَفَاتِيحِ النَّارِ وَيَقُولُ يَا أَبَا بَكْرٍ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) ! الرَّبُّ جَلَّ جَلَالُهُ يَقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ هَذِهِ مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ وَمَفَاتِيحُ النَّارِ ابْعَثْ مَنْ شِئْتَ إِلَى الْجَنَّةِ وَابْعَثْ مَنْ شِئْتَ إِلَى النَّارِ“۔

**ترجمہ:** ”قیامت کے دن جنت کا خازن رضوان جنت اور دوزخ کی چابیاں (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قربت میں پیش کرے گا اور عرض کرے گا، اے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ رب العزت آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کی چابیاں اپنے پاس رکھ لیں، جسے چاہیں جنت میں اور جسے چاہیں دوزخ میں بھیج دیں۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں اس شخص سے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں رکھتا جسکے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہو

”إِنَّ جَبْرِيلَ (عَلَيْهِ السَّلَام) أَتَانِي فَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ أَنَا أَحِبُّكَ وَعَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ“۔

**ترجمہ:** ”حضرت جبریل (علیہ السلام) نے آ کر مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام کے بعد فرماتے ہیں کہ میں (محبوب) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اور (حضرت) علی (علیہ السلام) سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر میں نے بارگاہِ ایزدی میں سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر کہا، اللہ تعالیٰ



فرماتے ہیں، میں (حضرت) فاطمہ (سلام اللہ تعالیٰ علیہا) سے بھی محبت کرتا ہوں۔ میں پھر سجدہ شکر بجالایا۔ پھر ارشاد رب کریم ہے، میں (حضرات) حسن و حسین کریمین (علیہما السلام) سے بھی محبت کرتا ہوں۔ میں نے اس پر بھی سجدہ شکر ادا کیا۔“

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے کہا، میں ایسے بزرگ سے کیسے آگے بڑھوں جنکے متعلق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی ہو

”لَوْ وَزَنَ إِيمَانُ أَبِي بُكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِإِيمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ لَرَجَعَ عَلَيْهِمْ“۔

**ترجمہ:** ”اگر اہل زمین کے لوگوں کے ایمان کا (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ایسی محبوب شخصیت سے کیسے تقدم کروں جنکے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہو کہ

”قیامت کے دن (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام)، اُنکی اہلیہ محترمہ اور اولاد محترمہ اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے تو اہل محشر کہیں گے، یہ کون ہیں؟ ندا آئے گی، هَذَا حَبِيبُ اللَّهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔“

**ترجمہ:** ”یہ اللہ رب العزت کے حبیب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔“

حضرت علی علیہ السلام نے کہا، میں ایسی محترم شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں جنکے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائیں کہ اہل محشر بہشت کے آٹھوں دروازوں سے یہ ندا سنیں گے

”أَدْخُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ رَضِيَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ“۔

**ترجمہ:** ”اے (حضرت) صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جنت کے جس  
دروازے سے چاہیں، داخل ہوں۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ہرگز اس شخصیت سے آگے  
نہیں بڑھوں گا جتنے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہو  
”بَيْنَ قُضْرَى وَقُضْرٍ اِبْرَاهِيمُ الْخَلِيلُ (عَلَيْهِ السَّلَام)  
قُضْرٌ عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَام“۔

**ترجمہ:** ”جنت میں میرے اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے محلات  
کے درمیان (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام) کا محل ہوگا۔“

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے کہا، میں ایسے مرد با صفا سے آگے نہیں بڑھوں گا  
جتنے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہو

”إِنَّ أَهْلَ السَّمَوَاتِ مِنْهُ الْكُرُوبِيُّنَ وَالرُّوحَانِيْنَ وَالْمَلَاِئِ  
الْأَعْلَى لَيَنْظُرُونَ فِي كُلِّ يَوْمٍ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ“۔

**ترجمہ:** ”آسمانوں کے فرشتے کروہین روحانین اور ملائع اعلیٰ روزانہ  
(حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف تکتے رہتے ہیں۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ایسی پیکرِ اخلاص و ایثار  
شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں جسکی اولادِ اطہار علیہا السلام اور خود اس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے  
یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہو

”وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا“

[الدھر 76، آیت 8]

**ترجمہ:** ”یہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔“

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کہا، میں ایسے پرہیزگار شخص سے کیسے سبقت

کروں جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہو

”وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ“

[الزمر 39، آیت 33]

**ترجمہ:** ”وہ ذات جو سچ لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی،

یہی وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔“

ان دونوں عظیم المرتبت شخصیات کا مکالمہ جاری تھا، باہمی اعزاز و اکرام بے

مثال و دیدنی تھا۔

### حضرت جبریل امین علیہ السلام کی آمد

اتنے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بارگاہِ مقدس میں پیغامِ خداوندی لے کر حاضر ہو گئے کہ اللہ رب العزت آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم و سلام کو فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت ساتوں آسمانوں کے فرشتے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے

ہیں اور انکی ادب و احترام، خلوص و ایثار سے بھرپور گفتگو سماعت کر رہے ہیں۔ ہم (اللہ جل

جلالہ) نے انکے حسن ادب، حسن اسلام، حسن ایمان، خلوص و نیاز کے باعث اپنی رحمت و

رضا سے انکو ڈھانپ لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس ثالث کی حیثیت سے

تشریف لے جائیں۔



سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا

تاجدارِ دو جہاں، رحمتِ عالمیاں، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکمِ خداوندی اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے۔ دونوں عظیم شخصیات کی باہمی محبت و اُلفت دیکھ کر آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحرِ رحمت جوش میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیار و شفقت سے انکی پیشانی کو بوسہ دے کر ارشاد فرمایا

”وَحَقٌّ مِّنْ نَّفْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ الْبَحَارَ أَصْبَحَتْ مِدَادَ وَالْأَشْجَارَ أَقْلَامًا  
وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كِتَابًا لِعَجَزُوا عَنْ فَضْلِكُمَا  
وَعَنْ وَصْفِ أَجْرِكُمَا“۔

[باب المدينة العلم على المرتضى مشكل كشاً (عليه السلام)، صفحہ 245]

**ترجمہ:** ”قسم ہے اُس رَّب کے حق کی..... جسکے قبضہ قدرت میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے، اگر سارے سمندر سیاہی ہو جائیں، درختوں کی قلمیں بن جائیں اور زمین و آسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں پھر بھی تم دونوں کی فضیلت اور اجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں۔“

غور فرمائیں...

**تاریخ کرام** ..... آج کل چند ہویں صدی میں عشق و محبت سے محروم، ادب و عقیدت سے بے بہرہ مفتیانِ کرام تراز و ہاتھ میں لے کر حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درجے اور مقام کو وزن کرتے ہیں، نمبرنگ کرتے ہیں۔ اُنکی بدنیتی پر ترس آتا ہے۔ صرف اگر اس واقعہ و مکالمہ پر غور کر لیا جائے تو کافی غلط فہمیاں دُور ہو سکتی ہیں۔ غور

کرنے کیلئے دل کا حسد و بغض، کینہ و کدورت، خارجیت و ناصیت اور رافضیت کے جراثیموں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ پہلے دل کو محبت و عقیدت، ندامت و شرمندگی، عجز و انکساری اور ادب کے پانی سے وضو کروائیں۔ ایسا پانی جو آنکھوں کے چشموں سے جاری ہو لیکن سوائے رحمت خداوندی کے اور نگاہ مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے یہ چشمے جاری نہیں ہوتے۔ درج ذیل باتوں پر غور فرمائیں۔

① اگر افضلیت کا معاملہ طے شدہ تھا تو پھر ان دو حضرات کرام کا ایک دوسرے سے تقدم نہ کرنا اور ایک دوسرے کی فضیلت پر دلائل دینے کا کیا مطلب تھا؟

② جب اللہ رب العزت نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو اپنے محبوب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بھیجا تو یہ حکم کیوں نہ صادر فرما دیا کہ اے محبوب (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)! ان سے فرما دیں کہ تم میں سے جو شخصیت میرے ہاں زیادہ افضلیت رکھتی ہے، وہ تقدم کر لے۔ یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے حل ہو جاتا لیکن ایسا نہ کیا؟

③ جب آقا صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے باہر تشریف لا کر دونوں بزرگوں کی پیشانیوں کو بوسہ دیا، انکے فضائل بیان فرمائے، یہ کیوں حکم نہ فرما دیا کہ تم دونوں سے افضلیت آپکو حاصل ہے۔ اگر آئندہ کبھی تقدم کرنا پڑ جائے تو تم نے تقدم کرنا ہے۔

افسوس صد افسوس..... جس معاملے کو خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ایسے رہنے دیا، آج کا مُلّا اسکی قطعیت پر زور دے کر سینکڑوں اوراق کا لے کر رہا ہے۔ درحقیقت یہ انکے قلب کی سیاہی ہے جسکو آج کے خُشک مُلّا و قاضی اوراق پر بکھیر کے

اپنا نامہ اعمال اپنے ہاتھوں سے سیاہ کر رہے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آپس کی محبت، عقیدت اور ایثار بے مثال و لازوال ہے۔ اُنکے پاکیزہ دل جنکا تزکیہ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو، اُن نورانی و ایمانی قلوب میں حرص و ہوا، طلب جاہ و مرتبہ، غرور و تکبر جیسے موذی جراثیم کیسے آسکتے ہیں؟ جن بزرگوں کے تقدّم و تاخیر پر بارگاہِ خداوند قدّوس اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سکوت رہا، آج اس سکوت کی پیروی کرتے ہوئے اگر کوئی خاموش رہے، کسی بزرگ کو دوسرے پر افضلیت کا حتمی قائل نہ ہو تو اس پر لعن طعن و بدعقیدگی کے گھناؤنے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے نہیں ہے۔ اللہ ربّ العزت ہمارے علمائے کرام کو ہوش کے ناخن لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ [آمین]

ہمارے لیے تو ان بزرگوں کی خاکِ راہ بھی ایک نایاب سُرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر کسی کے نصیب میں ہدایت و توبہ ہے تو وہ خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسد و بغض سے توبہ کر لے گا اور اپنے ایسے علم و قضاۃ سے منہ موڑ لے گا جو ناراضگی خدا تعالیٰ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موجب ہے۔

عقل را اشارہ کافی است

اور کیا خوب شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

کہ علمِ راہِ حق نہ نماید جہالت است

**ترجمہ:** ”جو علمِ راہِ حق پر گامزن نہ کرے، وہ علمِ دراصل جہالت ہے۔“

اللہ ربّ العزت ان پڑھے لکھے جاہلوں سے محفوظ رکھے۔ [آمین]

اوروں کا پیام اور میرا پیام اور ہے

عشق کے در و مندوں کا طرزِ کلام اور ہے



وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

[علامہ اقبال، بانگ درا]

جسکے نصیب میں دولتِ ہدایت و ایمان ہوتی ہے، اسکے لیے دیوار پہ لکھا ہوا ایک جملہ بھی اسکی تقدیر بدلنے کیلئے کافی ہوتا ہے اور جس پر بدبختی و گمراہی کی سیاہ رات چھائی ہوتی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس و پُر تاثیر واعظ سے بھی استفادہ نہیں کر سکتا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اولاد کے بارے میں جھگڑا فرمائیں گے

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”اَسْتَوْصُوْا بِاَهْلِ بَيْتِيْ خَيْرًا فَاِنِّيْ اَخَاصِمُكُمْ عَنْهُمْ غَدًا  
وَمَنْ اَكُنْ خَصْمَةً اَخَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَخَصَمَهُ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ  
النَّارَ“

**ترجمہ:** یعنی ”میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بارے میں خیر اور بھلائی کی تلقین کرو۔ کل قیامت کے دن میں اپنی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں تم سے جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں گا، اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ جھگڑا فرمائے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ جھگڑا فرمائیں گے، اُسے جہنم میں داخل فرما دیں گے۔“

[استغفر اللہ ..... العیاذ باللہ]

خداوند کریم اُس وقت سے محفوظ فرمائیں جب سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اولادِ اطہار علیہم السلام کے حوالہ سے محاصمت فرمائیں گے۔ اللہ ربّ العزت ہمیں اپنی چند روزہ زندگی میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائیں جسکا تقاضا خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں۔ محبت و مودّت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر زندگی و موت نصیب ہو۔ [آمین]

## ایک حدیث مبارکہ

اس حدیث مبارکہ کو شیخ مؤمن بن حسن مؤمن شبلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف نور الابصار میں [جس کا ترجمہ تنویر الازہار، جلد دوم، علامہ غلام رسول رضوی، صفحہ نمبر 15] میں نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے [تنویر الازہار کے الفاظ میں] حضرت زبیر بن محمد بن مسلم کی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ حضرت علی بن حسین علیہ السلام (یعنی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے حضرت محمد بھی تھے (یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام)۔ وہ ابھی بچے تھے۔ ان کو حضرت علی بن حسین امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا! اپنے چچا کے سر کو بوسہ دو (یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو)۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، یہ کون ہے؟ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب انکی نظر کمزور ہو چکی تھی۔ حضرت امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا، یہ میرا بیٹا محمد باقر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہزادے کو سینے سے لگایا اور کہا، اے محمد (علیہ السلام)! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا، یہ کس طرح؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ایک مرتبہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھا تھا اور امام حسین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش مبارک میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے مزاح و خوش طبعی فرما رہے تھے۔ مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا، اے (حضرت) جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میرے اس بیٹے (یعنی امام حسین علیہ السلام) کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام



”علی“ ہوگا۔ قیامت کے دن منادی آواز دے گا کہ (حضرت) سید العابدین (علیہ السلام) کھڑے ہو جائیں۔ اس آواز پر میرا بیٹا (حضرت) علی بن حسین (امام زین العابدین علیہ السلام) کھڑا ہوگا۔ میرے اس بیٹے (حضرت) علی بن حسین (علیہ السلام) کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام میرے نام پر یعنی ”محمد“ ہوگا۔ جب تمہاری اس سے ملاقات ہوگی، اسے میرا سلام کہنا۔ اس سے ملاقات کے بعد اے (حضرت) جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بہت تھوڑا وقت زندہ رہو گے۔ اس ملاقات کے بعد حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف تین [3] دن زندہ رہے اور وفات فرما گئے۔

[إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ]

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی توجہ چاہوں گا.....!..... اس حدیث مبارکہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب جو خداوند قدوس نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہوا تھا، واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ گود میں حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں لیکن آنے والی دونوں کی بشارتیں ارشاد فرما رہے ہیں یعنی بیٹا ہوگا، اس کا نام اور ارفع مقام یہ ہوگا۔ پوتا ہوگا، اس کا اسم گرامی یہ ہوگا۔ پھر اس پوتے کی ملاقات حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگی اور پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت تک کا پتہ بتا دیا۔ اس شہزادے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) تک سلام پہنچانے کی ذمہ داری اس فرد کو سونپی جو اس وقت تک زندہ رہے گا۔ زندگی کب تک قائم رہے گی، موت کب ہوگی، اولاد کیا ہوگی، انکے اسماء گرامی کیا ہوں گے، انکے مقام و مرتبے کیا ہوں گے؟ یہ سب غیب ہی کی خبریں ہیں۔ بلاشبہ اللہ رب العزت نے یہ تمام علوم اپنے محبوب کریم علیہ السلام کو مطلع فرمائے ہوئے تھے۔



## خوش قسمت

قارئین عالی مرتبت..... اُس شخصیت کے مقدر پر جتنا زلزلہ کیا جائے، کم ہے۔ جن تک سلام پہنچانے کیلئے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک ”صحابی“ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب فرمائیں۔ اے امام حضرت محمد باقر علیہ السلام آپ کی ذاتِ اقدس پر، آپ کے رتبہ و مقام پر، آپ کی قسمت و مقدر پر ہماری طرف سے لاکھوں کروڑوں سلام ہوں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیارے، راج ذلارے شہزادے گلشن حیدر کے مہکتے ہوئے پھول جگر گوشہ سیدہ بتول کے مزار پر انوار پر لاتعداد رحمتوں برکتوں کا نزول ہو۔ راقم سیاہ کار، گناہگار، حقیر پُر تقصیر میری اولاد و متعلقین و قارئین کی طرف سے باغِ تطہیر کے ہر پھول کی بارگاہ میں عجز و انکساری سے بھرپور خلوص و محبت سے لبریز سلام محبت و عقیدت پیش ہے اور بالخصوص سیدنا امام حضرت محمد الباقر علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں اے امام مکرم! جس نے آپ کی بارگاہ میں بے ادبی کی جسارت کی ہے، ہم اس سے بڑی الذمہ ہیں۔ اسکی جسارت کی سزا نہ ہمارے مسلک حق کو اور نہ ہمارے علاقہ و ملک کو ملے۔

آپ اور آپ کا خاندانِ عالی ہماری جائے پناہ ہیں، اس جہاں میں بھی اور حشر میں بھی۔ یہ چند عقیدت کے الفاظ اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمالینا۔ احقر العباد کے بے سلیقہ و بے ترتیب الفاظ اس قابل کہاں کہ اتنی بڑی بارگاہ میں قبولیت کے قابل ہو سکیں لیکن اس اُمید پر کہ یہ وہ بے مثال اور لچال خاندان ہے جہاں سے ہر سائل کو خیرات ملتی ہے۔

جس نے امام محمد باقر علیہ السلام کو شیعوں کا امام لکھا ہے، اسکے عقیدے پر، اسکے علم پر، اسکی بد بختی پر جتنا افسوس کیا جائے، کم ہے۔

## خبردار...! ہوشیار....!

قارئین کرم..... ایک بات کو اپنے دل و دماغ میں اچھی طرح محفوظ فرمالیں کہ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہرگز یہ مطلب نہ لیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار غلاموں یعنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فراموش کر دیا جائے یا انکی پاک بارگاہوں میں لب کشائی کی جائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہمارے سروں کے تاج ہیں۔ محب صادق وہی ہوتا ہے جو محبوب کی ہر نسبت سے محبت کرتا ہے۔ نسبت جتنی زیادہ قریب ہوگی، محبت زیادہ ہوگی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ ذیشان

”أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ أَقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ“

[مشکوٰۃ المصابیح، مناسک حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین]

**ترجمہ:** ”میرے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ستاروں کی

مانند ہیں۔ تم ان میں سے جسکی بھی اقتداء کرو گے، ہدیت پا جاؤ گے۔“

اشارۃ یہ چند جملے تحریر کر رہا ہوں۔

**کتاب ہذا** کا موضوع فضائل و مناقب حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین نہیں ہے ورنہ اس پر سیر حاصل گفتگو کی جاتی۔ اللہ رب العزت نے توفیق بخشی

اور زندگی نے مہلت دی تو اس پر الگ کتاب لکھوں گا انشاء اللہ

## مولیٰ علی، شیر خدا علیہ السلام کا فرمانِ ذیشان

معزز خواتین و حضرات}..... ہدایت حاصل کرنے کیلئے لمبے چوڑے دلائل کی ضرورت نہیں

ہوتی۔ جنکے مقدار اچھے ہوتے ہیں، وہ چند جملوں ہی سے اپنا راستہ متعین کر لیتے ہیں اور



بدبختی کی سیاہ رات چھائی ہو تو اس کیلئے ہزاروں اوراق بھی روشنی کا سبب نہیں بن سکتے۔ مولا علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

”لَا يَجْتَمِعُ حُبِّي وَبُغْضُ أَبِي بَكْرٍ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) وَعُمَرُ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ“۔

[مسند احمد، کنز العمال، جلد 7]

**ترجمہ:** ”میری محبت کے ساتھ (حضرت) ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بغض کسی مؤمن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔“

اب ہر کوئی اپنا محاسبہ خود کر لے۔ انسان کے اپنے وجود میں بڑی عدالت اُس کا اپنا ضمیر ہوتا ہے۔ ذرا اس میں جھانک کر اسی سے فیصلہ لے لیں کہ آیا آپ کے دل میں محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام و حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کے ساتھ ساتھ حضرات شیخین کریمین علیہما السلام کی محبت، عزت و توقیر ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ مبارک بادی کے مستحق ہیں۔ آپ کے قلب و روح حقیقتاً قابلِ رَشک و اکرام ہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو یقیناً آپ بدنصیب ہیں۔ بدبختی و بدعقیدگی کے جراثیموں نے آپ کے قلب و روح کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ جو آپ کی زندگی کی بقیہ سانس ہیں، ان سے استفادہ کرتے ہوئے ان گندے و موزی جراثیموں کے دفعہ کی سعی مسلسل کریں۔ دامنِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنا کر بارگاہِ خداوندی سے عجز و انکساری و گریہ زاری سے شفاء کی بھیک مانگیں۔ شاید آپ کے ندامت کے چند قطرے اور وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے کام آجائے اور رَبِّ کائنات اپنی قدرت کاملہ سے آپ کے مغفوضِ دل و روح کی اصلاح فرما کر بغضِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ محبت و عقیدت حضرات شیخین کریمین علیہما السلام سے منور فرمادیں۔ اللہ رَبُّ العزت



ایسا کرم ہر سچے طالب پر فرمائیں۔ راقم دل کی اتھاہ گہرائی سے دُعا گو ہے۔

[آمین بحرۃ سید المرسلین علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام]

### قطب ارشاد اہل بیت اطہار علیہم السلام

گذشتہ اوراق میں تحریر کیا گیا ہے کہ باطنی و روحانی خلافت کا خرقہ بمنشائے خداوندی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا تھا۔ ولایت کے پہلے قطب ارشاد حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ فقیہ العصر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ العزیز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں

”أَوَّلُهُمْ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ أَبْنَائُهُ إِلَى الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ وَأَخَذَهُمْ غَوْثُ الثَّقَلَيْنِ مُحْيِي الدِّينِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ لَا يَصِلُ أَحَدٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَى دَرَجَةِ الْوِلَايَةِ إِلَّا بِتَوَسُّطِهِمْ“

**ترجمہ:** ”سب سے پہلے قاسم ولایت (قطب ارشاد) حضرت علی علیہ السلام

اور آخری حضرت غوث الثقلین حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے بعد امام حسن علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری

علیہ السلام تک آپ کی اولاد اس منصب پر فائز رہی (یعنی گیارہ امام اس منصب پر

فائز رہے)۔ اولین و آخرین میں جسکو بھی ولایت کا منصب عطا ہوا، انہی کے

وسیلے اور توسط سے عطا ہوا۔“

## قائیں کرام

غور سے توجہ سے اس عبارت کو پڑھیں

بار بار پڑھیں کہ تصوف و ولایت جسکو بھی ملی ہے، ملتی ہے یا قیامت تک ملے گی، وہ علی شیر خدا علیہ السلام اور انکی اولاد اطہار کے توسط سے ملے گی۔

ایک دوسرے مقام پر قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ اس مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ سابقہ اُمّتوں میں بھی جسکو ولایت کا کنز عطا ہوا ہے، وہ مولیٰ علی شیر خدا کرم

اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کے ویلے اور ذریعہ سے عطا ہوا ہے۔ عبارت پیش خدمت ہے

”وَكَانَ قُطْبُ إِرْشَادِ كَمَالَاتِ الْوِلَايَةِ عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَلَغَ أَحَدٌ مِنَ الْأُمَمِ السَّابِقَةِ دَرَجَةَ الْأَوَّلِيَاءِ إِلَّا بَتَوَسُّطِ رُوحِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ كَانَ بِيَتْلِكَ الْمَنْصَبِ الْأَيْمَةُ الْكِرَامِ أَبْنَاءَهُ إِلَى الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَمِنْ ثُمَّ قَالَ وَوَقَفْتُ قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صَفَالِي وَهُوَ عَلَيَّ ذَلِكَ الْمَنْصَبِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَمِنْ ثُمَّ قَالَ أَفَلَتَ شَمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ“

[تفسیر مظہری، جلد دوم]

**ترجمہ:** ”ولایت کے کمالات کے قطب ارشاد اول حضرت علیہ السلام ہیں۔

سابقہ اُمّتوں میں بھی جسے ولایت ملی، حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کے روح کی توسط سے ملی۔ پھر یہ منصب جلیلہ آپ کے صاحبزادگان سے امام حسن عسکری علیہ السلام (گیارہویں امام) تک ائمہ اہل بیت کو تفویض ہوا اور پھر یہ منصب (امام حسن عسکری علیہ السلام) کے بعد السید الشیخ عبدالقادر جیلانی کو عطا ہوا۔ اسلئے



آپ (غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، میری روحانی حالت میرے قلب و قالب (جسم و دل) کے پیدا ہونے سے پہلے ہی برگزیدہ و صاف تھی۔ آپ قیامت تک یہ منصب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ پہلے اقطاب کے آفتاب غروب ہو گئے، ہماری ولایت کا سورج کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اُمم سابقہ میں بھی منصب ولایت حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی تقسیم فرماتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد قطب ارشاد کے منصب پر یکے بعد دیگرے امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام محمد تقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام فائز رہے۔ انکے تشریف لے جانے کے بعد یہ منصب جلیلہ سیدنا غوث اعظم السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفویض ہوا۔ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام تک آپ اس منصب پر فائز رہیں گے۔ جو نبی حضرت امام آخر زمان کا ظہور ہوگا تو یہ منصب آپ کو تفویض ہو جائے گا۔

### بغض علی علیہ السلام اور دعویٰ ولایت

معزز و کرم قارئین..... اس دنیائے قلیل و ذلیل میں کیا کیا شب و روز تماشے ہوتے ہیں؟ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اپنی چند روزہ زندگی گزارنے اور پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے کیا کیا ڈرامے ہوتے ہیں؟.....

﴿أَفِ اللّٰهِ رَبَّ الْعِزَّةِ كِيٰ پناہ﴾

رہزن رہبروں کے روپ دھار کر عوام کو لوٹ رہے ہیں۔ ایسے ماسک چڑھائے ہوئے ہیں کہ اصل و نقل کی پہچان کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ نام علی علیہ السلام سے نفرت، نعرہ



حیدری سے بیزار، اہل بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و عقیدت سے دُور، ائمہ اثناعشرہ کے منکر اور پھر بھی پیری اور شیعہ خیت کا دعویٰ۔ شب و روز مریدین کی لستوں میں اضافے کے خواہاں۔ ایسے ایسے نائٹل و القابات اپنے لیے تیار کروائے جاتے ہیں کہ اللہ بزرگ و برتر والوں کی ارواح مقدسہ بھی حیرت زدہ ہو جاتی ہیں جیسے قبلہ، عالم، شیخ العالم، آفتاب طریقت، اعلیٰ حضرت وغیرہ۔ عام بندہ جب دیکھتا سنتا ہے یہ سوچتا ہے کہ عالم میں کتنے قبلے ہیں، کتنے آفتاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ان بہرہ و پیوں سے مولیٰ علی، شیر خدا علیہ السلام اور انکی اولاد اطہار علیہم السلام سے بغض رکھنے والا ولی و پیر تو دُور کی بات ہے، مؤمن نہیں ہو سکتا۔ یہ پتہ اس وقت چلے گا جب قبر و حشر میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سامنا ہوگا اور سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوچھیں گے کہ میری اولاد اطہار علیہم السلام کا حق کہاں تک ادا کیا؟ ولایت و تصوف کے نام پر میری اُمت کے ساہ لوح لوگوں کو کتنا لوٹا؟ جنکے نام پر لوٹ کھسوٹ کر کے اپنی اولادوں کیلئے جائیدادیں، پراپرٹیاں بناتے رہے، ان سے نمک حرامی کیوں کرتے رہے؟ درویشی تو بجز و انکساری ہمہ وقت نالہ و زاری کا نام ہے۔ تم بڑے بڑے القابات لکھوا کر کہلوا کر اپنے نفس کو فریبہ کیوں کرتے رہے؟ اپنے باپ دادا و پیر خانے کے ایام تو بڑی دھوم دھام سے مناتے رہے۔

کیا کبھی جگر گوشہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا یوم بھی منایا تھا؟ منیع ولایت حضرت علی شیر خدا علیہ السلام یا ائمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا کوئی دن زندگی میں منایا تھا؟ یا اپنے مریدین و متعلقین کو اہل بیت اطہار علیہم السلام سے محبت و عقیدت کا کبھی درس دیا تھا۔ پیر جی، شیخ العالم جی، اعلیٰ حضرت جی، قطب عالم و قبلہ عالم جی، ان سوالوں کے جواب کی تیاری کر لیں۔

### ورنہ کیا حشر ہوگا؟

ذرا سا تصور کر لیں.....! اپنی اولاد کی تعظیمیں کروانے کیلئے کیا کیا جتن کیے جاتے ہیں۔

خود اپنے فاسق و فاجر، جاہل و نااہل بیٹوں کی کراستیں بیان کی جاتی ہیں کہ ہمارے متعلقین ہمارے بعد ہمارے بیٹے کو اپنی عقیدت کا قبلہ بنا کر چومتے چاٹتے رہیں۔

کاش کبھی آپ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار علیہم السلام کے ادب و احترام کی بات بھی کی ہوتی، انکے مقامِ ارفع و اعلیٰ کا تذکرہ کیا ہوتا لیکن آپ کو پتہ ہے کہ اگر عوامِ سادات کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو گئے تو پھر ہماری اولادوں کو۔ کون پوچھے گا؟ چلیں چند روزہ زندگی میں موجِ مستی کر لیں، نفس کو خوب موٹا کر لیں۔ اگلے جہاں میں آپکے ساتھ کیا ہوگا؟ آپ کو علم ہے۔

جانورِ فربہ شود از خورد و نوش ..... آدمی فربہ شود از راہ گش

جانور کھاپی کر موٹے ہوتے ہیں اور انسان اپنی تعریفیں سن سن کر موٹے تازے ہوتے ہیں۔ ادب کا سبق، عجز و انکساری کا درس تو عوام کیلئے ہے۔ عوام کو تو یہ سکھایا جاتا ہے

دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اگر کچھ مرتبہ چاہیے تو کر خدمتِ فقیروں کی

بلاشبہ یہ بہت اچھا درس ہے، اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں لیکن کاش یہ درس آج کے نام نہاد بناوٹی، ملاوٹی صوفی اپنی اولادوں کو بھی دیتے۔ انکی اولادیں تو پیدا ہی تعظیم کروانے کیلئے ہوتی ہیں، ہاتھ چوم دانے کیلئے، کاندھوں پر سواریاں کرنے کیلئے ہوتی ہیں۔



جو انکی اولاد کی جتنی تعظیم کرے گا، اتنا ہی مستحق ثواب ہوگا۔ جو اس میں کوتاہی کرے گا، اس کے تمام اعمال بیکار ہو جائیں گے۔ [استغفر اللہ]..... کیا عجب تماشا ہے

### شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”تحفہ اثناء عشرہ“ میں تحریر فرماتے ہیں، عبارت ملاحظہ ہو  
 ”حضرت امیر و ذریت طاہرہ اور اتمام اُمت بر مثال پیراں و مرشاں می  
 پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر  
 بنام ایشان رائج و معمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔“

[تحفہ اثناء عشریہ، مطبوعہ کلکتہ]

**ترجمہ:** تمام لوگ حضرت امیر (سیدنا علی علیہ السلام) اور تمام اہل بیت اطہار  
 کو مرشد و پیر مانتے ہیں اور اپنے تمام امور میں ان سے وابستگی رکھتے ہیں۔ ان کے  
 نام پر صدقہ خیرات فاتحہ اور نذر نیاز دیتے ہیں اور تمام اولیاء کے ساتھ انکا یہی  
 معاملہ ہے۔“

### مولوی اسماعیل دہلوی

جیسا گستاخ شخص اپنی کتاب **صراطِ مستقیم** صفحہ نمبر 44 پر حضرت علی شیر خدا

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا اختیار مانتے ہوئے رقمطراز ہے کہ غوث، قطب، ابدال بنانا سب  
 ان کے ہاتھ میں ہے [یعنی حضرت علی علیہ السلام]۔ بادشاہوں کو بادشاہت، امیروں کو امیری  
 ان کے فیض کرم سے ملتی ہے۔

توجہ فرمائیں.....! غور فرمائیں.....! تجزیہ کریں کہ ایک ایسا شخص جو بے ادب، گستاخ



مشہور ہے، وہ تو یہ تسلیم کرتا ہے کہ تمام اولیاء چاہے قطب ہوں، ابدال ہوں، غوث ہوں مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کے دست مبارک سے بنتے ہیں۔ دنیاوی نظام میں بادشاہوں کو بادشاہت پر، امیروں کو امارت پر فائز کرنے کی ذمہ داری حضرت امیر علیہ السلام کے سپرد ہے۔ دوسری جانب کچھ ایسے مہربان جو دعویٰ ولایت کرتے ہوں، ہمہ وقت جبہ و دستار میں ملبوس رہتے ہوں، ولایت و تصوف کے نام پر انکی اور انکی اولاد کی روزی روٹی چلتی ہو، ظاہری آن بان شان لائف سٹائل [Life Style] کے ٹھاٹھ باٹھ دست بوسی و قدم بوسی کے مزے سب کچھ ولایت کے نام پر حاصل ہوں، سب آسائشیں پالینے کے بعد بھی مولائے کائنات علیہ السلام اور انکی اولاد اطہار علیہم السلام کا نام لینے سے گھبراہٹ محسوس ہو تو پھر اس رویے پر یہ مجاہدہ پیش کرنے کو جی چاہتا ہے،

انہی کی بلی اور ان ہی کو میاؤں

اس سے بڑھ کر احسان فراموشی کیا ہو سکتی ہے؟ اصول تو یہ ہے کہ جو جکاکھاتا ہے، اسی کے گیت گاتا ہے لیکن {افسوس صد افسوس} اس دور میں ایسا نہیں ہے۔ جسکو جس در سے خیرات ملتی ہے، اسکی وفا کا تقاضا ہے کہ وہ ہمیشہ اس بارگاہ کا وفادار رہے۔ نسبت والے کتے بھی قابل تعظیم ہوتے ہیں۔

مثال {اصحاب کھف کا کتا}۔ اللہ رب العزت کے نیک بندوں کی سنگت میں رہنے سے اس کتے کو یہ مقام ملا کہ ہر کوئی اسکی تعظیم کرتا ہے، وہ جنتی بھی ہو گیا۔ ان عقل کے اندھوں کو کون سمجھائے کہ اگر اعلیٰ کی مجلس و سنگت ایک پلید کتے کو اعلیٰ و جنتی بنا دیتی ہے تو جنکی رگوں میں خون رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو، جنکے جسم میں شیر بتول علیہا السلام ہو، انکا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام الاولیاء علیہم السلام، سیدۃ النساء

العالمین سلام اللہ تعالیٰ علیہا، سید شباب اہل الحجۃ علیہا السلام کی عظیم نسبت جن کو حاصل ہو، انکی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ نسبت کے احترام کے حوالے سے مجھے ایک بہت خوبصورت واقعہ یاد آتا ہے۔

### گدھوں کو مٹھیاں بھرنا

ایک دفعہ پیر طریقت شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں محمد جمیل احمد صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف پاکستان [خداوند کریم صاحبزادہ صاحب کو دراز زندگی عطا فرمائے، ان کا سایہ ان کے متعلقین پر تادیر قائم و دائم رہے] [آمین] نے چند سال قبل یہ واقعہ اپنے ”جدِ اعلیٰ“ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے سنایا۔ فرمانے لگے کہ قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے کہ حضور میاں شیر محمد شرقپوری کے دادا مرشد سید امام علی شاہ سجادہ نشین مکان شریف [اب مکان شریف انڈیا میں آ گیا ہے۔ سیالکوٹ سے کچھ آگے ہے] کے گاؤں کے کچھ لوگ خرید و فروخت کی خاطر لاہور آئے۔ سفر دراز تھا، رات کو واپس اپنے گاؤں پہنچنا دشوار تھا۔ اب انہیں ایک ترکیب سوچی کہ شرقپور شریف لاہور سے قریب ہی ہے اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے گاؤں میں اکثر اپنے دادا مرشد کی بارگاہ میں ادب و نیاز سے حاضری دینے آتے رہتے ہیں، انکے ہاں چلتے ہیں اور عرض کریں گے کہ ہم ”مکان شریف“ کے رہنے والے ہیں، رات گزارنی ہے۔ اُمید ہے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں رات بھر کا مہمان بنالیں گے۔

سب مسافروں نے اس تجویز کو عملی جامہ پہناتے ہوئے شرقپور شریف کا رخ کیا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ کر ادب و نیاز کے ساتھ اپنا



تعارف بھی کرایا اور شب ب سری کی اجازت بھی چاہی۔ ادھر شیر ربانی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ”مکان شریف“ کا نام سنتے ہی ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ نے مسافروں سے فرمایا، یا راقم کیا اجازت مانگتے ہو، یہ تو ہمارے لیے قابل صد افتخار ہے کہ ”مکان شریف“ کے باسی ہمارے مہمان بنے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حتی المقدور انکی مہمان نوازی کی۔ انکی مہمان نوازی سے فراغت کے بعد نچروں گدھوں کو چارہ دانہ ڈالنے کے بعد جب سب لوگ آرام کرنے لگے، سونے لگے تو حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جگہ تشریف لے آئے جہاں وہ جانور نچر اور گدھے بندھے تھے۔ آپ نے اپنے دادا مرشد سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت و عشق کی مستی میں ان نچروں و گدھوں کو مٹھیاں بھرنا شروع کر دیں کہ یہ جانور میرے مرشد خانے کے گاؤں کے ہیں، یہ تھک گئے ہوں گے۔

**سبحان اللہ.....!** یہ ہے محبت و عقیدت مٹھیاں بھرنے سے فارغ ہو کر عرض گزار

ہوئے کہ تمہاری خدمت کا حق تو ادا نہیں ہو سکا، میری اس عاجزی کو قبول کر لینا۔ میری خدمت و عقیدت میرے دادا مرشد کے شایان شان تو نہیں، بس یہ انکساری پیش ہے۔

**قائیں کرام.....** اس واقعہ کو بار بار پڑھیے مکرر پڑھیے۔ کتنا ہی گناہگار ہو، فاسق و فاجر

ہو، لیکن گدھوں سے افضل ہوتا ہے کیونکہ شرف انسانیت اسکو حاصل ہوتا ہے۔ وہ مسافر، وہ گدھے انکے دادا مرشد کے آستانے کے نہیں تھے، صرف گاؤں و علاقے کی نسبت حاصل تھی پھر بھی حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ادب و عقیدت کا بے مثال مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آج بھی ہمیں نسبتوں کے احترام کی ہمت و توفیق عطا فرمائیں۔ [آمین]



## راقم کے سوال؟

قارئین عالی مرتبت ..... تمام نسبتیں، عقیدتیں، فیض، کشف و کرامات، ولایت و تصوف، علوم فقہ و حدیث ہر چیز بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات اور بھیک ہے۔

ذرا آپ کی خاص توجہ چاہوں گا..... کیا موجودہ دور کے علماء کرام و پیران عظام نے کسی عام سے مزدور سے سیدزادے کی دست بوسی و قدم بوسی عوام کے سامنے یا تنہائی میں کی ہو، یہ سوچ کر کہ اس شہزادے کی رگوں میں جو خون گردش کر رہا ہے۔ اس کا تعلق بارگاہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ پرہیزگاری علم وغیرہ یہ سب معیار کیوں نظر آتے ہیں۔ اگر کسی پرہیزگاری آپ عزت کرتے ہیں تو یہ اس کے تقویٰ کی وجہ سے۔

عالم کی عزت اسکے علم کی وجہ سے کی جاتی ہے

نمازی کی عزت نماز کی نسبت سے کی جاتی ہے

حاجی کی عزت شرف حج کی وجہ سے ہوتی ہے

اگر کسی سیدزادے کی عزت کرنی ہے تو صرف خون رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کریں۔ یہ ہی نسبت کی عزت و توقیر ہوگی لیکن محبت و عقیدت کا سبق بناوٹی لوگوں کو کہاں سمجھ آتا ہے، یہ تو اللہ رب العزت کی عطا ہوتی ہے۔

”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ“

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسکو چاہے، عطا فرمائے۔

۔ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ..... تانہ بخشد خدائے بخشنده

۔ قدر میری مئے کی تو کیا جانے اے واعظ! ... ہائے کجخت تو نے پی ہی نہیں

**کاش!....!** آج ہم نے اپنے نفس کی غلامی کے بجائے غلامیِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو اپنایا ہوتا، اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و مودت کا وہ حق ادا کیا ہوتا جس کا تقاضا خداوند قدوس اور انکے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کیا ہے۔ تمام نسبتوں سے بڑھ کر نسبتِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فائق سمجھا ہوتا۔ ہمارے اسلاف نے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے جو بے مثال محبت و عقیدت کے انٹ نقش چھوڑے ہیں۔ کاش! ہم نے ان پر غور کیا ہوتا، ان سے استفادہ کیا ہوتا، انکو مشعل راہ بنایا ہوتا، ان پر عمل کیا ہوتا لیکن افسوس! نفس اتارہ کے فریبوں نے، تکبر و نخوت، حسد و بغض کے مہلک جراثیموں نے ہمارے علماء و مشائخ کے دلوں کو برباد کر دیا ہے۔ محبت و عقیدت، احترام و اکرام سادات کی نورانی و ایمانی شمعوں کو بجھا کر قلوب کو تاریک و بنجر بنا دیا ہے۔

### دُعائیں قبول نہیں کی جاتیں!

اس مقام پر ایک فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جس کا مفہوم پیش خدمت ہے۔ امام دیلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دعائیں روک دی جاتی ہیں یہاں تک کہ مجھ پر اور میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام پر درود بھیجا جائے۔

[طبرانی فی الصغیر]

یعنی جب تک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آلِ اطہار علیہم السلام پر درود نہ



بھیجا جائے، کوئی دُعا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبول نہیں کی جاتی۔ بے شک لمبے لمبے وظائف کر لو، شب و روز ذکر و نوافل میں گزار دو، قبولیت کیلئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اطہار علیہم السلام پر ہدیہ درود بھیجنا شرط ہے۔ جو اس شرط پر پورا نہ آتا، وہ کبھی بھی قرب خدا تعالیٰ حاصل نہیں کر سکتا۔

### بے علم سید اور غیر سید عالم

امام و علامہ خاتم المحققین حضرت علامہ احمد بن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ بے علم سید افضل ہے یا عالم دین غیر سید؟ جب یہ دونوں ایک مقام پر جمع ہوں تو کوئی چیز چائے وغیرہ پیش کی جائے تو تعظیم کا زیادہ حق دار کون ہے؟ ابتداء کس سے کی جائے؟ ہاتھوں کو بوسہ دینا ہو تو آغاز کس سے کیا جائے؟

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ سادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں۔ اس شرف کے برابر کوئی فضیلت نہیں ہے، اسی لئے علماء نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کے حصے کے برابر کسی کو نہیں مانتے۔ عالم باعمل کی فضیلت یہ ہے کہ انکی وجہ سے امت مسلمہ کا فائدہ اور گمراہوں کی راہنمائی ہے۔ علمائے دین انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم کے وارث ہیں لہذا لازم ہے کہ ”تمام سادات کرام اور باعمل علماء کے حق کو تسلیم کیا جائے“ جب دونوں اکٹھے ہوں تو ابتداء ”سید“ سے کرے کیونکہ یہ آقا و جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے اور نخت جگر ہیں۔ ”سید“ اسے کہتے ہیں جس کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسن و حسین علیہما السلام تک پہنچتا ہو۔ سیادت کا اطلاق صرف امین کریمین طہرین حسنین کریمین علیہما السلام کی اولاد اطہار پر ہوتا ہے، انکے علاوہ کسی کو سیادت کا درجہ حاصل نہیں۔

[الفتاویٰ الحدیثیہ لا امام احمد بن حجر رحمۃ اللہ علیہ]



## دعوت غور و فکر

ذرا ایمانداری سے دیا ننداری سے اپنی محافل پر غور فرمائیں کہ جب ہماری محافل جلے ہوتے ہیں، اسٹیج سجاتے ہیں، کیا اس اسٹیج پر کبھی کسی سید زادے کو بھی زینت اسٹیج بنایا جاتا ہے؟ کبھی کسی پیر صاحب نے یہ اعلان کیا ہو کہ خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو افراد ہیں، سب اسٹیج پر تشریف لے آئیں۔ سادات کے قدم مہمنت لزوم سے ہی اسٹیج کی زینت ہوگی۔ اگر ایمانداری سے آپ نے غور یا فیصلہ کیا تو یقیناً یہی جواب آئے گا کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ نہ ہی ہمارے علمائے کرام کو کبھی یہ خیال آتا ہے، نہ ہی ہمارے پیرانِ عظام کو یہ توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت ہمارے علماء و مشائخ کے شعورِ ایمانی کو بیدار فرمائیں تاکہ وہ خود بھی رحمت خداوندی اور شفقت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحق بن سکیں اور عوام کو بھی صحیح و سچی گائیڈ لائن [Guide Line] دے کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا حقدار بنا سکیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح معنوں میں ادب و احترام کیا جائے۔

قارئین ذی محتشم! آئیں ذرا میں آپ کے اور اپنے ایمان کو تازگی بخشنے کیلئے اپنے اکابرین سلف صالحین کی مقدس و پاکیزہ زندگیوں کے پاکیزہ واقعات کی ورق گردانی کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے اسلاف نے خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جن سے صبح قیامت تک ایمان معطر ہوتے رہیں گے۔ انکے پاکیزہ واقعات پڑھ کر وادی ایمان و عقیدت نور سے بھرپور ہو جاتی ہے۔ اکابرین امت کے کچھ حالات و واقعات کا آغاز میں امام اہل سنت

عظیم البرکت مجدد دین و ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ  
العزیز سے کرتا ہوں۔

### آپکا مختصر تعارف

آپکا اسم گرامی احمد رضا خاں ابن حضرت مولانا نقی علی خاں بن حضرت مولانا رضا  
علی خاں بن حافظ محمد کاظم علی خاں۔ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ کے والد گرامی، دادا محترم، پردادا مکرم کے اسماء گرامی پر غور فرمائیں۔

والد گرامی کا اسم گرامی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے دسویں امام علیہ السلام کے  
نام پر، آپکے دادا محترم کا نام اہل بیت اطہار کے آٹھویں امام علیہ السلام کے نام پر، آپکے  
پردادا مکرم کا نام اہل بیت اطہار کے ساتویں امام کی نسبت پر۔ آپکا اپنا نام آقا علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے نام پر اور امام علی رضا علیہ السلام کی نسبت پر۔

راقم آپ معزز قارئین کو صرف دعوت فکر دے رہا ہے کہ ہمارے اکابرین کا  
مسلك اور معاملہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسا تھا اور آج کے نام کے  
اہل سنت کا کیا حال ہے؟

### ولادت اعلیٰ حضرت

مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کی ولادت باسعادت

10- شوال المکرم بروز ہفتہ 1272ھ

چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا۔ تمام علوم درسیہ معقول و منقول  
اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیے۔ 14- سال کی عمر میں



علوم دینیہ سے سند فراغت حاصل کر لی اور اسی دن فتویٰ نویسی کا کام بھی شروع کر لیا۔

## آپ کی اولادیں

امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی 7- اولادیں ہوئیں۔ [2- صاحبزادے]

① حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی حجتہ الاسلام

② حضرت مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان صاحب مفتی اعظم

آپ کی [5- صاحبزادیاں] تھیں جنکے اسماء گرامی یہ ہیں

① مصطفائی بیگم ② کنیز حسن (منجھلی بیگم)

③ کنیز حسین منجھلی بیگم ④ کنیز حسنین (چھوٹی بیگم)

⑤ مرتضائی بیگم عرف چھوٹی بنو

**قائیں کرام** ..... امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کا تذکرہ کرنا اسلئے ضروری

سمجھا گیا کہ آپ غور فرمائیں کہ آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کے ناموں میں بھی نسبت رسول و آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملحوظ رکھا۔ آپ نے اپنی پانچوں صاحبزادیوں کو بھی پختن پاک کی کنیزیں بنادیا۔

سبحان اللہ! ..... یہ ہے محبت و عقیدت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

## میرا سوال.....؟

نہایت ہی ادب و عزت سے موجودہ دور کے علماء و مشائخ سے بالخصوص اور عوام اہل سنت سے بالعموم راقم یہ عرض کرتا ہے کہ ذرا اپنے گھروں میں غور کر لیں۔ آپ نے اپنی



اولادوں کے نام نسبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھے ہیں یا نہیں؟ شب و روز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت کے گیت گانے والو! کیا انکی اتباع میں آپ نے اپنی بیٹیوں کو حسنین کریمین کی کنیزیں بنایا ہے؟ جس خوش نصیب کا جواب ہاں میں ہے، وہ مبارک کا مستحق ہے اور جس کا جواب نفی میں ہے، وہ یقیناً خسارے میں ہے۔ نہ تو اس کا دعویٰ محبت رسول و آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درست ہے اور نہ ہی امام اہل سنت کے ساتھ اسکی عقیدت و ارادت کوئی معنی رکھتی ہے، یہ سب دکھاوا ہے۔ اگر حقیقت ہو تو پھر اسکے عمل و کردار سے مہک آتی ہے۔ محبت اپنے محبوب کی ادائیں اپناتا ہے۔

آئیں..... ذرا امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت کے ان چند گوشوں کو آپکے سامنے لاتے ہیں تاکہ آپ موازنہ کر سکیں کہ اصل سنیت اور آجکل کی ملاوٹی سنیت میں کیا فرق ہے۔

### سادات کا حصہ دو گنا

حیات اعلیٰ حضرت کے صفحہ نمبر 288 پر درج ہے کہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہر تقریب میں جب شیرینی و نیاز تقسیم کی جاتی، سادات کرام کے جتنے افراد وہاں موجود ہوتے، سب کو دو گنا حصہ پیش کیا جاتا۔ ایک سال بموقع 12 ربیع الاول شریف ایک سید صاحب سید محمود جان صاحب کو عام لوگوں کے برابر حصہ دو ششتریاں شیرینی کی بلا قصد پیش کیں، شاہ صاحب محترم وہ شیرینی کی ششتریاں لیکر امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تشریف لے آئے اور کہا کہ آپکے ہاں سے آج پہلی بار مجھے ایک ہی حصہ ملا ہے جو عام افراد کو ملتا ہے۔ آپ نے عرض کیا، سید صاحب تشریف رکھیے، لنگر تقسیم کرنے والے کی طلبی ہوئی اور اس شخص پر سخت ناراضگی فرمائی اور فرمایا، ابھی اسی وقت ایک خوان (سینی) کیں

جتنے کھانے آ سکیں، بھر کے لاؤ۔ آپکے حکم کی فوری تعمیل ہوئی۔ سید صاحب نے کہا، حضور میرا مقصد یہ نہیں تھا، صرف دل کو تکلیف ہوئی تھی جسکا اظہار آپ سے کرنا چاہتا تھا۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، شاہ صاحب! یہ شیرینی آپکو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی۔ خادم سے فرمایا کہ ایک آدمی کو قبلہ سید صاحب کے ہمراہ بھیجو جو اس خوان کو قبلہ شاہ صاحب کے دولت کدہ تک پہنچا کے آئے۔ آپکے حکم کی فوری تعمیل کی گئی۔

ذرا اپنے گرد و پیش پر نظر دوڑائیں، کیا جب آپ کوئی ہدیہ یا نذر نیاز تقسیم کرتے ہیں تو سادات کا حصہ دوگنا رکھتے ہیں۔ کبھی آپ کے پیر صاحب، مولوی صاحب، امام صاحب نے آپکو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عام لوگوں کے برابر سلوک نہ کرنا بلکہ نسبت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنا پر انہیں اسپیشل ٹریٹ [Special Treat] کرنا، انکا حصہ دوگنا رکھنا۔

میرا مشاہدہ، میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ اسکا جواب نفی میں ہوگا۔ اگر کسی خوش قسمت کا جواب اثبات میں ہے تو میں ایسی نصیحت کرنے والے پیر کو، مولوی اور امام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، سیلوٹ [Salute] کرتا ہوں اور پکا اور سچا سنی سمجھتا ہوں۔ اللہ رب العزت ایسے سنیوں کو قیامت تک شاد و آباد رکھے۔  
[آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

### یہ ہمارے مخدوم زادے ہیں

جناب سید ایوب علی شاہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک کم عمر لڑکے کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں خانہ داری کے کاموں میں مدد کیلئے ملازم رکھا گیا۔ بعد میں علم ہوا کہ یہ سید زادے ہیں۔ امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے گھر والوں کو سخت



تاکید فرمادی کہ اس شہزادے سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کیونکہ یہ ہمارے مخدوم زادہ ہیں۔ کھانا وغیرہ جس چیز کی انہیں ضرورت ہو، انکی خدمت میں پیش کی جائے۔ جس تنخواہ کا وعدہ ہوا تھا، وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے۔ آپکے ارشاد کی تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ عرصہ بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔

[حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نمبر 286]

### کوزے میں سمندر بند

**قارئین کرم**..... امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی مستقل کتاب بعنوان ”شان اہل بیت اطہار“ راقم فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ نامعلوم اعلیٰ حضرت ان نفوس قدسیہ کی بارگاہ میں ایک کتابی شکل میں ہدیہ کیوں پیش نہ کر سکے۔ اگر کوئی کتاب ہے لیکن راقم کے علم میں نہیں تو راقم فقیر کی جانب سے معذرت لیکن صرف ایک شعر میں جو خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی، تعریف و توصیف کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بلاشبہ آپ نے دریا کو نہیں بلکہ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ آپکی عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ نور کا ... تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

### سیدزادوں کو بلانے کے آداب

حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صفحہ نمبر 288 پر درج ہے ”امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعد از نماز جمعہ پھاٹک میں تشریف فرما ہیں۔ حاضرین کا جم غفیر ہے۔ ایک مولوی صاحب جنکا نام نور محمد تھا، بغرض تعلیم آستانے میں ہی مقیم تھے۔ انہوں نے آواز بلند ایک سیدزادے کو نام لے کر قناعت علی! قناعت علی!



پکارا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آوازن کر مولوی صاحب کو اندر بلایا اور فرمایا، سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو۔ تم نے کبھی مجھے بھی سید صاحب کا نام لیتے سنا ہے۔ مولوی صاحب نے ندامت و شرمندگی سے نظریں نیچی کر لیں۔ ارشاد فرمایا، اب جائیے اور آئندہ خیال رکھیے کہ ایسی بے ادبی و بے باکی نہ ہونے پائے۔

اسی موقع پر آپ نے ایک واقعہ سنایا کہ شریف مکہ (سید) کے زمانہ میں حاجیوں سے ٹیکس بڑی سختی سے وصول کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کے خواتین کی بھی جامہ تلاشی لیتے تھے۔ ایک عالم دین مع اپنی مستورات کے وہاں پہنچے۔ انکی مستورات کی بھی جامہ تلاشی لی گئی۔ عالم صاحب کو یہ بات بڑی ناگوار گزری۔ وہ رات بھر سید صاحب کو بُرا بھلا اور بددُعائیں دیتا رہا۔ بوقت صبح آنکھ لگ گئی۔ خواب میں آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مولوی صاحب! کیا میری اولاد ہی آپکے بددُعاکر نے کورہ گئی تھی۔

### قاضی کا سزا دینا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، کہ اگر کسی سید کو قاضی حد لگائے تو یہ خیال ہرگز نہ کرے کہ میں سید کو سزا دے رہا ہوں بلکہ تصور یہ کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ بھر گئی ہے، اسے دھور ہا ہوں۔ [سبحان اللہ! سبحان اللہ!]

### احترامِ سادات

حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صفحہ نمبر 291 میں حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان کے ایک حصے کی تعمیر نو ہو رہی تھی۔ زنانہ حصہ کو کچھ عرصہ کیلئے مردانہ کر دیا گیا۔

خواتین خانہ کو دوسرے مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ جب تعمیر کی تکمیل ہو گئی تو خواتین اپنے زنانہ مکان میں واپس منتقل ہو گئیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مردانہ حصہ میں تشریف رکھنے لگے۔ ایک دن ایک سید زادے جو چند ہفتے پہلے بھی حضرت سے ملنے آئے تھے، جہاں وہ پہلے ملے تھے، آج اسی مکان میں بے جھک تشریف لے گئے۔ جب آدھے صحن میں پہنچ گئے تو خواتین خانہ گھریلو کام میں مشغول تھیں۔ ایک اجنبی شخص کو صحن میں دیکھ کر عجیب اضطراب کا شکار ہو کر ادھر ادھر بھاگ کر باپردہ ہونے لگیں۔ شاہ صاحب یہ منظر دیکھ کر بہت پریشان و شرمسار ہوئے۔ جنوب کی جانب سے مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آرہے تھے۔ شاہ صاحب کو صحن سے باہر آتا اور سر جھکائے نہایت پریشان حالت میں دیکھا، ملاقات کی۔ شاہ صاحب نے پریشانی و ندامت سے معذرت کی کہ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ یہ مکان اب زنانہ ہو گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ صاحب کو اپنے خاص حجرہ میں جہاں آپ تصنیف و تالیف کا کام کیا کرتے تھے، بٹھایا۔ بہت سی باتیں کی اور کہا، شاہ صاحب! آپ نے الفاظ معذرت کیوں ادا فرمائے ہیں۔ ہماری خواتین تو آپ کی باندیاں اور کنز ہیں۔ آپ آقا اور آقا زادے ہیں۔ پان وغیرہ سے شاہ صاحب کی تواضع کی۔ شاہ صاحب نے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ پھاٹک تک شاہ صاحب کو الوداع کہنے آئے۔ سید صاحب نے یہ واقعہ خود مجھے سنایا [ظفر الدین قادری رضوی کو] کہ ہم نے سمجھا تھا کہ آج خوب بچے مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت و قدر کی کہ دل خوش ہو گیا۔ واقعی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو تو ایسی ہو۔



## ایک سید زادے کی امداد

ایک سید صاحب نہایت ہی غریب مفلوک الحال تھے۔ عسرت و تنگی سے گزر رہے ہوتی تھی، اس لئے سوال کیا کرتے تھے مگر آپ کے سوال کرنے کی عجیب شان تھی۔ جہاں تشریف لے جاتے، فرماتے ”دلو او سید کو“۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا۔ سید صاحب تشریف لائے اور سیدھے زمانہ دروازہ پر پہنچ گئے اور صد لگائی ”دلو او سید کو“۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ذاتی اخراجات کے لیے دو سو روپے آئے تھے جن میں نوٹ بھی تھے اور انھنی چونی پیسے بھی تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ صاحب کی آواز سنتے ہی وہ بکس جس میں یہ سارے پیسے تھے، لا کر بکس شاہ صاحب کے سامنے پیش کر دیا۔ ان کے روبرو بکس لیے کھڑے رہے۔ شاہ صاحب دیر تک ان سب روپوں کو دیکھتے رہے پھر ان میں سے ایک چونی اٹھائی۔ فرمایا، مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ چنانچہ سید صاحب چونی لے کر سیڑھی پر سے اترے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کے ساتھ ساتھ پھاٹک تک انکو رخصت کرنے آئے۔ انہیں رخصت کر کے خادم سے فرمایا، آئندہ جب بھی سید صاحب کو دیکھو ”چونی“ ان کی خدمت میں پیش کر دیا کرو۔ شاہ صاحب کو صدانہ لگانا پڑے..... ﴿سبحان اللہ و بحمدہ﴾..... تعظیم سادات ہو تو ایسی۔

[حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ نمبر 293]

## ادب سادات کا عظیم الشان مظاہرہ

قارئین کرام..... اعلیٰ حضرت مجدد المآۃ حاضرہ برکتہ الزمان علامۃ الزمان حامی اہل سنت الشیخ الکبیر وحید العصر استاذ المعظم عظیم العلم سعادت اسلام شمشیر بے نیام خادم سادات



عمدة البركات مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ عظیم الشان واقعہ پیش کر کے انکی بارگاہ سے رخصت لے کر آگے بڑھیں گے۔

ایک مرتبہ بریلی شہر کے لوگوں کو خیال آیا کہ شرق و غرب سے لوگ علمی و روحانی پیاس بجھانے یہاں حاضر ہوتے ہیں لیکن ہم نے اس عظیم شخصیت کی کما حقہ عزت افزائی نہیں کی۔ ایک ایسا عظیم الشان پروگرام رکھتے ہیں جس میں بطور ”مہمان خصوصی“ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدعو کرتے ہیں۔ اپنی ہمت و بساط کے مطابق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عزت افزائی کریں گے تاکہ ہمارے دل سے اپنی لاپرواہی و کوتاہی کا بوجھ مٹ سکے۔ ایک وفد کی شکل میں کچھ حضرات نے آ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عظیم البرکت سے گزارش کی کہ آپ اس جلسہ میں تشریف لاکہ ہماری محفل کو زینت بخشیں۔ آپ نے ان کی دعوت کو قبول فرمایا۔ منتظمین نے پروگرام کی تشہیر میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ بریلی کے گلی کوچوں کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے دُہن کی طرح سجا دیا گیا۔ مقررہ تاریخ پر ایک وفد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لینے کے لیے آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہو گیا۔ آپ کے لیے جانے کیلئے پاکی کا انتظام کیا گیا۔ یہ بھی اہتمام تھا کہ جس گلی سے آپ کی پاکی گزرے گی، چوباروں اور مکانوں کی چھتوں سے آپ پر گل پاشی کی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے، پاکی میں تشریف فرما ہوئے۔ چند مزدوروں نے آپ کی پاکی کاندھوں پہ اٹھالی۔ ہزاروں لوگوں کا جم غفیر ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے بے تاب تھا۔ ابھی چند قدم ہی پاکی لے کر چلے تھے، آپ پر پھولوں کی پیتاں نچھاور ہو رہی تھیں۔ آپ کی تعریف میں نعرے لگ رہے تھے کہ آپ نے ”پاکی“ اُتارنے کا ارشاد فرمایا۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ پاکی کو زمین پر رکھ دیا گیا۔ آپ نے پاکی سے اُتر کر ان مزدوروں سے جو پاکی اٹھا رہے تھے، فرمایا کہ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں، خدا

تعالیٰ کیلئے مجھے صحیح اور سچا جواب دینا۔ انہوں نے حامی بھری۔ عوام کی ہزار ہانگا ہیں یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا، تم میں ’سیدزادہ‘ کون ہے؟ خاموشی چھا گئی۔ آپ نے پھر وہی سوال دہرایا اور خدا تعالیٰ کا نام یاد دلایا۔ ایک مزدور نے آگے ہو کر عرض کیا، حضور یہ ہمارا پیشہ ہے، اس سے ہم روزی روٹی کماتے ہیں۔ اس میں نسب کی کیا قید ہے، ویسے خاندانِ سادات سے میرا تعلق ہے۔ ہم دُنیا داروں کو پاکی میں لئے پھرتے رہتے ہیں۔ آپ جیسی عظیم اور علمی شخصیت کو اٹھانا تو ہمارے لئے باعثِ عزت ہے۔

اس سیدزادے کے اقراری الفاظ سنتے ہی امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے قرار ہو جاتے ہیں۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں۔ فرمانے لگے، کل محشر میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا کیسے کروں گا؟ اگر سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھ لیا کہ (اعلیٰ حضرت) احمد رضا خان (بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میری اولاد کے کاندھوں پر سواری کرتے رہے ہو تو اس سوال کا سامنا کیسے کروں گا؟ دُنیا یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ بریلی کا تاجدار اپنا عمامہ و دستار اُتار کر دست بستہ اس سیدزادے سے معافی طلب کر رہا تھا کہ سید صاحب! یہ جو انجانے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے، اسکو معاف فرمادیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر وہ مزدور شاہ صاحب بھی پریشان ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہی، حضرت معافی والی تو کوئی بات نہیں لیکن اگر آپ فرماتے ہیں تو میں اس سارے مجمع کو گواہ بنا کر آپکو معاف کرتا ہوں۔ جناب اب تو آپ خوش ہو جائیں۔ اب تو یہ بے قراری ختم کر دیں۔ فرمایا، شاہ جی! اگر آپ حقیقتاً میری بے قراری کو ختم کرنا چاہتے ہیں، مجھے تسکین و راحت دینا چاہتے ہیں تو اس کیلئے آپکو میری ایک گزارش ماننا ہوگی۔ شاہ صاحب نے کہا، حضور! فرمائیے۔ میں وعدہ کرتا ہوں آپکی ہر بات مانوں گا جس سے آپ خوش ہو جائیں کیونکہ آپکے اضطراب و بے قراری نے پورے علاقے کے لوگوں کو پریشان و بے قرار کر دیا



ہے۔ فرمایا، شاہ صاحب! وعدہ ہے۔ کہا، وعدہ ہے جناب۔ کہا، اب مجھے تبھی تسلی و یقین ہوگا کہ آپ نے مجھے دل سے معاف کر دیا ہے کہ آپ پاکی میں تشریف رکھیں اور یہ (اعلیٰ حضرت) احمد رضا خان (بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک سید زادے کا غلام بن کر پاکی اٹھا کر چلے گا۔ سید صاحب وعدہ فرما چکے تھے، پاکی میں بیٹھے اور وقت کا امام اپنے دور کا عظیم فقیہ و مجدد مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عام سے مزدور کی طرح پاکی اٹھا کر بریلی کی گلیوں میں چل رہا تھا۔ اس سوچ سے بے نیاز کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے۔ جو میری ایک جھلک کو ترس رہے تھے، وہ پھول و پتیاں جو نچھاور ہو رہی تھیں، ان تمام چیزوں سے بے نیاز۔ یہ ایک ہی چیز ہوتی ہے جو بندے کو ان تمام بندھنوں سے آزاد کر دیتی ہے۔ اسکے دل کا چین و سکون ان چیزوں سے نہیں ملتا بلکہ رضائے محبوب سے ہوتا ہے، اس چیز کا نام ”محبت و عشق“ ہے۔

اللہ رب العزت اس عظیم محبت و عاشق رسول و آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقد انور پر لا تعداد رحمتوں کا نزول فرمائے۔

[آمین]

میرے نہایت ہی عزت و احترام کے لائق قارئین! آئیں ذرا راقم فقیر کی پکار کے ایک ایک حرف پر غور فرمائیں کہ ہمیں جو اپنے اسلاف و اکابرین سے سبق ملے ہیں، انکی تحریروں سے، انکے ذاتی اعمال سے، کیا آپ کو اس دور میں انکی جھلک نظر آتی ہے؟ کیا آپ نے اپنی زندگی میں ایسا منظر دیکھا ہے کہ آج کے مشائخ عظام و علمائے کرام نے سادات کی دست بوسی، قدم بوسی عوام کی موجودگی میں مریدین کے جھرمٹ میں کبھی کی ہو؟ خود بڑی بڑی مسندوں پر براجمان ہوتے ہوئے یہ خیال فرمایا ہو کہ کہیں کوئی سید زادہ بیچے تو نہیں بیٹھا۔ ہماری ذرا سی لا پرواہی سے خون رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر نہ ہو جائے۔ ہماری ساری زندگی کے اعمال کی فصل ایک لمحے میں تباہ و برباد نہ ہو جائے لیکن دو عظیم مکار



دُشمنوں کی موجودگی میں یہ خیال کیسے آ سکتا ہے؟ ان دو مکاروں سے میری مراد نفس امارہ اور شیطان لعین ہیں۔

راقم حقیر کو علم ہے کہ میرے یہ الفاظ بعض لوگوں کو ہضم نہیں ہوں گے، گراں گزریں گے۔ نامعلوم کن کن الفاظ سے مجھے نوازا جائے گا لیکن قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ۔ قدرت میں اس پر تقصیر کی جان ہے، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر خداوند قدوس اور خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرا کوئی حرف قبول ہو گیا تو وہ میرے لئے اور میری اولاد متعلقین کیلئے دُنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

[آمین بحرمة سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدالحسن والحسین علیہما السلام]

کروں مدح میں اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دیں پارہ ناں نہیں

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال

25۔ صفر المظفر بروز جمعۃ المبارک 1340ھ

اللہ تعالیٰ آپ کے مزار پر انوار پر تو قیر سادات کا صدقہ رحمتوں کا، برکتوں کا نزول فرمائیں اور آج کل کے سینوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ [آمین]

جنید پہلوان کا حضرت جنید بننا

قائمین کرم ..... بڑا مشہور واقعہ ہے کہ جنید بہت بڑا بہادر اور جرسی پہلوان تھا۔ کئی

میڈل اور تمغے انعام میں حاصل کر چکا تھا۔ اپنے دور میں دُور دُور تک کوئی پہلوان بھی کشتی میں جنید کے ہم پلہ نہیں تھا۔ زور جنید سے پہلوان خائف تھے۔ جنید کو مقابلے کا چیلنج کرنا

اپنے آپ کو انتہائی مشکل میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ ایک دن اچانک ایک منادی ہوئی کہ میں جنید سے کشتی لڑوں گا۔ یہ اعلان سن کر عوام میں ایک تجسس کی لہر دوڑ گئی۔ وہ کونسا سورمہ ہے جس نے جنید کو چیلنج کیا ہے؟ مقابلے کی تاریخ اور وقت کا تعین ہوا۔ لوگ بڑی بے تابی و بے قراری سے اس وقت کا انتظار کرنے لگے۔ بالآخر وہ دن آ ہی گیا۔ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو یہ مقابلہ دیکھنے کیلئے اُمڈ آیا تھا۔ ہر کوئی اس نئے پہلوان کو دیکھنے کیلئے بیقرار تھا جس نے جنید جیسے پہلوان کو چیلنج کیا تھا۔ جب پہلوان میدان میں اترے تو لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔ جو جنید کے مقابل آیا تھا، اُس کا جسم، وزن، ڈول ڈال کچھ بھی پہلوانوں والا نہ تھا۔ ایک عام سا ڈبلے پتلے جسم والا آدمی تھا۔ لوگ حیران و پریشان تھے کہ اس بندے نے جنید کو لکار کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ کوئی یہ رائے قائم کر رہا تھا کہ بے شک بظاہر یہ کمزور و نحیف ہے لیکن شاید یہ کوئی خاص کرتب جانتا ہو جسکی بدولت یہ جنید کو ہرا دے۔ طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں۔ دونوں پہلواں آمنے سامنے تھے۔ جنید کو بھی اپنے مد مقابل پر بہت غصہ تھا کہ اس نے مجھے لکارنے کی جسارت کیسے کی ہے؟ مقابلہ شروع ہوتے وقت دوسرے پہلوان نے کہا، جنید! میں تم سے ایک راز دارانہ بات کرنا چاہتا ہوں، پہلے وہ سن لو پھر مقابلہ شروع کریں گے۔

جنید نے کیا، بولو کیا بات ہے۔ اس نے کہا، جنید میرا تعارف یہ ہے کہ میں ”سید زادہ“ ہوں، خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا تعلق ہے، عیال دار ہوں اور غربت و عسرت کے دن بسر کر رہا ہوں۔ میری خاندانی عزت و شرافت مجھے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ ترکیب میرے ذہن میں آئی تھی کہ تم سے مقابلے کا اعلان کرواؤں۔ اگر تم نے خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا احترام کیا اور مقابلہ ہار گئے تو مجھے انعام و اکرام اتنا مل جائے گا کہ زندگی بھر کی غربت و



عسرت ختم ہو جائے گی اور اگر میرا تعارف تم پر کوئی اثر نہ کر سکا تو تمہارے جوش و جلال کے ایک وار سے میری زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اب آگے بڑھو! فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ جو سلوک چاہے کرو۔

**قارئین کرام**..... قربان جائیں اس جنید پہلوان کے مقدر پر۔ آنکھوں میں نمی آگئی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون کو سامنے دیکھ کر حیا آگئی۔ عزت و واہ واہ کے نعرے سننے کا عادی پہلوان، بارگاہِ سید میں ڈھیر ہو چکا تھا۔ کہا، سید صاحب آگے بڑھیے اور اپنے مقدس بدن کو اس گنہگار بدن سے محسوس کیجئے۔ شاہ صاحب آگے بڑھے، پلک جھپکتے ہی جنید زمین پر لیٹا تھا اور سید زادہ اسکی چھاتی پر سوار۔ لوگوں کی عقلیں دنگ تھیں۔ ہر کوئی حیران و پریشان تھا۔ جنید کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ ادھر جنید خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے مزے لے رہا تھا۔ آنکھیں آسمان کی طرف تھیں۔ ندامت و سرور کے آنسو رواں تھے۔ زبان حال سے کہہ رہا تھا، مولا ساری زندگی جوانی و پہلوانی کے نشے میں مست رہا، کوئی زہد و تقویٰ نہ کر سکا۔ اے رب کریم! آج ہزاروں لاکھوں لوگوں کی نظروں کی تذلیل اپنے جسم پر سجا کر اور خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے ڈنکے بجا کر سید زادے کو اپنے سینے پر سوار کر کے التجاء کرتا ہوں کہ میرے اس عمل کو قبول فرماتے ہوئے مجھ سے راضی ہو جا۔

ادھر {آقا دو جہاں، نبی غیبِ داں ﷺ} اپنے اس وفادار امتی کی وفا ملاحظہ فرما رہے تھے۔ وہ سید زادہ جسکی کامیابی کے ڈنکے بج رہے تھے، اپنی بھیگی آنکھوں، آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ نچتن پاک علیہم السلام کو مخاطب کر کے عرض گزار تھے کہ اے میرے جدِ اعلیٰ علیہم السلام! آج آپکے بیٹے کی عزت آپکی نسبت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آج اس نسبت کا احترام کرنے والے کو ایسا انعام عطا ہو جائے جسکے آگے دنیاوی



انعام کوئی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔ سید زادے کے دل سے نکلی ہوئی دُعا بوسیلہ ”پنجتن پاک علیہم السلام“ فی الفور قبولیت کے شرف سے نوازی گئی۔

چند لمحے پہلے جو صرف جنید پہلوان تھا، اب سید زادے کے احترام کی وجہ سے دل کی دُنیا کا، تصوف و طریقت کی دُنیا کا ایک عظیم صوفی و امام بن چکا تھا۔ تاریک دل نور معرفت سے بھر چکا تھا۔ وہ کریم گھرانہ کب کسی کا احسان باقی رکھتا ہے۔ لوگ جنید سے پوچھ رہے تھے، آج کیا ہوا، کیوں ہار گئے؟ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آج جو خوشی و مسرت حاصل ہوئی تھی، اُس کا نعم البدل کچھ نہ تھا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلوان سے اب آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن گئے تھے۔

امام الاولیاء حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سیدنا غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عظیم بزرگ بھی اپنے آپ کو سلسلہ جنیدیہ سے منسوب کرنا باعث افتخار سمجھتے ہیں۔

ذرا غور سے سوچیں!... باندہ سال ہا سال کی محنت و ریاضت کرتا رہے، ذکر و فکر کرتا رہے تو بڑی مشکل سے قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ وہ بھی اگر نصیب اچھے ہوں تو۔ یہاں ایک لمحے کی عزت و توقیر سید نے ولی نہیں بلکہ امام الاولیاء بنا دیا۔

### رومی کشمیر اور احترامِ سادات

صوفی باصفا، مردِ باوفا، عاشقِ رسولِ خدا، غوثِ زماں، قطبِ دوراں حضرت میاں محمد بخش قادری قلندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ سارے عالم میں آپ کا شہرہ ہے۔ آپ کا شیریں کلام ”سیف الملوک“ ہر دینی و روحانی محفل کی زینت بنتا ہے۔ دُنیا کے ہر خطے میں آپ کے کلام کو یکساں مقبولیت حاصل ہے۔

صوفی شعرا کے بہت ہی اعلیٰ و نفیس کلام ہیں لیکن مقبولیت خواص و عام میں آپ کا کلام لا ثانی ہے۔ حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق معروف و معزز گوجر خاندان سے تھا۔ آپ کے پردادا حضرت میاں دین محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ خوش نصیب شخصیت تھے جن کو قلندر وقت حضرت پیر شاہ غازی دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا [منہ بولا] بیٹا بنایا تھا۔ بچپن سے لے کر پرورش و تربیت غازی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود فرمائی تھی۔ آپ کے وصال کے بعد پہلے سجادہ نشین میاں دین محمد صاحب تھے۔ میاں دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے میاں جیون ولی تھے جو میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا محترم تھے۔ ان کے صاحبزادے میاں شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی تھے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو اور بھائی تھے۔ بڑے بھائی میاں بہاول بخش اور چھوٹے بھائی میاں علی بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت میاں صاحب کی ولادت مبارکہ 1246ھ اور عیسوی کیلنڈر کے مطابق 1826ء ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مبارک سات ماہ ذوالحجہ 1324ھ، 1907ء کو ہوا۔ یہ معلومات میرے موضوع سے متعلق تو نہیں ہیں، صرف حضور میاں صاحب کے عشاق و خدام کیلئے تحریر کر دی گئی ہیں۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک 7- ذوالحجہ کو دربار عالیہ کھڑی شریف میں بڑی عقیدت و احترام و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی عزت و توقیر آپ کس درجہ کرتے تھے؟ عقل دنگ رہ جاتی ہے، دل جھوم جاتا ہے۔ اپنے ان جیسے اکابرین کی نسبت پر رشک آتا ہے۔ آپ جب بھی کسی سیدزادے کو دیکھتے تو کھڑے ہو کر ادب بجالاتے۔



## سید پولیس انسپکٹر

آپ کے ایک عقیدت مند مرید سید صاحب جو پولیس انسپکٹر تھے، آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ کہیں سفر پہ نکلتا تھا۔ چلنے لگے تو انسپکٹر شاہ صاحب نے جلدی سے آپ کے پاپوش [جوتے] مبارک سیدھے کر کے آپ کے سامنے رکھ دیے۔ شاہ صاحب کے اس عمل سے آپ بہت مغموم و پریشان ہوئے۔ پھر وہ پاپوش [جوتے] مبارک آپ نے نہ پہنے۔ فرمایا جس جوتے کو ایک سید کے مبارک ہاتھوں نے چھو لیا ہے، بھلا اسکو کیسے پہنا جاسکتا ہے۔ سارا سفر آپ نے ننگے پاؤں طے کیا۔ [سبحان اللہ]

نسبت سرکار کا ادب ہو تو ایسا ہو۔ ہمارے اس دور کے علماء مشائخ کو بالخصوص رب ذوالجلال حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش پا پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں اور ہمارے وہ عزیز جوشب و روز میاں صاحب کا کلام بطور ذریعہ معاش پڑھتے ہیں، دادیں وصول کرتے ہیں۔ پونڈز اور نوٹ اکٹھے کرتے ہیں۔ وہ بھی کلام کے ساتھ ساتھ آپ کے خصال کو بھی اپنانے کی کوشش کیا کریں۔

## دوبارہ اس گاؤں میں کبھی نہ گئے

عارف کھڑی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی کبھار گجرات کے ایک گاؤں ”جانی چک“ برائے زیارت ”موئے مبارک“ آقا دو جہاں رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضری دیا کرتے تھے۔ آتے جاتے ہمیشہ آپ کا قیام موضع ”دھنی“ اپنے مریدین کے ہاں ہوتا۔ ایک مرتبہ حسب معمول آپ زیارت ”موئے مبارک“ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے روانہ ہوئے، ”دھنی“ پہنچے۔ لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس گاؤں کے ایک بد بخت نے ایک سید زادی کے ساتھ بد تمیزی کی کوشش کی ہے۔ آپ



نے استفسار فرمایا کہ اس گاؤں کے لوگوں نے اس بد بخت کو کیا سزا دی ہے، سوشل بائیکاٹ یا کوئی اور کارروائی بغرض تادیب عمل! اس لائی ہے؟ جواب دیا گیا، حضور کچھ بھی نہیں۔ کہا بات آئی گئی ہو گئی ہے۔

یہ جواب سن کر آپ کے چہرہ پر جلال کے آثار نمودار ہوئے۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا، جس گاؤں میں خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر کی جائے اور گاؤں والے کچھ بھی پرواہ نہ کریں، ایسے گاؤں میں قیام کرنا ہمارے لیے جائز ہی نہیں۔ اس دن کے بعد تادم وصال آپ دوبارہ کبھی گاؤں ”دھنی“ تشریف نہیں لے گئے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عزت ایمانی کو ہزاروں سلام۔ آپ کے مزار پر انوار پر کروڑ ہا رحمتوں و برکتوں کا نزول ہو۔ [آمین]

### پاپوش مبارک ہمارے لیے تبرک ہیں

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید پنجاب کے رہنے والے حاضر ہوئے۔ ایک جوڑا ”پاپوش زنانہ“ خوبصورت تلے دار آپکی خدمت اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا، حضور! یہ بڑی مائی صاحبہ کیلئے [آپکی بھانج جو بڑے بھائی میاں بہاول بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ تھیں] اپیشل بنوا کر لایا ہوں، قبول فرمائیں۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عزیز! تمہیں بھابھی جی صاحبہ کا ماپ کیسے ملا۔ اس نے عرض کیا، سرکار! ماپ کی میں تسلی کر کے لایا ہوں۔ وہ اس طرح کہ ہمارے پڑوس میں سادات کا گھر ہے۔ ان سیدزادی مائی صاحبہ اور ان مائی صاحبہ کا ایک ہی ماپ ہے۔ ان کے ماپ کا میں نے یہ پاپوش [جو توں] کا جوڑا بنوایا ہے۔ آپ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ جوتے تیار ہو گئے تھے تو تو نے ان سیدزادی مائی صاحبہ کو پہنائے تھے؟

عرض کیا، **حضور.....!** میں نے پوری تسلی کی تھی۔ ان سید زادی مائی صاحبہ کو

پہنا کر اطمینان کر کے لایا ہوں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ پاپوشوں کا جوڑا اٹھایا، عزت و احترام کے ساتھ آنکھوں سے لگایا اور اونچی جگہ رکھوایا اور فرمایا، جس پاپوش میں ایک شہزادی صاحبہ کے مبارک قدم پڑ جائیں، اسکو ہمارے خاندان کی کوئی خاتون کیسے پہن سکتی ہے۔ اب یہ پاپوش ہمارے لیے تبرک ہو گئے ہیں۔ تمہاری عقیدت کو مولائے کریم قبول فرماتے ہوئے جزائے خیر دے۔

**قائیں کرام.....** جب آپ اس واقعہ کے ایک ایک لفظ پر غور کریں گے کہ حضرت

میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ادب و عقیدت کے کس مقام پر فائز تھے تو یقیناً آپ سرور و مستی سے جھوم اٹھیں گے کہ محبت ہو تو ایسی ہو، عقیدت ہو تو ایسی ہو، مودّت ہو تو ایسی ہو۔ آج جو کچھ ہم دیکھتے ہیں یا ہمیں سنایا جاتا ہے، اس میں اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عمل میں زمین آسمان سے بھی بڑھ کر بُعد ہے۔ آپ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنی التجا ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں

آل اولاد تیری دامنّت میں کنگال زبانی .. پاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

اللہ ربّ العزت حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں جو محبت و عشق کی آگ آپ کے سینہ بے کینہ میں شعلہ زن تھی، اسکا ایک ذرہ راقم حقیر اور میرے قارئین مخلصین کو بھی عطا ہو جائے۔ [آمین]



## حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آداب سادات

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ائمہ اربعہ میں سے تیسرے امام ہیں۔ فقہ مالکیہ کے بانی، عظیم فقیہ، محدث، مفسر اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ساری زندگی مدینہ طیبہ میں گزار دی۔ سوائے ایک حج فرض کے کبھی مکہ مکرمہ بھی نہ گئے۔ نیت یہ تھی کہ جب میری زندگی کا خاتمہ ہو تو میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس شہر میں ہوں۔ مدینہ طیبہ سے باہر جان دینا بھی گوارہ نہ تھا۔ کبھی اپنے آپکو حدودِ مدینہ طیبہ میں بے وضو نہ کیا۔

ایسی شخصیت کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے کہ آپ اپنے تلامذہ کو درسِ حدیث مبارک دے رہے تھے۔ آپ کا چہرہ انور متغیر ہو رہا تھا، زرد پڑ رہا تھا لیکن آپ نے جنبش تک نہ فرمائی۔ جب درس سے فارغ ہوئے تو اپنی آستین کو جھاڑا، بچھو نیچے گرا جس نے ستر [70] ڈنگ آپکو مارے تھے۔ آپ نے احترامِ حدیث مبارک کو ملحوظ رکھا، پہلے آستین کو جھاڑا نہیں۔ اس کا اندازہ تو وہی کر سکتا ہے جسکو زندگی میں کبھی بچھونے کا ٹاٹا ہو کہ اس کا درد کتنا شدید ہوتا ہے، زہر کتنا سخت ہوتا ہے۔ اُف! اللہ محفوظ فرمائے اور وہ بھی ستر [70] ڈنگ۔

وہی امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ دورانِ تدریس حدیث مبارک بار بار اُٹھتے اور بیٹھتے تھے۔ تلامذہ حیران تھے کہ ہمارے استاد مکرم وہ شخصیت ہیں جنہوں نے بچھو کے ستر [70] ڈنگ کھا کر بھی جنبش نہیں فرمائی تھی، یہ آج کیا معاملہ ہے کہ آپ بار بار اُٹھتے بیٹھتے ہیں؟ اختتامِ درس پر طلبہ نے عرض کر دی، حضور! آج یہ کیا ہوا کہ آپکو آدابِ حدیث شریف کا خیال نہ رہا؟ فرمایا، بات یہ تھی کہ سامنے گلی میں کچھ بچے کھیل رہے تھے جن میں ایک صاحبزادہ سادات کا تھا۔ جب وہ صاحبزادہ میرے سامنے آ جاتا، میں احترام

کیلئے کھڑا ہو جاتا تھا۔ جب وہ بچہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا تھا، میں بیٹھ جاتا تھا۔ یہ اٹھنا بیٹھنا اس سیدزادے کی تعظیم کیلئے تھا۔

وہ امام صفا.....! آپ نے تو عقیدت و محبت کا حق ادا فرمایا۔ آپ کا یہ عمل قیامت تک کے راہِ حق کے متلاشیوں کیلئے مشعلِ راہ بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار علیہم السلام کا صدقہ آپ کے درجات میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ [آمین]

### استغاثہ بخضور سیدہ کائنات علیہا السلام

مردِ درویش، صوفی باصفا جنابِ قدرت اللہ شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ”شہاب نامہ“ کے صفحہ نمبر 1180 پر رقمطراز ہیں کہ

**قارئین کرام**..... واقعہ تحریر کرنے سے پہلے میں اسکی وضاحت کر دوں کہ شاید میرے

کسی قاری کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ قدرت اللہ شہاب تو بڑے بڑے بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رہے ہیں، ایسے بندے کو صوفی اور مردِ درویش کیسے لکھ دیا؟ اسکے جواب میں عرض ہے کہ صوفی اور درویش بننے کیلئے کسی خاص لباس یا وضعِ قطع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو اقتدار کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر دل سے درویش ہو، اسکی درویشی زیادہ قابلِ رشک ہوتی ہے۔ پیٹ میں بھوک ہو، تن پر کپڑا نہ ہو، لوگوں میں عزیز نہ ہو تو پھر تو خدا ہی یاد آئے گا ناں.....! لیکن دولت کی ریل پیل ہو عوام الناس اسکی ملاقات کو باعثِ فخر سمجھتے ہوں، نوکر اور خدام ہمہ وقت دست بستہ کھڑے ہوں، تمام آسائشیں موجود ہوں پھر بھی بندہ راہِ خدا کا متلاشی ہو، دل میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمعِ فروزاں ہو، اس سے بڑھ کر اور خدا کا کرم کیا ہو سکتا ہے۔



آپکے ایمان کی تازگی کیلئے جناب قدرت اللہ شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضریٰ مدینہ طیبہ کی کیفیت کی طرف اشارہ کردوں۔ آپ تحریر کرتے ہیں۔

جب میں مدینہ شریف کی حدود میں داخل ہوا تو دل نے گوارا نہ کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس مقدس دھرتی پر جوتے پہن کر چلوں۔ جب جوتے اتارے تو گرمی کی شدت کی وجہ سے پتھر اور خاکِ مدینہ طیبہ آگ کا منظر پیش کر رہے تھے۔ جب پتی زمین سے پاؤں جھلے تو میں نے بے ساختہ پھر جوتے پہن لیے۔ اب مجھے اور شرمندگی ہوئی کہ میں نے جو دل سے وعدہ کیا تھا کہ جوتے نہیں پہنوں گا، اسکو توڑ دیا ہے۔ پھر خیال آیا کہ اگر یہ جوتے میرے پاس نہ ہوتے تو پھر میں کیسے پہنتا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے اپنے جوتے اتار کر دُور جھاڑیوں میں پھینک دیے۔ نفس کو مخاطب کر کے کہا، اب بتاؤ کیا پہنوں گے؟

پھر سوچا کہ میری یہ نگاہیں آنکھیں جو دُنیا کی رنگینوں میں مست رہیں، کیا کیا دُنیاوی تماشے دیکھتی رہی ہیں۔ یہ گناہگار آنکھیں اس قابل کیسے بنیں گی کہ دربارِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر سکیں۔ اسی سوچ و بچار میں ایک نسخہ میرے ذہن میں آیا کہ خاکِ مدینہ شریف سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے جو میری آنکھوں کو پاک کر دے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اپنی آنکھوں میں ڈال دی۔ ظاہر ہے اس مٹی میں کچھ چھوٹے کنکر بھی تھے جن سے وقتی طور پر میری آنکھوں کو تکلیف بھی ہوئی، کھل بھی نہیں سکتی تھیں۔ میں نے آنکھیں مل مل کر خوب صاف کیں، کافی پانی نکلا۔ آنکھیں سوچ گئیں۔ بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، مولا کریم! میرے نزدیک اس سے زیادہ قیمتی اور کوئی چیز نہ تھی جن سے آنکھوں کی صفائی کر کے زیارتِ روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قابل بناتا۔

**قارئین کرام**..... اب فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ جو ننگے پاؤں مدینہ طیبہ میں پتی

زمین پر چلے، جو مدینہ شریف کی مٹی کو اپنی آنکھوں میں ڈال کر صفائی کرے، وہ بندہ مرد درویش، صوفی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یا نہیں؟ فیصلہ آپ فرمالینا۔ میں نے صرف نمونے کے طور پر اس شخصیت کی عقیدت کی ایک جھلک دکھائی ہے۔

اب آتے ہیں اصل واقعہ کی طرف!.....! آپ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں

پاکستان کے دور دراز علاقے میں گیا ہوا تھا۔ نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے گاؤں کی ایک بوسیدہ سی مسجد میں گیا۔ ایک مولوی صاحب اردو میں طویل خطبہ دے رہے تھے۔ انکا خطبہ گزرے ہوئے زمانوں کی عجیب و غریب داستانوں سے اٹا اٹ بھرا ہوا تھا۔ کسی کہانی پر ہنسنے کو جی چاہتا تھا، کسی پر حیرت ہوتی تھی لیکن انہوں نے ایک داستان کچھ ایسے انداز سے سنائی کہ تھوڑی سی رقت طاری کر کے سیدھی میرے دل میں اتر گئی۔

یہ قصہ ایک مقدس باپ اور عظیم بیٹی کی باہمی محبت و احترام کا تھا۔ باپ سید دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیٹی سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا تھیں۔ مولوی صاحب بتا رہے تھے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کوئی درخواست یا فرمائش منظور نہ فرماتے تو بڑے بڑے برگزیدہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت بی بی فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر انکی منت کرتے تھے کہ وہ انکی درخواست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں لے جائیں اور اسے منظور کروالائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں اپنی بیٹی کا اتنا پیار اور احترام تھا کہ اکثر اوقات جب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا ایسی کوئی درخواست یا فرمائش لے کر حاضر خدمت ہوتیں تھیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش دلی سے



اسے منظور فرما لیتے تھے۔

اس واقعہ کو قبول کرنے کیلئے میرا دل بے اختیار آمادہ ہو گیا [کیونکہ ایک صوفی کا دل تھا۔ اگر مولوی صاحب کا دل ہوتا تو روایات و اسناد کی وادیوں میں کھو کر بھٹک جاتا]۔ جمعہ کی نماز کے بعد میں اس بوسیدہ سی مسجد میں بیٹھ کر نوافل پڑھتا رہا۔ نوافل میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے ایصالِ ثواب کی نیت سے پڑھے۔ پھر میں نے پوری یکسوئی کے ساتھ رو رو کر، گڑ گڑا کر اللہ رب العزت کے حضور دُعا مانگی کہ اے اللہ رب العزت! مجھے نہیں معلوم یہ روایت درست ہے یا نہیں لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تیرے محبوب آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں اپنی صاحبزادی خاتون جنت سلام اللہ تعالیٰ علیہا کیلئے اس سے بھی زیادہ محبت اور عزت کا جذبہ موجزن ہوگا، اے اللہ تعالیٰ! میری یہ آواز حضرت بی بی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا تک پہنچا دیں اور انہیں اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہ میری ایک درخواست اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کر کے منظور کروالیں۔ درخواست یہ ہے کہ میں راہِ خدا کا متلاشی ہوں، سیدھے سادھے مروجہ راستوں پر چلنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اگر سلسلہ اویسیہ واقعی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے تو باذن اللہ تعالیٰ مجھے اس سلسلہ سے استفادہ کرنے کی ترکیب اور توفیق عطا فرمائی جائے۔

اس بات کا ذکر میں نے اپنے گھر میں یا باہر کسی سے نہ کیا۔ چھ سات ہفتے گزر گئے اور میں اس واقعہ کو بھول گیا پھر اچانک سات سمندر پار کی میری ایک جرمن بھابھی کا ایک عجیب خط موصول ہوا۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں اور نہایت اعلیٰ درجہ کی پابند صوم و صلوة خاتون تھیں، انہوں نے لکھا تھا

The other night I had the good fortune to see Hazrat Fatima (سلام اللہ تعالیٰ علیہا) daughter of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) in my dream. She talked to me most graciously and said, tell your brother in law Qudrat ullah Sahab that I have submitted his request to my exalted father who has very kindly accepted it.

**ترجمہ :** اگلی رات خوش قسمتی سے حضرت فاطمہ الزہراء علیہا سلام کو خواب میں دیکھا، انہوں نے میرے ساتھ نہایت ہی شفقت و مہربانی سے باتیں کیں اور فرمایا، اپنے دیور قدرت اللہ شہاب [رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ] کو بتادو کہ میں نے اسکی درخواست اپنے برگزیدہ والد گرامی جناب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دی تھی۔ انہوں نے ازراہ کرم اسے منظور فرمالیا ہے

یہ خط پڑھتے ہی میرے ہوش و حواس پر خوشی اور حیرت کی دیوانگی سی طاری ہوگئی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ میرے قدم زمین پر نہیں پڑ رہے بلکہ ہوا میں چل رہے ہیں۔ یہ تصور کہ اس برگزیدہ محفل میں ان مقدس والد اور بیٹی کے درمیان میرا ذکر ہوا۔ میرے روئیں پر ایک تیز و تند نشے کی طرح چھا جاتا تھا۔ کیسا عظیم والد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور کیسی عظیم بیٹی سلام اللہ تعالیٰ علیہا، دو تین دن میں کمرے میں بند ہو کر دیوانوں کی طرح اس مصرعہ کی مجسم صورت بنا بیٹھا رہا۔

مجھ سے بہتر ذکر میرا ہے کہ اس محفل میں ہے

اسکے بعد بزرگوں کا خوابوں میں ملنا حضرت خواجہ قطب الدین بختیا کا کی رحمۃ



اللہ تعالیٰ علیہ کا خواب میں تشریف لا کر فرمانا کہ جس بڑی بارگاہ سے تمہاری منظوری ہوئی ہے، ہم سب کا وہاں سر تسلیم خم ہے۔ خیر سارا شہاب نامہ آپ کو سنانا مقصود نہیں صرف یہ نکتہ ذہن نشین کر لیں کہ جو درخواست گزارش عرض بوسیہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجی جاتی ہے، وہ قبولیت کے زیور سے آراستہ ہوتی ہے۔

کہاں وہ کسی دُور دراز علاقے کے گاؤں کی بوسیدہ سی مسجد، کہاں قدرت اللہ شہاب کے آنسوؤں، نوافل کا ایصال اور پھر حضرت بی بی فاطمہ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا شفقت فرمانا۔

خواب میں تشریف لا کر یہ اظہار فرمایا کہ ہم بے خبر نہیں ہیں، کوئی سچے دل سے ہمیں یاد کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم ہر جگہ آ جاسکتے ہیں۔ جن کے سر پر جنتی خواتین کی سرداری کا تاج رکھا گیا ہے، وہ اپنے خادموں اور غلاموں سے کیسے بے خبر ہو سکتی ہیں۔ ہمارے جھولی پھیلانے میں دیر ہو سکتی ہے، التجاء میں دیر ہو سکتی ہے لیکن اس بارگاہ سے خیرات آنے میں دیر نہیں ہو سکتی۔ اللہ رب العزت ہم سب پر اپنے فضل کا سائبان قائم رکھیں۔ [آمین]

### حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت

مفکر پاکستان، قلندر لاہوری، حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عاشق صادق اور مداح اہل بیت اطہار علیہم السلام تھے۔ آپ کے کلام سے کچھ اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ رب العزت آپ کے مزار پر انوار پر بے حد و شمار رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائیں۔ آپ کو قرب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جگہ نصیب ہو۔ [آمین]

بارگاہِ سیدہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا میں عرض گزار ہیں

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز ..... از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز  
نور چشم رحمۃ للعالمین ..... آں امام اولین و آخرین  
آں کہ جاں در پیکر گیتی دمید ..... روزگار تازہ امین آفرید  
بانوے آں تاجدار ”ہل اتی“ ..... مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا  
پادشاہ و گلبدن ایوان او ..... یک حسام و یک زرہ سامان او

**تشریح :** ”حضرت مریم علیہا السلام کو ایک نسبت حاصل ہونے کی وجہ سے  
یعنی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں، یہ مقام و مرتبہ حاصل ہے لیکن  
حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام تین اعلیٰ نسبتوں کی وجہ سے عزیز و افضل  
ہیں۔ پہلی نسبت یہ کہ آپ رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورِ نظر و جگر  
گوشہ ہیں جو اولین اور متاخرین کے امام ہیں۔ ان کی وجہ سے دُنیا کے جسم میں  
جان پھونکی گئی اور ایک ایسا دور و زمانہ معرض وجود میں آیا جس کے قوانین و  
قاعدے نئے تھے۔“

”دوسری نسبت یہ ہے کہ آپ ”ہل اتی“ کے تاجدار کی زوجہ محترمہ ہیں۔  
آپ کے شوہر نامدار خدا کے شیر اور مشکلیں آسان کرنے والے ہیں۔ آپ بادشاہ  
تھے لیکن ایک تنگ و تاریک حجرہ گویا محل تھا۔ ایک تلوار اور ایک زرہ آپ کا کل  
سامان تھا۔“

تیسری نسبت سیدہ خاتونِ جنت کی یہ ہے۔

مادر آں مرکز پر کارِ عشق ..... مادر آں کارواں سالارِ عشق  
آں کے شمعِ شبستانِ حرم ..... حافظِ جمعیتِ خیرِ الامم



تانشید آتش پرکار و کیں ..... پشت پا زو برسر تاج و نگیں  
واں دگر مولائے ابرار جہاں ..... قوت بازوے احرار جہاں

**تشریح :** ”تیسری نسبت یہ ہے کہ آپ ان دو عظیم المرتبت شخصیتوں کی والدہ محترمہ ہیں جن میں سے ایک عشق حق کی پرکار کے مرکز بنے اور دوسری شخصیت کو عشق حق کے قافلہ کی سالاری نصیب ہوئی۔ پہلے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تھے جو حرم پاک کی شمع تھے۔ انہوں نے بہترین اُمت کی جمعیت محفوظ رکھی اس لئے حکمرانی کو ٹھوکر ماردی کہ جنگ و عداوت کی جو آگ بھڑک اٹھی تھی، وہ بجھ جائے۔ دوسرے حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں جو دنیا بھر کے نیکوں، متقیوں اور پرہیزگاروں کے آقا اور تمام جہاں کے حریت پسندوں کے لیے قوت بازو تھے۔“

در نوائے زندگی سوز از حسین .. اہل حق حریت آموز از حسین  
سیرت فرزند ہا از اُمہات .. جوہر صدق و صفا از اُمہات سلام اللہ علیہا  
مزرع تسلیم رار حاصل بتول .. مادران را اسوہ کامل بتول  
بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت .. بایہودے چادر خود را فروخت  
نوری وہم آتشی فرمانبرش .. گم رضائش در رضاے شوہرش

**تشریح :** ”زندگی کے نغمے میں سوز صرف امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے پیدا ہوا اور اہل حق نے آپ علیہ السلام ہی سے آزادی کا سبق حاصل کیا۔ بیٹوں کی سیرتیں ماؤں کی آغوش میں تیار ہوتی ہیں۔ حضرت انسانی میں جو سچائی و پاکیزگی کے جوہر ہیں، وہ ماؤں کی پاکیزہ تربیت سے ہی چمکتے ہیں۔ تسلیم و رضا کی کھیتی کا حاصل حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا تھیں اور آپ سیدہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا مسلمان ماؤں کے لیے اسوۂ کامل بن

گئیں۔ ایک سائل نادار کے لیے سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا دل اس طرح جلا یعنی آپ متاثر ہوئیں کہ اس کی امداد کے لیے اپنی چادر انور ایک یہودی کو فروخت کر دی۔ نوری اور ناری فرشتے اور جن آپ کے تابع فرماں تھے۔ اپنے شوہر نامدار کی تابعداری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی مرضی شوہر کی مرضی میں گم کر دی تھی۔ آپ کی ذات تسلیم و رضا کا پیکر تھی۔

آں ادب پروردہ صبر و رضا .. آسیا گردان و لب قرآں سرا  
گریہ ہائے او زبالیں بے نیاز .. گوہر افشان دے بداناں نماز  
اشک او بر چید جبریل از زمیں .. ہچو شبنم ریخت بر عرش بریں  
رشتہ آمین حق رنجیر پا است .. پاس فرمان جناب مصطفیٰ ﷺ است  
ورنہ گرد تر بتش گردید مے .. سجدہ ہا برخاک او پاشید مے

**تشریح:** ”آپ سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا نے صبر و رضا کی ادب گاہ میں تربیت پائی تھی۔ آپ کے صبر و رضا کی کیفیت یہ تھی کہ آپ چکی پیستے ہوئے بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتی تھیں۔ آپ کے مبارک آنسوؤں کبھی تکیے پر نہ گرے بلکہ جب نماز کیلئے کھڑی ہوتیں تو آپ کے آنسوؤں موتیوں کی طرح رواں ہو جاتے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کے مقدس آنسوؤں کو زمین سے اٹھالے جاتے اور شبنم کے قطروں کی طرح عرش بریں پر ڈال دیتے۔ اللہ رب العزت کے قانون کی ڈوری نے میرے پاؤں باندھ رکھے ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ ذیشان مجھے روکے ہوئے ہیں ورنہ میں سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی قبر انور کا دیوانہ وار طواف کرتا اور آپ کی مرقد انور کی مٹی پر محبت و عقیدت کے سجدے کرتا۔“

سبحان اللہ.....! کیسی عقیدت و محبت ہے خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ



وسلم سے۔ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں

۔ زندہ حق از قوت شبیری است ..... باطل آخرداغ حسرت میری است  
چوں خلافت رشتہ از قرآن کینت ..... حریت را زہر اندر کام ریخت  
خاست آن سر جلوہ خیرالامم ..... چوں سحاب قبلہ باران در قدم  
برزین کربلا با رید و رفت ..... لالہ در ویرانہ ہا کا رید و رفت  
**تشریح:** ”کہ حق قوت شبیری سے زندہ رہتا ہے اور باطل آخر حسرت کی  
موت کا داغ بن جاتا ہے۔ جب خلافت نے قرآن مجید سے رشتہ توڑ لیا،  
آزادی و حریت کے حلق میں زہر ڈال دیا گیا، یہ حالت و کیفیت دیکھ کر سب سے  
بہتر امت کا وہ نمایاں ترین جلوہ بول اٹھا جیسے قبلہ کی طرف سے گھنگھور گھٹا اٹھتی  
ہے اور اٹھتے ہی جل تھل کر دیتی ہے۔ یہ گھنگھور گھٹا کربلا کی زمین پر برسی اور  
چھٹ گئی۔ ویرانوں کو لالہ زار بنا دیا اور چل دی۔“

۔ تا قیامت قطع استبداد کرد ..... موج خون او چن ایجاد کرد  
بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است ..... پس بنائے لا الہ گردیدہ است  
مدعایش سلطنت بودے اگر ..... خود نکردے با چنین سامان سفر  
دشمنان چوں ریگ صحرا لاتعد ..... دوستاں او بہ یزداں ہم عدد  
بر ابراہیم و اسماعیل بود ..... یعنی آں اجمال را تفصیل بود  
عزم او چوں کوہساراں استوار ..... پائدار و تند سیر و کامگار  
**تشریح:** ”امام عالی مقام علیہ السلام نے قیامت تک کیلئے ظلم و جبر و مطلق  
الغنائی کی جڑ کاٹ دی۔ آپکے خون نے حریت کا گلستاں آباد کر دیا۔ امام عالی  
مقام علیہ السلام حق کی خاطر خاک اور خون میں تڑپے، اسلئے کلمہ توحید کی بنیاد بن  
گئے۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے یہ جنگ صرف اسلئے کی کہ خلافت ان

اصولوں پر قائم ہو جو خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں۔ اگر امام پاک علیہ السلام حکومت و سلطنت کے خواہش مند ہوتے تو اتنے تھوڑے آدمیوں اور معمولی ساز و سامان کے ہمراہ مکہ معظمہ سے کوفہ کی جانب کیوں تشریف لے جاتے۔ آپ علیہ السلام کے دشمن صحرا کی ریت کے ذروں کی طرح بے شمار تھے۔ آپ علیہ السلام کے محبین و مخلصین کی تعداد اتنی تھی جتنی یزداں کے اعداد کی ہے [ابجد کے مطابق یزداں کے اعداد کی تعداد بہتر (72) ہوتی ہے]۔ کربلا معلیٰ میں آپ کے ساتھیوں کی تعداد اتنی ہی تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علی نبینا علیہما السلام کی قربانی کا راز تھے۔ وہ قربانی اجمال کی حیثیت رکھتی جسکی تفصیل امام پاک علیہ السلام نے پیش کر دی۔ امام عالی مقام علیہ السلام کا عزم و حوصلہ پہاڑوں سے بھی زیادہ پختہ پائیدار اور کامیاب تھا۔

تبغ بہر عزت دین است و بس ..... مقصد او حفظ آئین است و بس  
ما سوا اللہ را مسلماں بندہ نیست ..... پیش فرعونے سرش افگندہ نیست  
خون او تفسیر این اسرار کرد ..... ملت خوابیدہ را بیدار کرد  
تبغ لا چوں از میاں بیروں کشید ..... از رگ ارباب باطل خون کشید  
نقش الا اللہ بر صحرانوش ..... سطر عنوان نجات مانوش

**تشریح:** ”تلوار صرف دین عزت کے واسطے بے نیام ہو سکتی ہے۔ اسکا مقصد صرف شریعت کی حفاظت ہوتا ہے، ذاتی غرض کیلئے تلوار نہیں اٹھائی جاسکتی اور واضح ہو کہ مسلمان خدا تعالیٰ کے سوا کسی کا غلام نہیں ہو سکتا اور اسکا سر کسی فرعون کے آگے نہیں جھک سکتا۔ امام حسین علیہ السلام کے خون نے دین حقہ کا یہ راز کھول کر بیان کر دیا اور سوئی ہوئی ملت کو جگا دیا۔ ساری ملت اس حق سے



غافل نہیں۔ امام پاک علیہ السلام نے ملت کی غفلت دُور کر دی۔ آپ علیہ السلام نے ”لا“ کی تلوار میان سے نکال کر صاحبانِ باطل کی رگوں سے خون نکال دیا۔ آپ علیہ السلام نے نقش ”إِلَّا اللّٰہ“ صحرا کے سینے پر کندہ کر دیا۔ اس نقش ہماری نجات کے عنوان کی سطر لکھ دی۔

ۛ رمزِ قرآن از حسینؑ آموختیم ..... ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم  
شوکِ شام و فرِ بغداد رفت ..... سطوتِ غرناطہ ہم از یاد رفت  
تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز ..... تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز  
اے صبا! اے پیکِ دُورِ افتادگان! ..... آشکِ ما بر خاکِ پاکِ او رساں  
**تشریح:** ”ہم نے قرآن مجید کی زمر و سمجھا امام حسین علیہ السلام سے سیکھی ہے۔

عشاق آپ علیہ السلام کی روشن کی ہوئی عشق کی آگ سے شعلے جمع کرتے رہے ہیں۔ شام کی شوکت [یعنی بنو امیہ] ختم ہو گئی۔ بغداد کا کروفر رخصت ہو گیا۔ غرناطہ کی شان و دربدہ کسی کو یاد بھی نہ رہا۔ اسکے مقابلے میں امام عالی مقام علیہ السلام صرف ہمارے سائے دیں کے تار آب تک چھیڑ رہی ہے جن سے توحید رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نغمے نکل رہے ہیں۔ انکے نعرہ بکبیر سے آب تک ہمارے ایمان تازہ ہوتے ہیں۔ اے ہوا! اے دُور افتاد لوگوں کی قاصد! ہمارے آنسوؤں کا تحفہ امام حسین علیہ السلام کے مزار پاک کی خاک مقدس تک پہنچا دے۔“

عشق را آرام جہاں حریت است ..... ناقہ اش را سارباں حریت است  
آں شنیدستی کہ ہنگام بزد ..... عشق با عقل ہوس پرور چہ کرد  
آں امام عاشقاں پور بتول ..... سرو آزادے زبستانِ رسول  
اللہ اللہ باے بسم اللہ پدر ..... معنی ذبح عظیم آمد پدر

**تشریح :** ”عشق کے لیے حریت (آزادی) آرام و سکون کا باعث ہے، اس کے ناقہ (اونٹنی) کا ساربان (اونٹنی کو ہانکنے والا) حریت ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ لڑائی کے وقت عشق نے ہوس ہوا سے پُر عقل سے کیا سلوک کیا؟ (لڑائی سے مراد کربلا کی جنگ عشق کے تاجدار امام عالی مقام علیہ السلام اور عقل و ہوس سے مراد یزید لعین اور اس کے ساتھی)۔ وہ عاشقوں کے امام اور پیشوا سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے فرزند ولید جن کو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ مقدس میں ”سرو آزاد“ کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ علیہ السلام کے والد حضرت علی شیر خدا علیہ السلام جو بسم اللہ کی ”ب“ ہیں۔ (حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں بائے بسم اللہ کا نقطہ ہوں) اور خود امام حسین علیہ السلام قرآن مجید کی آیت ”وَقَدْ نَبَّهْ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ“ کی تفسیر و تشریح بن گئے۔“

بہر آں شہزادہ خیر الملل ..... دوش ختم المرسلین نعم الجمل  
سرخ رو عشق غیور از خون او ..... شوخی این مصرع از مضمون او  
در میان اُمّت آں کیواں جناب ..... ہجو حرفِ قُلْ هُوَ اللّٰہ در کتاب  
موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید ..... این دو قوت از حیات آید پدید

**تشریح :** ”سب سے بہتر اُمّت یعنی ملتِ اسلامیہ کے اس شہزادے یعنی امام حسین علیہ السلام کی یہ شان تھی کہ تمام رسولوں کے خاتم محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوش مبارک [کاندھا] انکی سواری قرار پایا۔ امام عالی مقام علیہ السلام کے خون مقدس سے عشق غیور سرخ رُو ہوا۔ انہیں کے مضمون سے اس مصرع میں شوخی پیدا ہوئی یعنی امام علیہ السلام نے انتہائی ناسازگار حالات میں حق کی سر بلندی کی خاطر بخوشی شہادت قبول کر لی۔ عشق کو غیور اسلئے کہا کہ وہ باطل کے مقابلے میں دُنيا یا پسپا ہونا کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ دوسرے مصرع کا



مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم عشق غیور کا ایک مصرع فرض کر لیں تو اس میں شوخی اور سجاوٹ امام عالی مقام علیہ السلام کے مضمون کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اُمت میں امام حسین علیہ السلام کا رتبہ آسمان جیسا بلند تھا۔ آپ کی حیثیت اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ویسی ہے جو سورۃ اخلاص کو قرآن مجید میں حاصل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون لعین، حضرت شبیر علیہ السلام اور یزید لعین، یہ دو قوتیں ہیں جو زندگی سے ظاہر ہوئیں۔ ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شبیر علیہ السلام حق کے علمبردار تھے فرعون و یزید باطل کے سرغنہ تھے۔ یہ دو قوتیں شروع سے چلی آرہی ہیں۔

**قارئین کرم**..... اگر آپ غور سے، فکر و توجہ سے حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کو پڑھیں گے تو آپ کا ایمان و عشق تازہ ہو جائے گا۔ عشق کا ایک بحر تھا جو اس مردِ قلندر کے سینے میں بند تھا۔ اللہ رب العزت اس مردِ قلندر کے مزار پر انوار پر اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا صدقہ رحمتوں کا نزول فرمائیں۔ [آمین]

### شہادت حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کہانی

حضرت امام الحافظ محدث ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 303ھ۔ آپ کی کتاب سنن نسائی شریف حدیث مبارکہ کی معروف چھ معتبر کتابوں صحاح ستہ میں شامل ہے۔ آپ نے حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شان میں احادیث کو جمع کر ”خصائص حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم“ کی تصنیف کی جس سے خارجیوں اور بنو امیہ کے نمک خواروں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ آپ دمشق میں شانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام میں احادیث مبارکہ کو عام کو سنار ہے

تھے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اب آپ فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنائیں۔  
 آپ نے فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کتاب کیوں نہیں لکھی جسکے جواب میں  
 آپ نے ارشاد فرمایا، میں کیا لکھتا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، [اللّٰهُمَّ لَا  
 أَشْبَعَ بَطْنَهُ] ”اے اللہ تعالیٰ! اسکا پیٹ نہ بھرنا“۔

حضرت حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں  
 حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دمشق تشریف لے گئے تو اہل دمشق  
 نے ان سے مطالبہ کیا کہ انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں کچھ  
 احادیث مبارکہ پیش کریں، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا  
 ”أَمَّا يَكْفِينِي معاوية (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) أَن يَذْهَبَ  
 رَأْسًا بِرَأْسِ حَتَّى تُرَوَّى لَهُ، فَضَائِلُ“۔  
**ترجمہ:** ”کیا (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کافی نہیں کہ وہ برابر برابر  
 چلے جائیں چہ جائیکہ انکے فضائل مروی ہوں“۔

اس پر انہوں نے آپ کے حصّین میں مارنا شروع کیا اور مارتے مارتے مسجد سے  
 باہر نکال دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے مکہ المکرمہ پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ اسی سال آپ مقتول  
 شہید ہوئے۔ [البدایہ والنہایہ، ج 12 / خصائص حضرت علی علیہ السلام صفحہ 20]

اُن ضربوں کی وجہ سے آپ نے 303ھ میں وفات فرمائی۔ آپ کی صفاء و مردہ  
 کے درمیان تدفین ہوئی۔ حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا تھا، حضرت امام  
 نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے فضائل کے ساتھ ساتھ اپنی آخری عمر میں شہادت کی  
 فضیلت حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ [البدایہ والنہایہ، جلد 12، صفحہ 11]



۔ ایس سعادت بزورِ بازو نیست ..... تانہ بخشد خدائے بخشنده  
 اُس شہیدِ محبت و عقیدت کی بارگاہِ عالی میں ہمارا سلام ہو، بہت بہت مبارکیں  
 ہوں جنہوں نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی پاک بارگاہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر  
 کے مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔ حق گوئی و بیباکی کے انٹ نقش چھوڑے جو صبح قیامت  
 تک حق کے متلاشیوں کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔

**قارئین کرام** ..... محبت و عقیدت کے بحر میں اگر بندہ غوطہ زن ہو جائے تو پھر باہر آنے  
 کو جی نہیں کرتا۔ بندہ اسی مستی و سرور میں گم رہنا چاہتا ہے لیکن خوفِ طوالت کو پیش نظر رکھتے  
 ہوئے راقم اپنے مضمون کی مہاریں دوسری طرف موڑنا چاہتا ہے۔ اللہ رب العزت سے  
 دُعا ہے کہ اے ربِّ ذوالجلال! جو کچھ عقیدت کے بے سلیقہ و بے طریقہ الفاظ کا ایک بے  
 ڈھنگ سا گلدستہ بنا کر اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مقدس بارگاہ میں پیش کیا گیا، اسکو  
 قبولیت کے زیور سے آراستہ فرمادیں۔ [آمین بحرۃ طہ و لیس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

### خواجہ چھوہروی کی التجاء کے ساتھ اختتام

غوثِ زماں، قطبِ دوراں، عاشقِ صادق حضرت خواجہ خواجگان چھوہرہ علیہ الرحمٰن  
 چھوہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے عشق میں غوطہ زن ہو کر تیس پاروں کی شکل میں درود شریف مرتب کیا جسکا نام [مجموعہ  
 صلوات الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)] رکھا جو پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جسکا اردو  
 ترجمہ شیخ الحدیث، عالم باعمل حضرت علامہ مفتی محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی نے کیا ہے۔  
 ”مجموعہ صلوات الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کے پارہ 25، جلد 5 کے صفحہ نمبر 33 پر خواجہ  
 خواجگان یہ دُعا نقل فرماتے ہیں

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْتَ الْمُحْمَدُ  
وَبِحَقِّ عَلِیٍّ وَّ اَنْتَ الْاَعْلٰی وَّبِحَقِّ فَاطِمَةَ وَّ اَنْتَ فَاطِرُ  
السَّمٰوٰتِ وَّ الْاَرْضِ وَّبِحَقِّ الْحَسَنِ وَّ اَنْتَ الْمُحْسِنِ  
وَالْحُسَيْنِ وَّ اَنْتَ قَدِیْمُ الْاِحْسَانِ وَّبِحَقِّ تِسْعَةِ  
الْمَعْصُوْمِیْنَ مِنْ ذُرِّیَةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اسْتَجِبْ  
دُعَاۡنَا وَاَقْضِ حَاجَاتِنَا بِحُرْمَتِ جَمِیْعِ الْمَعْصُوْمِیْنَ  
وَالْمَظْلُوْمِیْنَ الْمَكْرُوْبِیْنَ كَرْبَلَاءِ الْمُعْلٰی یَا عَلٰی  
الْمَعَالِی“

**ترجمہ:** اے اللہ تعالیٰ!..... میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بطفیل حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور تو ہی محمود ہے اور بطفیل حضرت علی علیہ السلام کے  
اور تو ہی بلند تر شان والا ہے اور بطفیل حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے اور  
تو ہی پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا اور بطفیل حضرت حسن علیہ السلام  
کے اور تو ہی محسن ہے اور بطفیل حضرت حسین علیہ السلام کے اور تو قدیم احسان  
والا ہے اور بطفیل نو [9] معصومین کے جو حسین کریمین علیہم السلام کی اولاد سے  
ہیں۔ قبول فرما ہماری دعا کو اور پورا فرما ہماری حاجات کو بطفیل عزت تمام  
معصومین اور مظلومین کے۔ پرسیان حالان کر بلا معلیٰ کے اے بلند مراتب  
والے۔

[آمین بحرمة سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدالحسن والحسین علیہما السلام]

عام استفادہ کیلئے خواجہ چھوہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک اور مناجات نقل کی

[جلد 5، پارہ 25]

جاتی ہے۔



”اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَصْحَابِ الْكِبْرِ وَالسَّحْرِ  
وَالْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ  
مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ وَمِنَ الْبَلَاءِ وَالْآفَةِ وَالْآهَةِ  
وَاغْتَصَمْتُ بِكَ يَا اللَّهُ! وَاعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ  
وَالْإِنْسِ وَالْأَهْوَمِّ وَالشَّيَاطِينِ وَالْجُنُودِ وَالْإِتْبَاعِ مِنْ  
آفَةِ وَعَاةٍ بِحَقِّ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ مِنْ آدَمَ إِلَى  
حَضْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبِحَقِّ أَبِي  
بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعُمَرَ بْنِ  
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعُثْمَانَ بْنِ الْعَفَّانِ رَضِيَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ  
سَيِّدِنَا أَبِي مُحَمَّدٍ النَّجَّاسِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبِي  
عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ  
الزَّهْرَاءِ وَاثْنَا عَشَرَ إِمَامًا وَأَرْبَعَ عَشْرَ مَعْصُومًا صَلَوَةُ  
اللَّهِ وَسَلَامُهُ وَرِضْوَانُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ط وَبِحَقِّ سَيِّدِنَا  
أَبِي مُحَمَّدٍ مَحْيِي الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ وَبِحَقِّ كَهْجِجِ مَهْجِجِ كَهْجِجِ جَوْجُوحِ  
مَرْخُوجِ مَرْمُخُوجِ مَهْمُجُوجِ وَبِحَقِّ الْخِ الْخِ رَجْدِ  
هَيْمُوجِ مَخُوجِ طَفْعَاجِ أَرْزِ انْحَاسِ وَبِحَقِّ دَانِيَالِ  
وَبِحَقِّ أَيَّخِ أَيَّخِ وَآرَشِ وَآرَشِ وَنُورَشِ وَنُورَشِ وَبِحَقِّ  
إِهْيَا أَشْرَاهِيَا يَاهِي أَشْرَاهِي أَصْبَاغُوثِ تَوَكَّلْتُ عَلَى  
الْحَيِّ الَّذِي لَا بَدَايَةَ لَهُ، وَلَا نِهَايَةَ لَهُ، اسْتَجِبْ دُعَائِي

يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ اغْثِنِي مِنْ كُلِّ غَيْبٍ وَغَرَبٍ  
وَوَغْرَاثٍ يَا غِيَاثَ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى  
اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَبِيْلَ اللّٰهِ -

**ترجمہ :** ”اے اللہ رب العزت! ہم تیری پناہ طلب کرتے ہیں متکبروں اور  
جاوگروں سے اور وسوسے ڈالنے والے شیطان سے جو وسوسے ڈالتا ہے  
انسانوں کے دلوں میں خواہ جنوں سے ہو یا انسانوں سے اور پناہ طلب کرتے  
ہیں بلاؤں و آفات اور عیوب سے اور میں نے تحفظ حاصل کیا ساتھ تیرے اے  
اللہ جل شہاء۔ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جن و انس کے شر سے اور شیاطین  
اور انکے لشکروں اور قبحین کے شر سے یعنی ہر آفت اور عیب سے بطفیل تمام انبیاء و  
مرسلین علیہم السلام کے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم تک و بطفیل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت  
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور  
حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور سید ابو محمد حسن علیہ السلام اور ابو عبد اللہ  
حسین علیہ السلام اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور بارہ  
[12] امامان روحانیت اور ولایت کے اور چودہ [14] معصومین کے۔ اللہ جل  
جلالہ کی رحمتیں اور سلامتی اور رضامندی ہو ان تمام کیلئے اور بطفیل حضرت سید ابو  
محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور بطفیل حق و حرمت بیچ،  
مہیج، کیکج، جوجوع، مروخ، مرخوج، مھجوع بطفیل حق و حرمت انخ زجد  
ہیموع مخوج طفعاج ازرا انحاس اور بطفیل حق و انبال اور بطفیل حق و حرمت انخ  
انخ وارش وارش وورش وورش وورش بطفیل حق و حرمت ایہا اثر ایہا ایہا اثر ایہا ایہا  
غوث میں نے بھروسہ کیا اس ابدی ذات والے پر جسکی نہ ابتداء ہے اور نہ انتہاء۔



میری دعا کو قبول فرما اے فریادیوں کے فریاد رس، میری امداد فرما! ہم ناموافق اور بھوکے اور تمام بھوکوں سے اے بارانِ رحمت اے اللہ تعالیٰ! صلوة و سلام نازل فرما سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام و آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو محبوب تیری طرف لے جانے والا راستہ ہیں۔

[آمین بجاؤ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام]

### قارئین کرام

..... یہ کچھ معروضات راقم نے محبت و موڈت اہل بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بارگاہِ خداوندی میں دستِ بدعا ہوں کہ مالکِ عز و جل راقم حقیر کو اور میرے متعلقین و قارئین کو کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ راقم کی تحریر میں جو لغزش و خطا ہوئی، اللہ تعالیٰ بوسیله آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف فرمادیں۔ [آمین بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین]

### دوسرا گروہ

قارئین ذی وقار!..... ﴿ابتداء میں راقم نے عرض کیا تھا کہ اُمت کا ایک کثیر حصہ دین پر تو عمل کرنے کی سعی کرتا ہے لیکن محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام سے دُور ہے۔ گزشتہ اوراق میں راقم خاص طور پر اس گروہ سے مخاطب رہا۔ دوسرا گروہ وہ ہے کہ وہ محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں، انکی شان تو بیان کرتے ہیں، فضائل و مناقب کا تذکرہ بہت کرتے ہیں لیکن ان میں دو خرابیاں پیدا ہو گئیں ہیں

- 1 شریعتِ مطاہرہ کی پابندی سے لاپرواہی، فرائض و واجبات کی اہمیت سے رُوگردانی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ صرف محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام کے مدعی بن جاؤ، ”(حضرت) علی (علیہ السلام)، (حضرت) علی (علیہ السلام)“ کے نعرے لگاتے

جاؤ، صرف یہ کر لینا ہی کافی ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی حضور مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام و آپ کے صاحبزادگان علیہما السلام۔

② آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثار جانباز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بغض و عداوت رکھنا انکی بارگاہوں میں بے ادبی کرنا، یہ دوا ایسے مذموم کام نہیں جنکی وجہ سے انکا دعویٰ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے مثال عمل بھی ان کیلئے فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتا۔ آنے والے اوراق میں راقم یہ کوشش کرے گا کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توقیر و عزت پر کچھ عرض کرنے کی جسارت کروں گا۔ اگر تعصب و حسد کی عینک اُتار کر برائے حصول ہدایت کسی نے مطالعہ کیا تو انشاء اللہ فائدہ مند ہوگا۔

### ایک ضروری وضاحت

جب راقم دو گروہوں کا ذکر کرتا ہے تو اس سے یہ نہ مراد نہ لیا جائے کہ اس گروہ میں سب کے سب لوگ ایسے ہیں۔ راقم کا مقصد یہ ہرگز نہیں۔ ہر گروہ میں کچھ اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ سارے محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام سے خالی نہیں اور نہ ہی فریق ثانی کے سارے افراد دین سے دُور ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ صحیح العقیدہ اور صحیح العمل لوگ دو طرفہ موجود ہیں۔



میں بات کر رہا ہوں اکثریت کی، اقلیت کی نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی یہ سمجھ کر کہ میں نے سب کو ایک ہی لٹھی سے ہانکا ہے، ایسا نہیں ہے۔ راقم کی اس وضاحت کو مد نظر رکھ کر آگے بڑھے مطالعہ کیجئے، انشاء اللہ العزیز مستفیض اور مستفید ہوں گے۔

## دینِ متین کی اہمیت

قارئین معظمہ..... تخلیقِ انسانیت و تخلیقِ کائنات کا مقصد عظیم بزبانِ قرآن حکیم یہ تھا

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“

[الذٰرِیٰۃ 51، آیت 56]

اس ارشادِ ربّانی کا مفہوم ہے کہ ہم نے انسانوں اور جنات کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اس آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا اصل مقصد عبادتِ خداوندی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار [یا کم و بیش] انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا مقصد بھی یہی تھا کہ مخلوق خدا کو اُس خالق واحد کی بارگاہ میں سجدہ ریز کیا جائے۔ ہر بنی علیہ السلام اپنے اپنے وقت میں بھٹکی ہوئی بے راہروی کا شکار انسانیت کو دین کی حدود و قیود کا پابند بنانے میں کوشاں رہے۔ یہ سلسلہ دعوت و تبلیغ و آقا و جہاں رحمت عالمیان محبوبِ خدا تا جدارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ جس ہمت و جرأت، صبر و استقامت سے ادا کیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ طائف کے بازاروں میں پتھر کھا کے لہو لہان ہونا، حالتِ سجدہ میں اونٹ کی اوجھڑی کا رُکھے جانا، مکہ شریف کے گلی کوچوں میں کوڑا کرکٹ کا پھینکا جانا، مکہ المکرمہ جس سے آپ بہت محبت فرماتے تھے، جُدا ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں پر تشدد کیا جانا غرض یہ کہ ہر ظلم کو برداشت کرنا، شعبِ ابی طالب کی

ختیاں سہنا، یہ سب کچھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس عظیم چیز کیلئے برداشت کیا، اُس کا نام ہے، ”دین اسلام“۔

ظلم و جبر کے پہاڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹکرا کے، کفر و شرک کے مضبوط پتھروں سے آپ نبرد آزما ہوئے، اپنے جانثاروں کی جانیں قربان کر دیں، بھوک اور پیاس سے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کس کیلئے؟ اُس قیمتی و نایاب تحفے کیلئے جو مقدس تحفہ بارگاہِ خداوندی سے اُمتِ مسلمہ کیلئے عطا ہوا تھا۔ اس تحفے پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ لٹا دیا، وہ مقدس و بے مثال تحفہ ”دین اسلام“ ہی تو ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیاتِ مبارکہ [ظاہری] میں کس حد تک اسکا اکرام و اہتمام کیا، اسکا اندازہ صرف اس بات سے لگائیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری ساری رات بارگاہِ خداوندی میں قیام و وجود میں گزار دیتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک و مقدس قدمین شریفین متورّم ہو جاتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نختِ جگر سیدہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شب بیداری کا بھی عجیب عالم تھا کہ آغازِ لیل سے بارگاہِ عز و جل میں حاضر ہو جاتیں، صبح طلوع ہو جاتی تو آپ سلام اللہ علیہا کی تشنگیِ بندگی ختم نہ ہوتی۔ ایک سرد آہ بھر کے رہ جاتیں اور عرض کرتیں، مولا تیری راتیں کتنی مختصر ہیں، میں جی بھر کے تیری بارگاہ میں مناجات بھی نہ کر سکی۔

حضور مولا نے کائناتِ حضرت علی الرضی شیرِ خُدا اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی محبتِ بندگی بھی بے مثال تھی۔ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نمازِ عصر قضا ہو گئی سورج غروب ہو گیا جس پر آپکا دلِ مقدس مغموم و مضروب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی گوارہ نہ ہوا کہ علی شیرِ خُدا علیہ السلام کی ایک نماز بھی قضا ہو۔ آپ کی ادائے نماز کیلئے سورج کو با اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس پلٹنا پڑا۔



سبحان اللہ.....! قربان جائیں اُن مقدس ہستیوں کے نقوشِ قدم پر جنہوں نے

منشائے خداوندی کے مطابق حق بندگی ادا کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات والا صفات کی سیرت مبارکہ پر غور فرمائیں۔ مدینہ منورہ سے آپ علیہ السلام کو کتنی محبت تھی۔ جس شہر مقدس میں آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، جہاں آپ علیہ السلام کا بچپن، لڑکپن اور جوانی گزری، جس شہر کے گلی کوچوں میں آپ علیہ السلام نے دوشِ نبوت پر سواری کی، جس شہر کی مسجد نبوی شریف کے منبر سے محبوبِ خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ علیہ السلام کیلئے خطبے کو موخر فرمایا، جہاں آپ علیہ السلام کی خاطر سجدے کو طویل کر دیا گیا، جس شہر میں آپ علیہ السلام کے نانا جان کی آخری آرام گاہ گنبد خضرا شریف تھا، جس شہر عالی شان کے اندر آپ علیہ السلام کی والدہ مکرمہ خاتونِ جنت سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی مرقدا نور تھی، جہاں نوجوانانِ جنت کے سردار، آپ کے غم خوار، دلدار برادرِ نامدار حضرت سیدنا امام سنِ مجتبیٰ علیہ السلام آرام فرماتے، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر افرادِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے مزارات تھے، ان تمام مقدس و مکرم یادوں سے دُور جانا کتنا مشکل ہے۔ شاید ایک سطحی سوچ سے اسکا اندازہ نہ کیا جاسکے۔ اگر دل کی آنکھ سے کوئی دیکھے تو پھر احساس ہوگا کہ ان ساری نسبتوں کو خیر آباد کہہ دینا مشکل ہوتا ہے۔

ذرا پوچھئے.....! اُن زائرینِ مدینہ شریف سے جو چند ایام کیلئے بارگاہِ رحمۃ اللعالمین علیٰ

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوتے ہیں لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت و شفقت سے اتنے مانوس ہو جاتے ہیں کہ جب مدینہ شریف سے رخصت کا وقت آتا ہے تو وہ مرحلہ کتنا مشکل ہوتا ہے حالانکہ یہ صرف چند روزہ قیام کا اثر ہوتا ہے۔ اس کیفیت کو ذہن نشین کر کے پھر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے حوالے سے سوچیں گے تو اندازہ لگانے میں

آسانی ہوگی۔ ان تمام یادوں کو، نسبتوں کو جدا کر کے مدینہ شریف سے مکہ شریف تشریف لے آنا کس کی خاطر تھا؟ اپنی بیمار صاحبزادی حضرت سیدہ صفیہ سلام اللہ علیہا کے رونے، بلکنے، تڑپنے اور جدائی کو گوارا کر لیا، کس کیلئے؟ اتنا سب کچھ جس پر لٹا دیا، وہ کوئی اعلیٰ وبالا چیز تھی؟ وہ شریعت مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھی۔ پھر کربلا کے میدان میں پہنچ کر اپنے شہزادوں و جانثاروں کو ایک ایک کر کے کس پر قربان کر دیا؟ بھوک، پیاس، گرمی، مسافرت کس کی خاطر برداشت کیں؟ حضرت امام معصوم حضرت علی اصغر علیہ السلام کی معصوم قربانی، حضرت امام علی اکبر علیہ السلام کی جوانی، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی بیماری، حضرت سیدہ زینب علیہا السلام کی زاری، حضرت سیدہ سکینہ علیہا السلام کی بے تابی، یہ سب کچھ کس کیلئے تھا؟

یقیناً اسکا جواب یہی ہے، دین اسلام کی سر بلندی کیلئے۔ حضرت مولا علی، شیر خدا علیہ السلام کے شہزادے نے اپنے بابا جان کے اُس اعزاز کا دفاع کیا کہ اُنکی نماز عصر قضا نہیں ہوئی تھی اور جہاں تیروں اور تلواروں کی برسات میں بھی شہزادہ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ قضاء نہ کیا اور پھر سفر شام میں نیزے پر سوار ’سر انور‘ نے تلاوت قرآن حکیم کر کے اپنا اور اپنے خاندانِ عالی کی محبت قرآن کریم کا ایسا نمونہ پیش کیا جسکی مثال پیش کرنا ناممکن ہے۔

**قارئین کرام**..... ان تمہیدی کلمات سے جو بات احقر آپ تک پہنچانا چاہتا ہے، وہ یہ

ہے کہ محبت ہمیشہ اپنے محبوب کی اداؤں کو اپناتا ہے۔ خاندانِ رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سب کچھ دین اسلام کی پیروی و سر بلندی کے لیے لٹا دیا۔ آج اگر کوئی محبت اہل بیت رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا دعویدار ہو اور دین کی پیروی سے



لا پر وہی و کوتاہی کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں کیسے سچا ہو سکتا ہے؟ حضرت مولانا علی شیر خدا علیہ السلام کی تو ایک نماز قضا نہ ہو، حضرت امام عالی مقام علیہ السلام تو گردن بھی حالت سجدہ میں کٹائیں، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تو ہر رات کو ایک ہزار نوافل ادا کرتے ہوں، خانوادہ سادات کا عمل تو دین کی سر بلندی اور فوقیت، ہر چیز پر ہو تو وہ ایسے فرد کے دعویٰ محبت کو کیسے قبول کر سکتے ہیں جو انکے نقش قدم پر نہ چلتا ہو۔ کیا کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ روزِ محشر جب اُن مقدس ہستیوں سے سامنا ہوگا، جب اعمال تو لے جائیں گے جو محبت کے دعویدار تو ہوں گے لیکن دین سے دُور رہے ہوں گے، وہ کس طرح ان مقدس ہستیوں کا سامنا کر سکیں گے؟ ذرا اُس وقت کے منظر کو سامنے رکھ لیں تو شاید آپ کے دل کی دُنیا میں کوئی انقلاب آ جائے۔

جب اُس منظر کا خیال قلندر لاہوری حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آیا تو آپ بے ساختہ بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہو گئے

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر ..... روزِ محشر عذر ہائے من پذیر  
گر تو می بینی حسابم ناگزیر ..... از نگاہ مصطفیٰ پناہاں بگیر  
حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں کہ اے رب العزت! آپ شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں اور میں ایک بھکاری ہوں۔ آپ سے ایک بھیک مانگتا ہوں کہ قیامت کے دن میرا معذرت نامہ قبول فرمالینا۔ میرے اعمال کا دفتر نہ کھولنا اور اگر میری یہ درخواست آپ کی بارگاہ میں قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکے تو دوسری عرض ہے، اسکو ضرور قبولیت سے نوازنا کہ جب میرے اعمال نامے کا رجسٹر کھلے تو میرا حساب میرے آقا علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مبارک نگاہوں کے سامنے نہ کھلے بلکہ سرکارِ مدینہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پوشیدہ میرا حساب ہو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے

بڑے اعمال کی وجہ سے میرے نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے شرمساری ہو کہ ایسے ایسے گناہگار، سیاہ کار اُمتی ہیں آپکے۔ واہ! کیا سوچ ہے، آج اگر اُمت مسلمہ کے افراد اُس وقت قبر و حشر کو ذہن میں رکھ لیں تو یقیناً اُنکی زندگیوں میں انقلاب آ سکتا ہے۔

اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ اُس قیمتی و بے مثال تحفے کی جس کی خاطر آقا علیہ الصلوٰۃ السلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و اولیاء عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سب کچھ لٹا دیا، آپ نے حفاظت کرنی ہے یا نہیں؟

خالی زبان سے یا علی علیہ السلام یا علی علیہ السلام کا وظیفہ کر لینا ہی کافی نہیں ہے، غم حسین علیہ السلام کے چند دن منا کر سال بھر بھول جانا قبول نہیں ہے، پکا و سچا حیدری اور حسینی وہ ہو سکتا ہے جو سراپا دین دار بن جائے۔ جس راہ کی خاطر انہوں نے سب کچھ لٹا دیا، اُس راہ ہدایت پر گامزن ہو جائے۔

خشیت الہی، ذوق بندگی دین کی پابندی کے حوالے سے چند معروضات حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و حضرات اہل بیت اطہار علیہم السلام و صالحین اُمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات سے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو سکے کہ اتنے بڑے بڑے اعلیٰ مقامات پر فائز ہونے کے باوجود اُن شخصیات کی خشیت الہی کا کیا عالم تھا، اُنکی بندگی کی کیا کیفیت تھی۔ آج ہم کس مقام پر کھڑے ہیں، قبر و حشر سے کس طرح بے فکر ہو گئے ہیں؟ [استغفر اللہ]



### حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یارِ غار اور یارِ مزار ہونے کا شرف حاصل ہے اور جنگِ بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانِ ذیشان کہ جتنا مجھے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مال سے نفع ہوا ہے، اتنا کسی اور کے مال و دولت سے نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خشوع و خضوع کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ نماز پڑھتے تو لکڑی کی طرح رہتے۔ آپ کے بدن مبارک پر خشیتِ الہی کا غلبہ ہوتا، آپ ہمیشہ گرمی کے دنوں میں روزہ رکھتے۔ خشیتِ الہی کا آپ علیہ السلام پر کس حد تک غلبہ تھا، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام ایک باغ میں گئے، درخت پر ایک چڑیا کو دیکھ کر ایک ٹھنڈی آہ بھر کے فرمایا، اے چڑیا! تو کتنی خوش نصیب ہے، درختوں کے پھل کھاتی ہے، سائے میں رہتی ہے لیکن حساب سے بڑی ہے۔ منصبِ خلافت پر فائز رہنے کے باوجود جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وراثت میں کوئی درہم و دینار نہ چھوڑا اور جو مال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے لیا تھا، وہ بھی واپس لوٹا دیا۔ [اسلامی تربیتی نصاب صفحہ 536]

### حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو مراد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہے، جن کے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشادِ گرامی کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سائے سے بھی شیطان بھاگتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشیتِ الہی کا یہ عالم تھا کہ ایک روز آپ سورۃ

”إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ [التکویر 81، آیت 1]

کی تلاوت فرما رہے تھے، جب آپ یہاں پہنچے

”وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ“ [التکویر 81، آیت 10]

**ترجمہ:** ”جب اعمال کھولے جائیں گے“

تو آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، کافی دیر تک زمین پر تڑپتے رہے۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے دن رات سونا ترک کر دیا۔ سوتے نہیں تھے، بیٹھے بیٹھے کبھی غنودگی کا غلبہ ہو جاتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے، اگر میں دن کو سوؤں تو اپنی رعیت کو کھوتا ہوں اور اگر رات کو سوتا ہوں تو اپنے آپ کو کھوتا ہوں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ رعیت کے حقوق کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی اور اپنی ذات کے حوالے سے بھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر آنسوؤں کے جاری رہنے کی وجہ سے دوسیاہ خط بن گئے تھے۔

ایک بار آپ خلیفہ وقت ہوتے ہوئے پانی کی ایک مشک کاندھے پر اٹھا کر کسی غریب مسلمان کے دروازے پر صدا کی، دروازہ کھولو! بہشتی پانی بھرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا، اے امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر ہیں، آپ کو یہ بہشتی وسقہ بننے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرے نفس میں خیال آیا کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس تو قیصر و کسریٰ کے وفود آتے ہیں۔ نفس کے اس خیال کا یہ علاج کیا ہے تاکہ نفس کا مزاج درست ہو جائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنی قربت، السابقون الاولون میں شامل، عشرہ مبشرہ میں شامل اور پھر بھی دین کی اتنی پاسداری، عجز و انکساری اور خشیت کا یہ عالم کہ چہرہ مبارک پر دو لکیریں پڑ جانا ﴿سبحان اللہ.....﴾ غور کریں، بار بار غور کریں۔



## حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ نہایت خدا رسیدہ شخصیت تھے۔ آپ دن کو روزہ رکھا کرتے، رات کو قیام کرتے۔ بہت کم سوتے تھے۔ اکثر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو بہت اچھا کھلاتے، خود گھر میں سرکہ اور تیل کھاتے۔ عاجزی کا یہ عالم تھا کہ غلاموں کے ساتھ مل کر کھانے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر کسی قبر سے ہوتا تو اتنا روتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک بھیگ جاتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے بھلائی کو چار چیزوں میں مجتمع پایا

① نوافل کے سبب اللہ رب العزت کے حضور میں

② احکامات الہیہ پر صبر میں

③ تقدیر خداوندی پر راضی رہنے میں

④ اللہ رب العزت سے حیا کرنے میں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی غلام موجود تھے لیکن ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر اٹھا کر لا رہے تھے۔ عرض کی گئی، آپ خود کیوں زحمت کر رہے ہیں؟ فرمایا، صرف اپنے نفس کی آزمائش کر رہا ہوں کہ عاجزی و انکساری اسکو پسند ہے یا نہیں۔

## حضرت سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام

آپ علیہ السلام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تربیت یافتہ صحابی، چوتھے خلیفہ برحق اور تمام سلاسل طریقت کے امام ہیں۔ آپ علیہ السلام کی عبادت و ریاضت، خشیت و محبت الہی اپنی مثال آپ ہے۔ جب آپ علیہ السلام عنہ نماز ادا کرنے کیلئے کھڑے ہوتے تو

آپ علیہ السلام کا رنگ زرد ہو جاتا، جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ آپ سے اس کیفیت کا سبب پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اب اس امانت کے لوٹانے کا وقت آ گیا ہے جسکو اٹھانے یا قبول کرنے سے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے معذرت کر لی تھی۔ اس امانتِ الہی کے بوجھ سے ڈر گئے تھے اور انسان نے بخوشی اٹھالی تھی۔

ایک مرتبہ ایک غزوہ میں دورانِ جنگ دشمنوں کا ایک تیر آپ علیہ السلام کی ٹانگ مبارک میں پیوست ہو گیا تھا، اسکو نکالنا بہت دُشوار تھا۔ آخر یہ ترکیب کی گئی کہ جب آپ علیہ السلام نماز کیلئے کھڑے ہوں گے، تیر نکال لیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ علیہ السلام بندگی کی لذت میں ایسے محو تھے کہ ہر چیز سے بے خبر تھے، تیر نکالا گیا، آپ کو کوئی درد وغیرہ کا احساس نہ ہوا ﴿سبحان اللہ!﴾

ذرا اُس محویت کا اندازہ تو کریں، محبت و خشیتِ الہی کا ایسا غلبہ کہ اپنے جسم سے بھی بے خبر و بے نیاز ہیں۔ آپ علیہ السلام کی یہ مشہور کرامت ہے کہ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت رکاب میں جب پاؤں مبارک رکھتے تو دوسری رکاب میں دوسرا پاؤں مبارک رکھنے سے پہلے پورا قرآن پاک ختم کر دیتے تھے۔ دُنیا سے آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ خزانے کے دروازے پر کھڑے ہو کر سونے چاندی و اشرفیوں کے ڈھیر کو مخاطب کر کے فرمایا، اے زر دُنیا! جاؤ کسی اور کو دھوکہ دے کر اپنی طرف مائل کرو، تمہاری چمک دمک مجھے مائل نہیں کر سکتی۔

### حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام

آپ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی (حضرت) علی (علیہ السلام) ہے۔ کنیت ابو الحسن اور لقب زین العابدین تھا۔



ہمہ وقت آپ علیہ السلام کا قلب اطہر خشیت الہی سے لبریز رہتا تھا۔ اکثر اوقات آپ خوفِ خدا تعالیٰ سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کا معمول مبارک تھا کہ ہر رات کو ایک ہزار نوافل ادا کرتے تھے۔ تا دمِ وصال آپ علیہ السلام کے اس معمول میں فرق نہ آیا۔ آپ علیہ السلام عبادت کثیرہ کی وجہ سے ”زین العابدین“ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حالت نماز میں آپ علیہ السلام پر کچکی طاری ہو جاتی، رنگ متغیر ہو جاتا۔ لوگوں نے عرض کی، اے حضرت امام پاک علیہ السلام! یہ آپ علیہ السلام کی کیفیت ایسے کیوں ہو جاتی ہے؟ فرمایا، اے سوال کرنے والو! تم کیا جانو کہ میں کس بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں؟ عبادت میں محویت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نماز ادا کر رہے تھے، آپ علیہ السلام کے قریب ہی مکان میں آگ لگ گئی۔ لوگوں نے آ کر آگ بجھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا، جناب! آپ علیہ السلام کو یہ جو آگ لگی ہوئی تھی، اس سے بے پرواہ کس نے کر دیا تھا؟ ارشاد فرمایا، دوسری آگ نے یعنی دوزخ کی آگ نے۔

آپ علیہ السلام رات کی تاریکیوں میں غرباء مدینہ شریف کے گھروں میں خفیہ طور پر ضرورت کی اشیاء لے جاتے تھے۔ کسی کو علم نہ ہوتا کہ یہ غلہ وغیرہ کہاں سے آیا ہے۔ جب آپ علیہ السلام کا وصال مبارک ہوا تو آپ علیہ السلام کے پشت انور پر داغ پڑے ہوئے تھے اور یہ داغ اُن بوریوں کے تھے جو آپ علیہ السلام راتوں کو اپنی مبارک پشت پر اٹھا اٹھا کر غرباء کے گھروں میں رکھتے تھے۔ عبادت، ریاضت، ایثار و قربانی، محبت و خشیت کے اعلیٰ مقام پر آپ علیہ السلام فائز تھے۔

## حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام

آپ علیہ السلام ولایت و طریقت کے چھٹے [6] امام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔ ظاہری و باطنی علوم میں آپ علیہ السلام صوفیاء و علماء کرام سب کے امام ہیں۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ علیہ السلام سے گزارش کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا، مجھے تو ہمیشہ یہی خوف دامن گیر رہتا ہے کہ کہیں میرے جدِ امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن مجھ سے یہ فرما دیں کہ تم نے میری اتباع کا حق صحیح معنوں میں ادا کیوں نہیں کیا؟ یہ معاملہ اللہ رب العزت کی بندگی سے متعلق ہے۔ آپ علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک کو سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار و قطار رونے لگے کہ جن کا خمیر ہی آبِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بنا ہے، جن پر چادرِ تطہیر سایہ لگن ہے، جب یہ حضرات اس حیرانی و پریشانی میں ہیں تو تیرا شمار کس صف میں ہے؟

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو بلا کر ارشاد فرمایا، آؤ آج مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ قیامت کے دن تم میں سے جسکی بھی بخشش ہو جائے، وہ میری بخشش کی اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرے گا۔ غلاموں نے عرض کیا، حضور علیہ السلام! آپ علیہ السلام کے جدِ امجد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تو ساری مخلوق کے شفیع ہوں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، میں اپنے اعمال پر شرمندہ ہوں۔ روزِ قیامت اپنے جدِ امجد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا سنا منا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، سبحان اللہ! عاجزی و انکساری کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے۔ امام و ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی کیا کسر نفیسی ہے، سبحان اللہ!

آج کے علمائے کرام و مشائخِ عظام سے باادب گزارش ہے کہ ایمانداری سے



ذرا غور کریں کہ زندگی میں کبھی آپ نے اپنے مریدوں، شاگردوں یا مقتدیوں کو یہ کہا کہ اگر تم میں سے کسی کی بخشش ہوگئی تو مجھے فراموش نہ کرنا۔ یقیناً ایسا کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ ابھی بھی وقت ہے، مرنے سے پہلے نفس کے پھندے سے باہر نکلو۔ آپ علیہ السلام نے نصیحت فرمائی کہ پانچ قسم کے لوگوں سے بچنا

- ① جھوٹا کیونکہ اس کی محبت تمہیں فریب دھوکہ سکھائے گی۔
- ② بے وقوف، وہ جس قدر تمہاری بہتری چاہے گا، اُسی قدر نقصان پہنچائے گا۔
- ③ کنجوس، اسکی مجالست سے تمہارا قیمتی وقت ضائع ہو جائے گا۔
- ④ بزدل، وہ وقت آنے پر تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا۔
- ⑤ فاسق، وہ ایک نوالے کے لالچ میں تمہیں چھوڑ کر تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

### قائیں کرام

یہاں تک جو کچھ تحریر کیا گیا تھا، یہ برطانیہ میں رہ کر کیا تھا۔ راقم 21 نومبر 2011ء کو برطانیہ سے پاکستان کیلئے روانہ ہوا۔ راقم کا ارادہ تھا کہ اس دفعہ ایک ہفتہ ترکی میں قیام کروں گا۔ ترکی ایئر لائن کے ذریعے استنبول ساڑھے سات بجے [ترکی کے وقت کے مطابق] پہنچا۔ استنبول کے ایک علاقے ”سلطان احمد“ کے قریب ہوٹل ”سلطانز آعید“ میں کمرہ لیا، رات کو قیام کیا۔ میری والدہ صاحبہ کی طبیعت ناساز ہونے اور انکے اصرار پر کہ ”جلد از جلد پاکستان پہنچو“ نے کافی پریشان کیا۔ جس ٹکٹ پر راقم نے سفر کیا تھا، اس میں تبدیلی ناممکن تھی، اسلئے اتحاد ایئر لائن کا نیا ٹکٹ خرید لیا جو براستہ ابوظہبی اسلام آباد 24 نومبر 2011ء صبح پونے تین بجے پہنچا۔ راقم فقیر نے 22 نومبر 2011ء پورا دن استنبول شہر کے مشہور مقامات کے وزٹ [Visit] میں صرف کیا جن میں چند ایک درج ذیل ہیں

بلیو ماسک، میوزیم، مسجد السلطان، مزار حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دو رکعت تحۃ المسجد نیلی مسجد [Blue Mosque] میں اور نماز عصر باجماعت مسجد سلطان میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ گرانڈ بازار سے کچھ خریداری کی۔ 23- نومبر 2011ء کو واپسی ہوئی۔ راقم کا ارادہ تھا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دوں گا لیکن یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ”قونیہ“ میں ہے جو استنبول سے تقریباً پانچ سو کلومیٹر دور ہے۔

### قارئین مکرم!.....

قیام استنبول کے دوران وہاں کا کلچر، آزاد خیالی، بے راہروی، فحاشی و عریانی، انتہائی مہنگائی دیکھ کر بہت طبیعت مغموم ہوئی۔ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر اکثر گنگنا یا

وضع میں ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

خرید و فروخت کا نظام انتہائی افسوسناک و شرمناک ہے، ایک مول نہیں ہے۔ جو جتنی بحث و تکرار کرے گا، وہ اتنی ہی سستی چیز خرید لے گا اور جو بیچارہ کم گوا اور بحث و تکرار کا عادی نہ ہو، وہ وہی چیز سو [100] گنا مہنگی خریدے گا۔

صرف ایک مثال عرض کر دوں کہ ایک چھوٹا سا کتابچہ جو استنبول کا تعارف تھا، دکاندار نے مجھے دے کر خریدنے کا اصرار کیا۔ اس پر اس نے جو قیمت چسپاں کی ہوئی تھی، وہ 37 لیرے تھی۔ میں نے خریدنے سے انکار کر دیا تو اس نے مجھ پر بڑے مہربان ہونے کی



اداکاری کی اور کہا کہ آپ کیا یاد کریں گے، آپ صرف 20 لیرے دے دیں۔ اس کی ان تمام خوشامدوں نے بھی مجھے متاثر نہ کیا تو میں وہاں سے چل دیا تو اُس نے آخری آفر یہ دی کہ آپ کیا دیں گے؟ میں نے جان چھڑانے کی غرض سے کہا کہ میں اسکے صرف 5 لیرے دے سکتا ہوں۔ اس نے حامی بھری اور کہا کہ چلیں دیں۔ آپ ذرا تصور کریں کہ 37 کہاں اور 5 کہاں۔

### مختلف اسلامی ممالک کا مشاہدہ

۔ اقم کو جتنے بھی اسلامی ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے، ہر ملک کا کم و بیش یہی حال ہے۔ اس رویے اور خرید و فروخت کے طریقے پر جتنا بھی ماتم کیا جائے، کم ہے۔ اسکے مقابلہ میں غیر مسلم ممالک میں طریقہ خرید و فروخت یکسر مختلف ہے۔ ہر چیز کی قیمت اس پر چسپاں کر دی جاتی ہے۔ اس میں ایک پیسے کی کمی بیشی نہیں کی جاتی۔ بچہ، نوجوان، بوڑھا، عورت، پڑھا لکھا، جاہل، گونگا، بہرا ہر کسی کیلئے ایک ہی قیمت ہوگی۔ کبھی یہ فکر نہیں ہوتی کہ بچے سے دکاندار نے کوئی زیادہ پیسے لے لیے ہوں گے۔ انکے اس نظام پر رشک آتا ہے۔ خدا کرے کہ امت مسلمہ کی غیرت ایمانی جاگے اور ہم اپنے اسلاف کے نقش راہ پر چل کر دنیا کیلئے ایک ماڈل اور نمونہ بن سکیں۔ خیر یہ چند سطریں اپنے مختصر سے سفر کی میں نے آپکے ساتھ شیئر [Share] کی ہیں، ایک تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا اور دوسرا یہ کہ کبھی آپکا وہاں جانا ہو تو آپ ان معروضات سے استفادہ کر سکیں۔ راقم کا مقصد تھا۔ بحمد اللہ! میری والدہ ماجدہ کی صحت اب بہتر ہے، انکے حوالے سے جو پریشانی تھی، وہ کافی حد تک کم ہو گئی ہے۔ محرم الحرام کا مہینہ 27- نومبر 2011ء کو شروع ہو چکا ہے۔

اب اپنے مضمون کی طرف آتے ہیں۔ ہم بات کر رہے تھے دین خداوندی کی اہمیت کے حوالے سے اور اپنے اسلاف کی دین متین سے وابستگی کے متعلق۔ اللہ جل جلالہ اپنے ان مقبول بندوں کے اوصاف اپنی کتاب مقدس قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان فرماتے ہیں۔ چند آیات قرآنی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس سے آپکو اندازہ لگانے میں آسانی ہوگی کہ جو خوش قسمت شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسداری اور یاد الہی میں لمحات گزارتے ہیں، انکی قدر و منزلت کتنی بلند و بالا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

”قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ“

[آل عمران 3، آیت 31]

**ترجمہ:** ”(اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام)! آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ رب العزت سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ [جو تم میری اتباع کرو گے] تو اللہ جل جلالہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔“

**قارئین کرام**..... اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بیروی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

بغیر اگر کوئی دعویٰ محبت الہی کرتا ہے تو وہ کاذب ہے اور جو نیک بخت اپنی زندگی کو قرآن حکیم و سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حدود و قیود کا پابند بنا لیتا ہے، وہ محبت الہی کا حقدار بن جاتا ہے۔

”وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَكُمْ“

[الحج 22، آیت 78]

**ترجمہ:** ”اور اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت میں ایسا جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں منتخب فرمایا ہے۔“



اس میں ان خوش نصیبوں کا تذکرہ ہے جن کو اللہ رب العزت نے ریاضات و مجاہدات کیلئے پسند فرمایا ہے اور وہ ہمہ وقت اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں، دین کی پیروی کرتے ہیں۔ اس سب کا مقصد رضاءِ الہی ہوتا ہے۔ نفس پر شریعت مطہرہ کی پابندی سے بڑھ کر کوئی چیز گراں نہیں گزرتی۔

”قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى“ [الاعلیٰ 87، آیت 14]

**ترجمہ:** ”بے شک وہی کامیاب و بامراد ہوا جس نے نفس کا تزکیہ کر لیا، اپنے نفس کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کیا۔“

”وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى“ [الاعلیٰ 87، آیت 15]

**ترجمہ:** ”اور اپنے رب تعالیٰ کے نام کا ذکر کرتے رہا اور (پابندی سے) نماز پڑھتے رہا۔“

اس آیت مبارکہ میں ذکر اور نماز کی پابندی کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

”وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ“ [البقرة 2، آیت 165]

**ترجمہ:** ”وہ جو ایمان والے ہیں، اللہ رب العزت سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔“

جو محبت صادق ہوتا ہے، وہ ہمہ وقت اپنے محبوب کی یاد میں رہتا ہے۔ اس کی تسکین، اس کا چین ذکر محبوب ہوتا ہے۔ اپنے محبوب کی یاد میں مست الست ہو جانا ہوتا ہے۔ جو چیز محبوب کی ناراضگی کا سبب بنے، اس سے ہمیشہ بچتا ہے۔ رضاءِ محبوب کی ہر ادا اپنا لیتا ہے۔

”يَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ“

[بنی اسرائیل 17، آیت 57]

**ترجمہ:** ”اُسکی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اُسکے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔“

پھر فرمایا

”وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ“

[الرعد 13، آیت 21]

**ترجمہ:** ”اور اپنے رب تعالیٰ کی خشیت میں رہتے ہیں اور بُرے حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔“

اس فرمانِ ذیشان نے انہیں بے قرار کر دیا ہوتا ہے۔ زبان سے ذکر و استغفار، آنکھوں سے ندامت کے موتی ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ بقولِ رومی کشمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، انکی کیفیت یہ ہوتی ہے

راتیں زاری کر کر روندے، نیندا کھیں تھیں دھوندے  
فجری او گنہار سداون سب تھیں نیویں ہوندے

”تَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ“

[السجدة 32، آیت 16]

**ترجمہ:** ”انکے پہلوانکی خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں۔“

اللہ رب العزت نے اپنے مقبول بندوں کا یہ وصف بیان فرمایا کہ میری محبت انہیں بے قرار رکھتی ہے، نیند و آرام سے دُور رہتے ہیں۔ جو نیند و نیا والوں کیلئے باعث سکون ہوتی ہے، مہبانِ الہی محبتِ الہی میں نیند کو قربان کر دیتے ہیں۔

”الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ“

[آل عمران 3، آیت 191]

**ترجمہ:** ”یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر اللہ رب العزت کو یاد کرتے رہتے ہیں۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، لیٹتے ہر وقت کرتے ہیں۔ اللہ



رَبِّ الْعِزَّتِ نے اپنی بارگاہ کے عشاق کی نشانیاں بیان فرمائیں ہیں کہ انکی زبانیں ہمہ وقت ذکر الہی سے تر رہتی ہیں۔ یا محبوب نے ہر آسائش و آرام سے بے نیاز کر دیا ہے۔  
 ”يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ انَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ“۔

[آل عمران 3، آیت 113]

**ترجمہ:** ”وہ (خوش نصیب) رات کی ساعتوں میں اللہ رب العزت کی آیات قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ ریز رہتے ہیں۔“

”وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا“۔ [الفرقان 25، آیت 64]

**ترجمہ:** ”اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے رب تعالیٰ کے حضور سجدوں اور قیام میں راتیں بسر کرتے ہیں۔“

الغرض عبادت گزاروں کے اوصاف حمیدہ، انکے قیام و سجود کے تذکرے، محبت الہی و ذکر الہی کے بیان سے خداوند قدوس نے ہمیں بارہا آگاہ فرمایا ہے، ترغیب دلائی ہے کہ جو خوش قسمت ان پاکانِ بارگاہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین متین کے سانچے میں ڈھل کر عبادت و ریاضت، عشق و محبت کی وادی میں بسیرا کرے گا، وہ انعامِ خداوندی کا حقدار بن جائے گا۔

مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء میں ہے [تذکرے اور صحبتیں، صفحہ 29]  
 ”أَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذُكْرَنِي“۔

**ترجمہ:** ”میں اپنا ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہوں۔“

جو خوش نصیب ہمہ وقت ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں، انہیں بارگاہ حق کی دائمی ہم نشینی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ صفات ذاکرین و عابدین کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتیں۔ آئیں ذرا غور کریں کہ کس چیز نے ہمیں دین سے دُور کیا ہے؟ ہم سجدوں کی لذت

سے نا آشنا کیوں ہو گئے ہیں؟ ہماری آنکھوں نے محبت و خشیت الہی میں غم ہونا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ خواب غفلت میں ہم بدست کیوں ہو گئے ہیں؟ مجاہدات و ریاضات سے ہم نے اپنا تعلق کیوں توڑ لیا ہے؟ نفسِ انارہ کی پرستش جانے انجانے میں ہم کیوں کر رہے ہیں؟ ہم میں سے ہر کسی کو ان سوالوں کے جواب اپنے آپ سے لینے کی کوشش کرنی ہے۔

امام الانبیاء، خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدس سے چند انمول موتی آپ کے سامنے رکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ [آمین]

① حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اگر تمہیں ان باتوں کا علم ہو جائے جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت کم ہنسا کرو اور بہت زیادہ رویا کرو۔

② ابوصالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو اتنی زیادہ عبادت کرتے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک پاؤں متوڑم ہو جاتے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عرض گزار ہوتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر عبادت کیوں فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشش و مغفرت کا وعدہ فرما رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اللہ رب العزت کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔



③ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد

فرماتی ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے گفتگو فرما رہے ہوتے، ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر رہے ہوتے لیکن جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کیفیت ہو جاتی کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو پہچانتے ہی نہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اذان سنتے، اسی وقت سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حالت ہو جاتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے کسی کو بھی نہیں پہچانتے۔

[تذکرے اور صحبتیں، صفحہ 34، شف الحقا]

**قائیں کرام** ..... جو شخصیت وجہ تخلیق کائنات ہیں، جنہیں محبوب خدا ہونے کا اعزاز

حاصل ہے، عبادت خداوندی میں انکے انہماک کی یہ کیفیات ہیں تو آج جس گروہ نے عبادت خداوندی سے لاپرواہی اختیار کر لی ہے، اسکا سبب سوائے نفس و شیطان کے قرب کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

آئیں!..... کچھ اور برگزیدہ شخصیات کے تذکرے سے اپنے قلوب و اذہان کو روشن

کرتے ہیں، شاید وہ روشنی ہمارے دلوں کے ویرانوں کو منور و روشن کر دے۔ شریعت مطہرہ

کی پابندی و اہمیت کے بارے میں بزرگان دین کے چند اقوال ذیل ہیں

محبوب سبحانی، قطب ربانی السید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد

فرماتے ہیں

”جو بندہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی نہیں کرتا، ایک ہاتھ میں سنت رسول

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے ہاتھ میں قرآن مجید نہیں تھامتا، اسکی رسائی کبھی بھی بارگاہِ خداوندی تک نہیں ہو سکتی۔“ [فتوح الغیب، صفحہ 406]

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے  
 ”جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے، وہ بے دینی ہے۔“ [عوارف المعارف]  
 حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

ذیشان ہے

”شرع محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں یہ حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اسے بجالایا جائے اور جس سے منع کیا ہے، اس سے پوری طرح ہمیشہ بچا جائے۔“ [تاریخ مشائخ چشت]

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

”خبردار!.....! علم ظاہر جو شریعت کی میزان ہے، اسے کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔“ [الیواقیت والجواہر، شیخ عبدلولہ اب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ]

حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے

”شریعت تمام کمالات کی ماں اور تمام مقامات کی اصل ہے۔“

[مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر 46]

### حضرت خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جن کو بارگاہِ رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے غائبانہ طور پر خیر التابین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب عطا ہوا تھا۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد



فرمایا کہ میری اُمت کے ایک فرد کی شفاعت سے قبیلہ مضر اور تمیم کے برابر لوگ جنت میں جائیں گے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ شخصیت کون ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، (حضرت) اولیں قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

آپ پر خشیت و محبت الہی کا غلبہ رہتا۔ آپ ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات میں سے تھا کہ ایک رات قیام، دوسری شب رکوع اور تیسری سجدہ میں گزارتے۔ دن کا اکثر حصہ بھی عبادت میں گزارتے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے، جب افطار کیلئے کچھ میسر نہ ہوتا تو کھجور کی گٹھلیاں اکٹھی کرتے، انہیں فروخت کر کے کچھ سامان افطار خرید لیتے۔ اختصاراً یہ کہ ایک لمحہ بھی عبادت الہی سے غافل نہ رہتے۔

### حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت 12ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ سے شرف رضاعت میسر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت عبادت الہی سے مشغول رہتے تھے۔ اکثر گریہ فرمایا کرتے۔ خشیت الہی سے آنکھیں تر رہتی تھیں۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب تقویٰ بزرگ ہیں، طریقت و تصوف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا گریہ (رونا) کیوں فرماتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا کہ میں اس خیال سے روتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو جائے

جسکی وجہ سے اللہ رب العزت یہ نہ فرمادیں کہ اے (حضرت) حسن (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! ہم تیری ساری عبادت و ریاضت رد کرتے ہیں۔ ہماری بارگاہ میں تیری کوئی قدر و وقعت نہیں۔ اس خوف سے دل بے چین و لرزاں رہتا ہے۔

ایک دفعہ رات کو اپنے مکان کی چھت پر اتار دئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں کے قطرے پر نالے سے بہہ کر نیچے ٹپکنے لگے اور ایک گزرتے شخص پر پڑے۔ اس نے پوچھ لیا کہ اے مکان کی چھت والے! یہ پانی کیسا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اے بھائی! اپنے کپڑے دھو لینا، یہ ایک نہایت ہی گناہگار کے ناپاک آنسوؤں کے قطرے ہیں جن سے شاید تمہارے کپڑے ناپاک ہو گئے ہوں۔

ہائے افسوس! قرب خداوندی کے اعلیٰ مقامات پر فائز شخصیات کی خشیت کا، عبادت کا یہ عالم ہے اور ایک ہم ہیں، غفلت میں، لاپرواہی میں، گمراہی میں سرگرداں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا، کتنا بہتر ہے یا آپ [رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ]؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اگر خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ گیا تو میں بہتر ہوں اور اگر نہ بچ سکا تو یہ کتنا بہتر۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن سب سے بڑھ کر بد نصیب وہ عالم دین ہوگا جسکے علم پر لوگوں نے تو عمل کیا ہوگا مگر وہ خود عامل نہیں رہا ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، جو اللہ رب العزت کی طاعت و عبادت میں قائم ہو، تم اسکی محبت پر قائم رہا کرو کیونکہ صالحین سے محبت کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔



## حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی جب ولادت ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے والد گرامی کو خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دی کہ تمہاری یہ بچی مقبول بارگاہ ہوگی، اسکی شفاعت سے میری امت کے کئی گناہگاروں کی بخشش ہوگی۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا معمول تھا کہ دن کو روزہ رکھتیں اور رات عبادت میں گزار دیتیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا شب و روز میں ہزار رکعت پڑھا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حج کیلئے گئیں تو دیکھا کہ بیت اللہ شریف خود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے استقبال کیلئے آ رہا ہے۔ عرض کیا، مولا کریم! مجھے مکان کی ضرورت نہیں، مکین کی طلب ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے نکاح نہ کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو جواباً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا کہ تین [3] چیزیں میرے لیے باعث فکر و غم بنی ہوئی ہیں۔ اگر تم میرا یہ فکر و دور کردو تو میں ضرور نکاح کر لوں گی

- ① کیا خبر میری موت اسلام پر ہوگی یا نہیں؟
- ② روزِ محشر میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہوگا یا نہیں؟
- ③ قیامت کے دن ایک جماعت کو دائیں جانب اور ایک دوسری کو بائیں جانب سے داخل کیا جائے گا تو نہ جانے میرا شمار کس جماعت میں ہوگا؟

لوگوں نے عرض کیا، حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا! ان سوالوں کے جواب ہمارے پاس نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا، جسکو اتنے غم و پریشانیاں

ہوں، اسکو نکاح کی کیا تمنا و خواہش ہو سکتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بہت گریہ و زاری کیا کرتی تھیں۔ لوگوں نے اسکا سبب دریافت کیا۔ فرمایا، اسکے فراق سے خوفزدہ ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت نزع اُس بارگاہ سے پیدا آ جائے کہ تو ہماری بارگاہ کے لائق نہیں ہے۔

### حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء میں بلخ کے حکمران تھے۔ عظیم المرتبت بادشاہ تھے۔ بڑا جاہ و جلال، کز و فرتھا۔ ایک مرتبہ رات کو شاہی محل کی چھت پر کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آواز دی، کون ہے؟ جواب آیا، ایک اجنبی ہوں، اپنے اونٹ تلاش کر رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا، بادشاہ کے محلات پر اونٹ کیسے آ سکتے ہیں؟ جواب اس نے کہا کہ اگر بادشاہ کے محل پر اونٹ نہیں آ سکتے تو بادشاہی و حکمرانی کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کیسے مل سکتا ہے؟

اس ایک جملہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے قرار کر دیا پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاج و تخت کو ٹھوکر ماردی۔ تلاش خدا تعالیٰ میں نکل کھڑے ہوئے۔ اپنا اوڑھنا بچھونا عبادت و ریاضت کو بنا لیا۔ ہر وقت گریہ و زاری کرتے تھے۔ نیشاپور کے قریب ایک غار میں مکمل نو [9] سال تک شب و روز یاد خدا تعالیٰ میں مصروف رہے۔ اس دوران ہر جمعہ کو لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرتے۔ جو کچھ ملتا، آدھا صدقہ کر دیتے اور آدھے سے کچھ اشیاء ضرورت خرید لیتے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد واپس اپنے مسکن اس تاریک غار میں آ جاتے۔ جب عوام کی کثرت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آنا جانا شروع کر دیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس جگہ کو بھی چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ چلے گئے۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول مبارک یہ تھا کہ جو شخص بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرید ہوتا،



آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعدہ لیتے کہ تمہیں میری تابعداری کرنی ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدین سے خدمت نہیں لیتے تھے بلکہ خود جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹ کر بیچتے، اس سے سودا سلف خرید کے روٹی خود پکا کر اپنے مریدین کو کھلاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بھی اپنے مریدین سے خدمت نہیں لیتے تھے..... ﴿سبحان اللہ و بحمدہ﴾

یہ ہے صوفیاء متقدمین کا طریقہ..... آجکل اسکے برعکس مریدین کو غلام بے دام سمجھا جاتا ہے۔ ان سے خدمت لینا نہ صرف اپنی بلکہ اپنی اولاد اور اپنے جانوروں تک کی ”فرائض“ مرید“ میں شمار کیا جاتا ہے۔ [استغفر اللہ!]

ڈریے اور ضرور ڈریے اس یومِ حساب سے جس دن کوئی بھی اس ذات کے حساب سے نہیں بچ سکے گا مریدین کون ہوتے ہیں؟ وہ خوش نصیب جو راہِ مولیٰ کے طالب ہوتے، وہ آپ کے پاس اسلئے آتے ہیں کہ انکی رسائی آپ عبادت و ریاضت کی بھٹی سے گزار کر بارگاہِ احدیت تک کروادیں لیکن اگر آپ نے عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، شریعت کی پابندی، آداب و اخلاق کی پاسداری، ذکر و فکر کی بھٹی میں جلانے کے علاوہ کاموں پر لگا دیا مثلاً اپنی نوکری، اپنی اولاد کی چاکری، اپنے جانوروں اور زمینوں کی حفاظت وغیرہ پر لگا دیا اور اس بیچارے کے سالہا سال برباد کر دیئے تو یاد رکھیے پیر جی! یقیناً بلا شک و شبہ اس شخص کے ایک ایک لمحے کا آپ کو حساب دینا پڑے گا۔

راقم کو علم ہے کہ میرا ایک ایک حرف آپکی طبیعت ناز پر شمشیر بن کر چھ رہا ہوگا لیکن یقین جانیے، یہ چھن حساب محشر سے بہت ہی کم ہے۔ اب بھی وقت ہے اپنے شاہانہ، متکبرانہ و فرعونہ انداز بدلے۔ طالبانِ حق کی عزت کیجئے، انہیں دینِ متین کی پکی اور سچی محبت

سے آشنا کیجئے، شریعت مقدسہ کی حدود و قیود کا پابند بنائیے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے باخبر کریں۔ ریاضت و مجاہدے کی آنچ سے خوب خوب پکا کروادی مشاہدہ میں پہنچادیں۔ اگر آپ نے ایسا کر دیا تو یقیناً آپ نے اپنی ڈیوٹی ادا کر دی، آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ کی شخصیت، آپ کی پیری آپ کے لیے باعث افتخار و مسرت ہے لیکن اگر معاملہ اسکے برعکس ہے، آپ نے طالبان حق کے راستے کو بدلا ہے۔ اطاعت خدا تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اپنی اطاعت، اپنی اولاد و ازواج کی تابعداری پر مامور کر دیا تو سمجھ لیجئے، آپ بہت بد قسمت و بد نصیب ہیں۔ آپ نے بہت گھائے اور خسارے کا سودا کیا ہے۔ اپنی چند روزہ زندگی کو شاہانہ بنانے کیلئے اپنی عقبی کی دائمی زندگی کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ اللہ رب العزت سب کو توفیق ہدایت دیں، دین متین سے مکمل وابستگی عطا فرمائیں۔ [آمین]

### حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متقدمین صوفیاء میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان ہے، ”السَّكُونُ حَرَامٌ“ عَلَى قُلُوبِ أَوْلِيَاءِ، یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر سکون اور آرام حرام ہے۔ دُنیا میں یہ بے قراری دیدارِ خداوندی کیلئے ہوتی ہے اور عقبیٰ میں تجلیات الہی کے کم یا دُور جانے کے خوف سے بے سکون رہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی توبہ کا واقعہ بھی عجیب ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عورت پر عاشق تھے۔ رات کو اسکے گھر کے قریب گئے، وہ اپنے مکان کی چھت پر آ گئی۔ ساری رات گفت و شنید میں گزار دی۔ جب اذانِ صبح ہوئی تو آپ سمجھے کہ ابھی اذانِ عشاء ہو رہی ہے۔ جب دِن چڑھا تو معلوم ہوا کہ ساری رات اپنی معشوقہ کے حسن کی مستی میں گزار دی۔



اس واقعہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بے قرار ہو گئے کہ مخلوق کی محبت نے وقت کا احساس ختم کر دیا اور خالق کا جو مجھ پر حق ہے، اسکا کیا بنے گا۔ پھر آپ یادِ الہی میں مشغول ہو گئے۔ اپنی بقیہ زندگی ذکر و فکر، عبادت و ریاضت میں گزار دی۔

### حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بشر مرو کے رہنے والے تھے۔ بعد میں بغداد شریف میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی شان کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی زندگی بڑی بھیا نک تھی۔ اکثر شراب خانے میں وقت گزارتے، شراب کے نشے میں بدمست رہتے تھے۔ حالت نشہ میں جارہے تھے، زمین پر ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھ کر اٹھایا۔ اس پر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ تحریر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گھرا کر خوشبو سے سجا کر اونچی جگہ رکھا، ادھر اللہ رب العزت کی رحمت نے اس کے عمل کے صدقہ اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا۔ غلاظت کی زندگی سے مقامِ قرب پر فائز کر دیا۔ ہمہ وقت عبادت اور ذکر و فکر میں رہنے لگے۔ بارگاہِ خداوندی کے اس حد تک موذب بن گئے کہ پاؤں سے جوتے اتار دیئے کہ یہ زمین میرے اللہ رب العزت کا چھایا ہوا قالین ہے، میں بھلا اس پر جوتے کیسے پہن کے چل سکتا ہوں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی عظیم علمی شخصیت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مندوں میں شامل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں نے عرض کیا کہ اے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم کے فلک کے آفتاب ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس دیوانے کی بارگاہ میں آنا جانا، وقت گزارنا اچھا نہیں لگتا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، جس طرح میں شریعت کا علم رکھتا ہوں، اسی طرح یہ مجھ سے بڑھ کر شریعت والے سے آشنا ہیں۔ جس طرح لوگ علمی

پاس بجھانے میرے پاس آتے ہیں، اسی طرح جب شریعت والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد مجھے بے قرار کرتی ہے تو اس بے قراری کو مٹانے کیلئے میں اس مردِ حق کی بارگاہ میں آتا ہوں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے شرفِ زیارت بخشا اور فرمایا، اے (حضرت) بشر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم جانتے ہو کہ تمہارے وقت کے اولیاء سے تمہارا درجہ کیوں بلند کیا گیا ہے؟ میں نے عرض کیا، مجھے تو علم نہیں ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میری سنت کی اتباع، میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام و حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو محبوب رکھنا، مکرم صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی تعظیم و تکریم اور اپنے دینی بھائیوں کی خیر خواہی، ان چیزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

ایک خاتون نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مسئلہ پوچھا کہ میں اپنے مکان کی چھت پر سوت کات رہی تھی، قریب سے شاہی روشن کا گزر ہوا۔ تھوڑا سا سوت میں نے اس روشنی میں کات لیا، کیا ایسا کرنا میرے لیے جائز تھا؟ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اے سوال کرنے والی! پہلے اپنا تعارف تو کراؤ کہ تم کون ہو؟ اس خاتون نے کہا، میں (حضرت) بشر حافی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بہن ہوں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور فرمایا، بی بی! تمہارے لیے یہ جائز نہیں تھا کہ تم صاحب تقویٰ بزرگ کی بہن ہو، تمہیں انکے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ وہ تو ایسے بزرگ تھے کہ اگر مشتبہ چیز کی طرف ہاتھ بھی بڑھاتے تو ہاتھ انکی پیروی نہیں کرتا تھا۔

آپ فرمایا کرتے تھے، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنکے اعمال پہاڑوں جیسے تھے لیکن وہ پھر بھی مغرور نہیں ہوتے تھے لیکن تم ایسے ہو کہ تمہارے پاس کوئی ذخیرہ اعمال بھی



نہیں ہے لیکن پھر بھی مغرور ہو۔ اللہ رب العزت صالحین کے ذکر کا صدقہ ہم پر کرم فرمائے۔  
[آمین ثم آمین]

### حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”نعمان“، والد گرامی کا نام ”ثابت“ اور کنیت ”ابو حنیفہ“ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے شرف زیارت و استفادہ حاصل ہے۔ عظیم المرتبت صوفیائے کرام و فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت گزاری کا یہ عالم تھا کہ روزانہ تین سو [300] نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی راستے سے گزر رہے تھے، ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ یہ شخصیت ہر رات کو پانچ سو [500] نوافل پڑھتے ہیں۔ آپ نے اس رات سے پانچ سو [500] نوافل روزانہ پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد کسی نے یہ کہہ دیا کہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر رات ہزار [1000] رکعت نوافل پڑھتے ہیں اور ساری رات جاگتے رہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی رات سے ہزار [1000] رکعت نوافل ادا کرنے شروع کر لیے اور فرمایا کہ آج کے بعد تادم آخر پوری رات بیدار رہا کروں گا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے بیدار رہنے کی وجہ پوچھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ بعض بندے اپنی وہ تعریف پسند کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہوتی اور میں اس گروہ میں شامل نہیں ہونا چاہتا، اسکے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکمل چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے رہے۔ طویل سجدوں کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنوں پر نشان پڑ گئے تھے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیس [20] سال تک کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر یا نانگیں پھیلاتے نہیں دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنہائی میں کبھی تو نانگیں سیدھی کر لیا کریں۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں پروردگار دو جہاں کا احترام نہ کروں، یہ میں نہیں کر سکتا۔

### سرکارِ بغداد حضرت السید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسمِ گرامی ”عبدالقادر“، کنیت ”ابو محمد“ اور لقب ”محمی الدین“ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی کا نام ”سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست“ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام مبارک ”امۃ الجبار اُمّ الخیر سیدہ فاطمہ“ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد گرامی کی جانب سے حنی سید اور والدہ ماجدہ کے طرف سے حسنی سید تھے۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں جو مقام و مرتبہ خداوند قدوس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا فرمایا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا

عُوثُ اعظم درمیان .. چوں محمد مصطفیٰ ﷺ درمیان انبیاء علیہم السلام

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحکمِ الہی برسرِ منبر یہ اعلان فرمایا تھا کہ  
”قَدَمِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ“  
ترجمہ: ”کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔“

یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات و مقامات، کشف و کرامات کا تذکرہ مقصود نہیں، صرف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت کا تذکرہ کرنا مقصود ہے تاکہ قارئین کرام

آپ اندازہ کر سکیں کہ بارگاہِ خداوندی کا قرب صرف اور صرف عبادت



الہی، مجاہدات و ریاضات سے ممکن ہے۔ جو دین سے دُور ہو جائے، عبادت و ریاضت سے کنارہ کش ہو جائے، وہ وادیِ تصوف و ولایت کا باسی نہیں بن سکتا۔

شیخ عارف ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چالیس [40] سال تک خدمت کی، اس دوران میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے۔ جب کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے وضو ہوتے، تازہ وضو فرمالیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طویل قیام فرماتے۔ تلاوت کلام پاک اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔

شیخ ابی بکر حرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ میں عراق کے جنگلوں میں پچیس [25] سال تک تنہا پھرتا رہا۔ نہ میں مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ کوئی مجھے پہچانتا تھا۔ میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے۔ میں انکو دین الہی کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ولی کی نشانی یہ ہے کہ جب اسکی عمر بڑھے تو اس کے عمل بڑھ جائیں اور جب اسکا فقر بڑھے تو اسکی سخاوت بڑھ جائے اور جب علم بڑھے تو اسکی تواضع بڑھ جائے۔

### خصائل تصوف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تصوف آٹھ [8] خصائل پر مشتمل ہے

- ① سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
- ② صبر حضرت ایوب علیہ السلام کا
- ③ غربت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی
- ④ سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

5 رضا حضرت اسحق علیہ السلام کا

6 اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام کا

7 لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

8 فقر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

شیخ بقاء بن بطویہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں پرہیزگار اور گناہگار دونوں ہی ہوں گے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، پرہیزگار میرے لئے اور گناہگاروں کیلئے میں ہوں۔

**قارئین مکرم**..... صلحاء اُمت کی دین متین سے وابستگی شریعت مطہرہ کی پیروی کے واقعات اگر تفصیلاً درج کیے جائیں تو یہ کتاب کئی ضخیم جلدوں پر محیط ہو جائے۔ اصل مقصد صرف اس بات کو واضح کرنا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک اہل بیت اطہار علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صلحاء اُمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دین متین سے کیسا تعلق رہا ہے۔

جماعت صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک عظیم شخصیت حضرت سلطان العارفین خلی سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہاں تک فرمادیا

ہ جو دم غافل سو دم کافر ..... مینوں مرشد اے سمجھایا ہو  
آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو یہاں تک ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سانس یا دِ خدا کے بغیر آئے، وہ سانس بھی کافر ہے۔

اندازہ فرمالیں یا دِ خداوندی کا کیا حسین تصور ہے صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک۔ وہ تو زندگی میں آنے والی ہر سانس کو شمار کرتے ہیں کہ ایک سانس بھی



غفلت ولا پرواہی میں نہ گزرے۔

تو جناب علامہ حنا.....! ..... ذاکر حنا.....! آپ نے قوم کو کس طرف

لگا دیا ہے؟ سال کے صرف دس ایام کو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت کیلئے مختص کر دیا ہے۔ قوم کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ صرف ان ایام میں فضائل اہل بیت علیہم السلام، مصائب اہل بیت علیہم السلام کا تذکرہ سننا سنانا، دنیاوی کاموں سے منہ موڑ لینا ہی کافی و وافی ہے۔ 355 دن سال کے جو جی میں آئے کرو۔ نمازوں کی پابندی، ذکر و فکر، مجاہدہ و محاسبہ نفس کی چنداں ضرورت نہیں۔ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں باقی اعمال کی کیا ضرورت؟

شیخ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ پروانے جنہوں نے اپنے گھر بار، مال و زر، اولاد و جان پروانہ وار آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک قدموں پر نچھاور کر دیئے، بارگاہِ خداوند جل جلالہ اور بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبولیت و محبوبیت کی اسناد حاصل کر لیں۔ ان نفوس قدسیہ پر زبان دراز کرنے کو آپ نے اپنا معمول اور پیٹ کا دوزخ بھرنے کا ذریعہ بنالیا۔ [استغفر اللہ]

یہ کیا آپ خسارے اور گھائٹے کا کاروبار کر رہے ہیں۔ شکم کی آگ بجھانے کی فکر میں آتش دوزخ بھڑکا رہے ہیں۔ ایام محرم الحرام کو آپ نے ایام دولت کمائی میں بدل دیا ہے۔ ذرا ایمانداری سے غور فرمائیں اور اپنا محاسبہ خود کریں۔ کیا کوئی مجلس، کوئی تقریر، کوئی مرثیہ آپ نے بلا معاوضہ پڑھا ہے؟ کیا آپ معاوضہ طے نہیں کرتے؟ کیا جب آپ مصائب اہل بیت اطہار علیہم السلام بیان کر رہے ہوتے ہیں، ان مظلومین کی بھوک اور پیاس کا تذکرہ کر رہے ہوتے ہیں تو آپ خود بھی بھوکے پیاسے ہوتے ہیں؟ نہیں، نہیں!

ہرگز نہیں! اگر آپ نے ایمان داری سے، انصاف پسندی سے اپنے ضمیر سے جواب طلب کیا تو ضرور بضرور آپ کو یہ ہی جوابات ملیں گے۔

مجلس پڑھنے کی آپ منہ مانگی قیمت لیتے ہیں۔ مصائب و مشکلات خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کرنے سے پہلے آپ اپنے پیٹ کی اچھی طرح دودھ، شربت، گوشت اور مزید رکھانوں سے بھرائی کرتے ہیں، پھر کہیں جا کر آپ کی طبیعت ناز خطاب کیلئے تیار ہوتی ہے۔

﴿خدا... رحم کیجئے﴾ اپنے آپ پر بھی اور اپنے متعلقین پر بھی۔ جہاں آپ محبت و مودت کا پیغام دیتے ہیں، جہاں آپ فضائل و مصائب کا ذکر کرتے ہیں، وہاں مشن اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضرور زور دے کر بات کیا کریں۔ جس پاکیزہ مشن کیلئے ان نورانی نفوس نے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا، اس مشن یعنی دین حق کی سر بلندی اور پابندی پر اسکی اہمیت پر قوم کو ترغیب دیا کریں۔ آپ اپنے واعظ و تقریر کے حساب کو معاوضہ لینے کی صورت میں یہاں ہی نہ بے باک کریں بلکہ کچھ قبر و حشر کیلئے بھی بچا کر رکھیں۔ اس دن کو تصور میں ضرور لائیں جب روزِ محشر حضور مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم اور آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کے صاحبزادگان علیہا السلام سے سامنا ہوگا۔ کیسے سامنا کریں گے؟ کیا آپ انکو باذن اللہ تعالیٰ ہر عمل سے باخبر سمجھتے ہیں؟ تو اس چند روزہ زندگی میں آپ کا یہ سوز، ساز، زور بیان، ترنم انکی رضا حاصل کرنے کیلئے تھا یا اپنا معاوضہ اور واہ واہ کروانے کیلئے تھا۔

### کڑوی دوا باعث شفا ہے

جیسا میں پہلے عرض کر چکا ہوں جب میں کسی ایک طبقہ پر تنقیدی الفاظ استعمال کرتا ہوں تو اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ سو فیصد وہ طبقہ ایسا ہے بلکہ کچھ مخلصین اور



اچھے لوگ ہر طبقہ و مکتبہ فکر میں ہوتے ہیں۔ میں جو بات کرتا ہوں وہ اکثریت کی کرتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ میرے یہ تند و تلخ جملے بہت سے ناز پروردلوں پر گراں گزریں گے لیکن مجھے اسکی پرواہ اسلئے نہیں کہ میری نیت اصلاح کی ہے، کسی کی توہین یا دل آزاری نہیں ہے۔ بعض دفعہ کڑوی ادویات ہی بیماری کا علاج ہوتی ہیں اور میٹھا زبان کو تو مزہ دیتا ہے لیکن کئی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ رمی کشمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب تحریر فرماتے ہیں

کوڑا منہ مضر کردا دین اُباک ہر یڑاں

جدوں سنگیو پٹھ لنگھایے دُور ہوں سے [100] پیڑاں

اچھا دوست، ہمدرد، خیر خواہ وہی ہوتا ہے جو آپکی خامیوں کو بے نقاب کر کے آپکو آگاہ کرے، اصلاح کی دعوت دے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ میرے ان الفاظ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ میں جس چیز کو حق سمجھتا تھا، اسکو صفحہ قرطاس پر رقم کر دیا۔ عمل کرنا نہ کرنا آپکی مرضی اور توفیق الہی پر منحصر ہے۔

بلاشبہ ذکر (حضرت علی (علیہ السلام) بھی عبادت ہے۔ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح ایمان ہے لیکن روح تب ہی کام دے گی جبکہ جسم ہوگا۔ اعمال صالحہ، محبت صالحین، عقیدت اکابرین روحانیت کا وجود ہے جسکی روح محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیت اطہار علیہم السلام ہے۔ جس طرح روح و جسم لازم و ملزوم ہیں، اسی طرح دین متین کی پابندی اور محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم و ملزوم ہیں۔ دین متین کی پاسداری کی تشریح بڑی وسیع ہے جس میں عقائد و اعمال و اخلاق و معاملات سب کچھ شامل ہے۔ جب کسی کا مقدر ساتھ دے جائے تو دیوار پر لکھا ہوا جملہ بھی اسکی تقدیر بدلنے کیلئے کافی ہوتا ہے اور اگر بد بختی کی سیاہ رات چھائی ہو تو پیغمبر علیہ السلام کا و اعظ ہی فائدہ نہیں دیتا۔

میں ان ہی معروضات پر اپنی ان گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔ جس حدیث مبارکہ کو میں نے عنوان بنایا تھا کہ میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جس میں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر عمل کرو اور مضبوطی سے تھام لو اور دوسرے میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام ہیں۔ میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں، میں تمہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں، میں تمہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔

اس مقدس ارشاد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ گفتگو کی۔ اگر کچھ صحیح عرض کر سکا تو اللہ رب العزت میرے لیے اور میری اولاد و متعلقین کیلئے توشہ قبر و حشر بنائے۔ اگر کچھ غلطیاں ہوئیں تو بارگاہ غفور الرحیم میں عرض گزار ہوں کہ اپنی صفت غفور کرم کا صدقہ مجھے معاف فرمادیں۔ [آمین بحرمتہ سید المرسلین علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام]

### جواز ایصالِ ثواب

**قارئین محترم**..... کچھ ناعاقبت اندیش افراد نے کیا کیا شور مچا کر رکھے ہیں۔ کہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی تحقیر، کہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام و حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے عناد، کہیں صالحین اُمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف ہرزہ سرائی دیگر اور بے شمار باتیں جن پر اُمت مسلمہ کا صدیوں سے عمل رہا ہے، ان سے روکنا، عوام کے عقائد کو متزلزل کرنا، ہر بات پر بدعت و شرک کے فتوے صادر کرنا انکا معمول بنا گیا ہے۔ ان دیگر معمولات میں ایک اہم معمول اُمت جسے ایصالِ ثواب کہا جاتا ہے یعنی جو



افراد امت دُنیا سے رحلت کر جاتے ہیں، انکے ورثا، متعلقین، محبین انکے ثواب کیلئے تلاوت قرآن حکیم، صدقہ خیرات، ذکر اذکار کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ یہ ہدیے اور تحفے کی صورت میں ان تک پہنچ کر انکی بخشش کا، درجات میں بلندی کا سبب بن سکے لیکن ایسا عمل خیر کرنے والوں کو بھی ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ اس عمل کو قرآن حکیم و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بتایا جاتا ہے۔ آئیں ذرا استفادہ عام کی خاطر اسکے جواز کا ثبوت قرآن حکیم و حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوال صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے تلاش کرتے ہیں۔ جو عمل ہمیں قرآن حکیم سنت رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اقوال و عمل صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہو جائے، اسکی جوازیت اور ثواب میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ جاتا۔ قرآن ہمدی کچھ آیات مہارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

”الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ“

[المؤمن 40، آیت 7]

**ترجمہ:** ”وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اسکے گرد ہیں، اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اے رب تعالیٰ ہمارے! تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے، تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔“

”وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا  
وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا  
غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ“

[الحشر 59، آیت 10]

**ترجمہ :** ”اور وہ جو ان کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے! بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔“

”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا  
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ“

[نوح 71، آیت 28]

**ترجمہ :** ”اے میرے رب تعالیٰ! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔“

”رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ  
الْحِسَابُ“

[ابراہیم 14، آیت 41]

**ترجمہ :** ”اے ہمارے رب جل جلالہ! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“



”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ

[النساء، آیت 48]

لِمَنْ يَشَاءُ۔

**ترجمہ:** ”بیشک اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔“



دُنیا سے  
چلے جانے والوں  
کے حقوق دُنیا میں رہ  
جانے والے اپنے  
وارثوں پر



اللہ رب العزت کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے، اسکی رحمت کا تقاضا ہے کہ ہر انسان دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو اور کامیابی اور ناکامی کے ذرائع سے بھی بنی نوع انسان کو آگاہ کر دیا ہے۔ اس کامیابی اور ظفریابی کیلئے اللہ رب العزت نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کو لازمی قرار دیا ہے

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے  
اگر ہو اس میں کچھ خامی تو سب کچھ ناکمل ہے

مختلف تفاسیر، قرآن مجید، احادیث مبارکہ، فقہا کرام، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال و افعال سے دین کے سمجھنے کیلئے یہی مؤثر اور حتمی ذرائع ہیں جسکا سہارا لیا گیا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عاجز کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور قارئین کرام کیلئے نافع اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔ ہمیں زندگی ایسے گزارنی چاہیے جیسے کہ درویشوں اور فقیروں نے بسر کی۔ [آمین ثم آمین]

وہ چال چل کہ عمر خوشی سے کٹے تیری ..... وہ کام کر کہ یاد تجھے سب کیا کریں  
جس جا تیرا ذکر ہو، ہو ذکر خیر ہی ..... اور نام تیرا لیس تو ادب سے لیا کریں

### ایصال ثواب حقیقت ہے

ایصال ثواب کا معنی ہے کہ اپنے نیک عمل کا ثواب کسی مؤمن مسلمان کو ہدیہ کرنا۔ تمام ”اہل سنت“ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی نیک عمل کا ثواب اخلاص کے ساتھ کسی زندہ یا فوت شدہ مسلمان کو ہدیہ کرے تو اللہ رب العزت محض اپنے فضل و کرم سے

وہ ثواب انکو پہنچا دیتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی، اسکو بھی پورا پورا ثواب ملتا ہے بلکہ ایصالِ ثواب کرنے کی وجہ سے مزید ثواب بھی ملتا ہے۔ اس کیلئے افضل یہ ہے کہ ایصالِ ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کو خواہ زندہ ہوں یا مردہ، دُنیا میں آچکے ہوں یا قیامت تک آنے والے ہوں، انسان ہوں یا جنات سب کو ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔ خصوصی طور پر اپنے عزیز واقارب کا نام لینا چاہے تو نام بھی لے کر ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا۔ بہتر ہے کہ روزانہ تمام نوافل و تسبیحات کا ایصالِ ثواب بھی کر دیا کریں۔

شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ آدمی کو صرف اپنے ہی کئے کا ثواب ملتا ہے، وہ اجماعِ اُمت کے خلاف کر رہا ہے، اسلئے کہ اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ آدمی کو دوسروں کو دُعا سے فائدہ پہنچتا ہے جیسے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام میدانِ حشر میں شفاعت فرمائیں گے اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام و صلحاء عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی سفارش فرمائیں گے۔ یہ سب دوسروں کے عمل سے فائدہ ہوا اور عرشِ عظیم کے فرشتے مومنوں کیلئے دُعا اور استغفار کرتے ہیں [جیسا کہ سورۃ مؤمن کے پہلے رکوع میں ہے] حق تعالیٰ شانہ محض اپنی رحمت سے بہت سے لوگوں کے گناہ معاف فرما دیں گے۔ مومنوں کی اولادیں اپنے والدین کے ساتھ جنت میں داخل کی جائیں گی [جیسا کہ سورہ طور کے پہلے رکوع میں ہے] حج بدل کرنے سے میت کے ذمہ سے حج فرض ادا ہو جاتا ہے۔ ان سب اعمال میں دوسرے کے عمل سے فائدہ ہوا۔ غرض اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں اس کیلئے دلیل اور حجت ہیں جنکا شمار بھی دشوار ہے۔ [بذل المحمود]



ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا، میں نے انکو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ قبر میں رکھنے کے بعد تم پر کیا گزری؟ وہ کہنے لگے کہ اس وقت میرے پاس ایک آگ کا شعلہ آیا مگر ساتھ ہی ایک شخص کی دُعا مجھ تک پہنچی۔ اگر وہ نہ ہوتی تو وہ شعلہ مجھ کو لگ جاتا۔ اسلئے ہر مسلمان کو اپنے ماں باپ، بہن بھائی، خاوند، بیوی، اولاد اور دوسرے رشتہ دار خصوصاً وہ لوگ جنکے مرنے کے بعد انکا کوئی مال اپنے پاس پہنچا ہو یا انکے خصوصی احسانات اپنے اوپر ہوں جیسے اساتذہ اور مشائخ وغیرہ، ان کیلئے ایصالِ ثواب کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ ذرا سوچئے غنقریب مرنے کے بعد ان سے ملنا ہوگا اور ملامت ہوگی جب انکے حقوق انکے احسانات اور انکے مالوں کو جو آدمی اپنے کام میں خرچ کرتا رہتا ہے، انکو دُعا، صدقہ و خیرات میں بھی یاد نہ رکھے۔

جیو تو ایسے جیو کہ ہر شخص احترام کرے مرو تو ایسے مرو کہ دشمن بھی سلام کرے

### قرآن مجید سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دُعا قرآن مجید میں نقل فرمائی گئی ہے

”رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ

الْحِسَابُ“ [ابراہیم 14، آیت 41]

**ترجمہ:** ”اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب قائم ہوگا، مجھے اور میرے

ماں باپ کو اور تمام مؤمنوں کو بخش دے۔“

## حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

سورہ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا ہمیں سکھائی گئی ہے  
 ”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا  
 وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ“ -  
 [نوح 71، آیت 28]

**ترجمہ:** ”اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے  
 اور اسے جو میرے گھر میں ایمان لا کر داخل ہوا اور مؤمن مردوں اور عورتوں کو  
 بخش دے۔“

## ملائکہ کا ایصالِ ثواب

سورہ مؤمن میں عرشِ الہی کے حامل فرشتوں اور مقامِ قرب کے دوسرے ملائکہ  
 کے متعلق اطلاع دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تمہید کے ساتھ تمام مؤمنین و توابین، ان  
 کے آباء و صالحین اور ازواج و اولاد تک کے لیے اللہ رب العزت سے مغفرت و رحمت کی  
 دعائیں اور جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرنے کی التجائیں کرتے رہتے ہیں۔ ارشادِ  
 باری تعالیٰ ہے۔

”الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ  
 رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ  
 كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا  
 سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتِ  
 عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ  
 وَذُرِّيَّتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ -

[المؤمن 40، آیت 7-8]



**ترجمہ:** ”جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اسکے ارد گرد ہیں، وہ رب تعالیٰ کی تسبیح و حمد کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! تیرا علم اور تیری رحمت ہر چیز پر محیط ہے پس تیرے جن بندوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی تو انکو بخش دے، دوزخ کے عذاب سے انکو بچا۔ اے ہمارے پروردگار! انہیں ہمیشگی کے باغات میں داخل فرما، وہ جنکا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور انکے آباء و اجداد اور ازواج و اولاد [بیوی بچوں] میں سے صالح ہیں، انکے ساتھ بھی یہی معاملہ فرما۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔“

### اولین و آخرین کیلئے ایصالِ ثواب

سورہ حشر میں ”سابقین و اولین، مہاجرین و انصار“ کے بعد میں آنے والے ان مسلمانوں کی بڑی قدر افزائی کے ساتھ مدح کی گئی ہے جو مؤمنین سابقین کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

”وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ“

[الحشر 59، آیت 10]

**ترجمہ:** ”اور وہ لوگ جو انکے بعد آئے، وہ کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے۔ وہ جنہوں نے ایمان میں ہم سے سبقت کی۔ ہمارے دلوں میں ان کیلئے کوئی کینہ نہ ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک تو شفقت کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

## والدین کیلئے ایصالِ ثواب

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں اس طرح دُعا کریں  
 ”رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا“

[بنی اسرائیل 17، آیت 24]

**ترجمہ:** ”اے پروردگار! میرے ماں باپ پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے  
 بچپن میں میری پرورش کی۔“

امام بغوی [التوتی 516ھ] فرماتے ہیں کہ والدین کیلئے دُعاے رحمت کرنے کا  
 یہ حکم اس وقت ہے جب یہ مسلمان ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے  
 نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور اسکی ناخ یہ آیت ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دُعا

”مَا كَانَ لِنَبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ  
 وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ“

[التوبہ 9، آیت 113]

اور علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دُعاے رحمت کرنے کا حکم  
 عام ہے۔ ماں باپ کافر ہوں یا مسلمان، سب کیلئے دُعا کا حکم ہے کیونکہ کافر ماں باپ کیلئے  
 دُعاے رحمت مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو اسلام کی توفیق دے۔ اسلام کی توفیق دینا بھی  
 رحمت ہے۔ [تفسیر مظہری (اردو)، جلد 8، صفحہ 29]

”وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ“

[التوبہ 9، آیت 103]

**ترجمہ:** ”اور آپ ان کو دُعا دیں۔ بے شک آپ کی دُعا ان کے لیے تسکین کا  
 باعث ہے۔“



ان تمام آیات مبارکہ سے اہل ایمان کیلئے [خواہ زندہ ہوں یا مردہ] دُعا و استغفار کا ثبوت کسی تقریر و تشریح کا محتاج نہیں بلکہ پہلی آیت مبارکہ سے تو دُعا و استغفار کا صرف ثبوت ہی نہیں بلکہ خاص کر والدین کے حق میں اسکا منجانب اللہ مامور ہونا بھی معلوم ہو رہا ہے۔ پہلی اور دوسری آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کے تمام مؤمنین کیلئے بخشش کی دُعا سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے پیغمبروں کی سنت ہے۔ تیسری آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ مؤمنین صالحین کیلئے مغفرت و رحمت کی دُعا حالیین عرش کا مشغلہ ہے اور تسبیح و تمہید کی طرح گویا انکا وظیفہ ہے۔ چوتھی آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ اپنے سے آگے جانے والے اہل ایمان کیلئے دُعاے مغفرت اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص امتیاز حاصل ہے۔

### احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأَنْشَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ“

[ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 14]

**ترجمہ:** ”اے اللہ تعالیٰ! ہمارے زندوں اور مردوں کو، ہمارے حاضر اور غائب کو، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ تعالیٰ! تو جسکو ہم میں زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور جسکو ہم سے موت دے تو ایمان پر موت دے۔“

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ“۔

**ترجمہ:** ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ”جب تم کسی میت کی نماز جنازہ پڑھو تو پورے خلوص سے اس کیلئے دعا کرو“۔

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَأَنْ تُغْرِقَ الْمَتَغَوِّثُ يَنْظُرُ دَعْوَةَ تَلْحَقُهُ مِنْ ابْنِ أُمِّ أَوَّاحٍ أَوْ صَدِيقٍ فَازِلِ حَقَّتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لِيَدْخُلَ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالِ الْجِبَالِ وَإِنْ هَدِيَةِ الْأَحْيَاءِ لِي الْأَمْوَاتِ الْاسْتِغْفَارَ لَهُمْ“۔ [رواہ البیہقی فی شعب الایمان]

**ترجمہ:** ”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ”قبر میں مردہ ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہو اور کسی کو مدد کیلئے پکار رہا ہو۔ وہ ہر وقت انتظار میں رہتا ہے کہ اسکو اسکے ماں باپ یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے کوئی دعا پہنچے۔ جب اسکو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو یہ دعا کا پہنچنا اسکو دنیا و مافیہا کی چیزوں سے بڑھ کر محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ قبر والوں کیلئے دنیا والوں کی طرف سے بھیجی گئی دعا کا ثواب پہاڑوں کی مانند پہنچاتا ہے اور زندوں کی طرف سے مردوں کیلئے بہترین تحفہ ان کیلئے دعائے مغفرت کرنا ہے“۔



## مردوں کا ایصالِ ثواب سے خوش ہونا

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مردوں کیلئے جو دعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ و خیرات یا حج انکی جانب سے کرتے ہیں تو کیا یہ انکو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا، ہاں! پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ پا کر خوش ہوتی ہے، اسی طرح تمہارے ان تحفوں سے تمہارے ان مردوں کو خوش ہوتی ہے۔“

[یعنی، جلد 8، صفحہ 222، فتح القدیر، شرح ہدایہ، صفحہ 309، جلد 2]

## روح الامین علیہ السلام کا ایصالِ ثواب پہنچانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں کوئی شخص فوت ہو جائے پھر گھر والے اسکی طرف سے صدقہ کریں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نور کے ایک طباق میں اسکو رکھتے ہیں پھر میت کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے گہری قبر والے! یہ تحفہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا ہے تو اسکو لے لے۔ اس طرح وہ مردہ تحفہ لے کر خوش و خرم قبر میں جاتا ہے [وہ خوش ہے لیکن] اسکے پڑوسی جن کو کچھ نہیں بھیجا گیا ہوتا [یا کچھ نہیں جاتا] غمگین ہوتے ہیں۔

[تفسیر مظہری، صفحہ 128، جلد 9]

## ایصالِ ثواب فرشتوں کی طرف سے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے خود آقائے نعمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے مؤمن بندے کی روح قبض کر لیتا ہے تو دو فرشتے اسکو آسمان تک اٹھا کر لے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب کریم! تو نے ہم کو اس مؤمن کے اعمال لکھنے کا ذمہ دار بنایا تھا۔ اب تو نے اسکو اپنے پاس بلا لیا۔ ہم کو اجازت عطا فرما کہ ہم زمین پر جا کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری زمین تو مخلوق سے بھری پڑی ہے جو میری پاکی بیان کرتی ہے۔ اب تم دونوں جا کر میرے اس بندے کی قبر پر ٹھہرو اور میری تسبیح و تکبیر میں مشغول رہو اور اسکا ثواب میرے اس بندے کیلئے لکھتے رہو۔

[تفسیر مظہری، جلد 11، صفحہ 114]

حضرت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لحد میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا داغ لے کر چلے

اندھیری قبر سنی تھی چراغ لے کر چلے

یوں تو نزع کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا

ہے اور عشاقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکا اظہار یوں کرتے ہیں

بڑی بندہ نوازی کی کہ وقت نزع آپ آئے

ذرا ٹھہرو میں کر لوں نظارہ یا رسول اللہ ﷺ



حضرت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جو نہ بھولے ہم غریبوں کو رضا

ذکر ان کا اپنی عادت کی کیجئے

### بخشش کا عجیب نسخہ

محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ستر [70] ہزار مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تاثیر کے متعلق ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے کہ جو شخص ستر [70] ہزار مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھے، اسکو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر [70] ہزار کی تعداد اپنی بیوی کیلئے پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔

ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جسکے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے اور جنت و دوزخ کا بھی اسکو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اسکی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور اس نے کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اسکی حالت مجھے نظر آئی۔

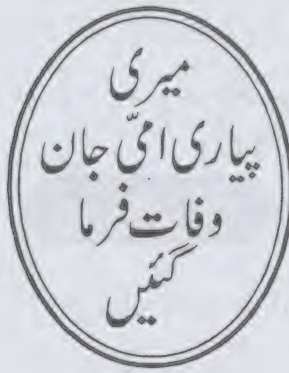
حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں اسکی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اسکی ماں کو بخش دوں جس سے اسکی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک نصاب ستر [70] ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے، اسکی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں سے دوزخ کا عذاب ہٹا دیا گیا۔

حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو [2] فائدے ہوئے۔ ایک تو اسکی برکت کا جو ستر [70] ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی، اسکا تجربہ ہوا اور دوسرا اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ یہ ایک واقعہ ہے، اس طرح کے بہت سے واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

[مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد 3، صفحہ 98]







### قارئین کرام

..... گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھ لیا ہوگا کہ میری والدہ ماجدہ علیل تھیں۔ انکی علالت کے باعث راقم فقیر پاکستان آیا تھا۔ ایک مہینہ حقیر کو انکی آغوشِ محبت و شفقت میں رہنے کا موقع میسر آیا۔ انکی طبیعت کافی بہتر ہوگئی تھی لیکن پھر وہ اٹل حقیقت، وہ ”وعدہ حق“، جسکو ”اجل“ یا ”موت“ کہتے ہیں جس میں ایک لمحہ کا تعجل یا تاخیر ممکن نہیں، آ پہنچی۔ موت کے بے رحم چنچے نے میری مادرِ مہرباں کو ہم سے جدا کر دیا، ہماری جنت کو ہم سے دُور کر دیا۔ مجسمہء محبت و خلوص، سراپا ایثار و وفا، پیکرِ شفقت و رحمت، میری پیاری امی جان ہمیں داغِ مفارقت دے کر شفقت و رحمت دُعاؤں سے بھرپور مسائبانِ سمیٹ کر حکمِ خداوندی پر لبیک کہتے ہوئے عالمِ برزخ کو چلی گئیں ہیں۔

بتاریخ 27- دسمبر 2011ء بروز منگل رات پونے گیارہ بجے بمطابق 2- صفر الحظفر 1433ھ، بکرمی 9- پوہ 2068 آپکا وصال ”سلیم ہسپتال“ کوٹلی آزاد کشمیر میں ہوا۔

”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“۔

ایک لمحہ کیلئے بھی ان پر آثارِ موت یا حالتِ نزع طاری نہ ہوئی۔ بہر حال یہ ایک اہل حقیقت تھی جو وارد ہو کر رہی۔ 28- دسمبر 2011ء بروز بدھ دن کے تین بجے انکی نماز جنازہ ہمارے آبائی گاؤں بھیل رینٹھ شریف میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت و دعا کی سعادت راقم حقیر کو ملی۔ قبلہ والد گرامی کے قدموں میں انکی تدفین کی گئی۔ اللہ رب العزت صدقہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ مکرمہ کی قبر انور کو بقعہ نور فرمائیں۔ انکا حشر سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی کنیزوں میں فرمائیں۔

[آمین بجزمۃ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

والدہ محترمہ کی جدائی کے غم کو الفاظ میں پیش کرنا ناممکن ہے۔ اس درد و کرب کو وہی سمجھ سکتا ہے جو اس انمول نعت سے محروم ہوا ہو۔ آخر یہی کہنا پڑتا ہے

ے جناں دُکھاں وِج دلبر راضی انہاں دُکھاں تھیں سکھ وارے  
دُکھ قبول محمد بخشا راضی رہیں پیارے

بالفاظ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ے کس کو اب ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار

کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار

خاکِ مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا

اب دُعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا

گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا



کہتے ہیں اہل جہاں دردِ اجل ہے لادوا  
 زخمِ فرقتِ وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا  
 زندگی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر  
 خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر  
 آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے  
 سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

جنرل سید احتشام ضمیر جعفری کے والد گرامی، افواجِ پاکستان کے نامور قادر  
 الکلام شاعر میجر سید ضمیر جعفری کا ماں کے حضور کلامِ عقیدت

اے پیکرِ مہر و وفا  
 اے مخزنِ صدق و صفا  
 ہر سانس میں نامِ خدا  
 ہر گام پر صلِ علی  
 تیرا طریق بے ریا  
 تیرا دل دردِ آشنا  
 وہ صبح گاہی کی دُعا !  
 اشکوں میں بھیگی ماما  
 وہ آنسوؤں کا قافلہ  
 وہ دھڑکنوں کا سلسلہ  
 میرے چراغِ رہ نما  
 اے میری ماں !  
 اے میری ماں !

میں جو بھی ہوں  
جو کچھ بھی ہوں

تو ابتداء تو انتہا  
میری متاع دو جہاں  
یہ نعمتیں ، یہ راحتیں  
یہ عزتیں ، یہ شہرتیں

دُنیا میں جو کچھ بھی ملا  
تیری دُعاؤں سے ملا  
تو چاہتوں کا آستان  
تو برکتوں کی کہکشاں !

اے میری ماں !  
اے میری ماں !

### روزنامہ ”نوائے وقت“، لاہور

یہ روزنامہ 23- مارچ 2940ء کو قائد اعظم بانی پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر جاری ہوا جو کہ روزِ اوّل سے لے کر آج تک پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے ساتھ ساتھ مجبور اور مظلوم طبقہ کی آواز کو بلند کرنے اور دو قومی نظریہ کے تحفظ، آزادی کشمیر کیلئے تحریک آزادی کی حمایت و مدد اور بھارتی عزائم کے راستے کی بھاری چٹان بن کر قابل فخر کردار ادا کر رہا ہے۔

پاکستان کے حقیقی نظریاتی ترجمان روزنامہ ”نوائے وقت“ کے بانی جناب

**محترم حمید نظامی صاحب** [خداوند عالم انکے درجات بلند فرمائے (آمین)] نے اپنی

زندگی کی آخری سانسوں تک اس چراغ کو روشن کیا اور پھر انکے جانشین اور برادرِ عزیز

”نوائے وقت گروپ“ کے چیئرمین جناب محترم مجید نظامی صاحب پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کیلئے مردِ آہن کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

روزنامہ ”نوائے وقت“ بتاریخ 13-جنوری 2012ء میں

### ماں کی دُعا سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی واپس آ گئی

کے عنوان سے ایک خوبصورت ایمان افروز واقعہ شائع ہوا ہے جو میں اپنے قارئین کی نظر کرتا ہوں اور التماس کرتا ہوں کہ آپ اہتمام سے ماں سے دُعا کروایا کریں ایک معزز خاتون کی شادی اسماعیل نامی شخص سے ہوئی۔ اسماعیل ایک متقی شخص اور جلیل القدر عالم تھے۔ انہوں نے امام مالک کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کئے تھے۔ اس مبارک شادی کا پھل میاں بیوی کو ایک نامی گرامی بچے کی صورت میں ملا جس کا نام انہوں نے ”محمد“ رکھا۔ شادی ہوئے ابھی کچھ ہی سال گزرے تھے کہ اسماعیل بیوی اور ننھے سے بچے کو داغِ مفارقت دے گئے اور وراثت میں کافی دولت چھوڑ گئے۔

والدہ انتہائی انہماک کے ساتھ اپنے بیٹے کی تربیت میں جُت گئیں۔ انکی خواہش تھی کہ انکا بیٹا ایک جلیل القدر عالم دین بن کر اُفقِ عالم پر چمکے اور اپنے علم سے تاریک دُنیا کو منور کر دے لیکن انکی حسرت و یاس کا اس وقت کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب انکے بچے کی مستقبل میں ترقی اور انکی تنہاؤں کی تکمیل میں بڑی رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

بچپن ہی میں انکا یہ بچہ اپنی بینائی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اب نابینا ہونے کی صورت میں یہ بچہ حصولِ تعلیم کیلئے علماء کے دروس میں شرکت سے معذور تھا اور حصولِ علم کیلئے دوسرے شہروں کا سفر اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ ماں کو یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ آخر اس بچے کا کیا ہوگا، عالم دین کیوں کر بن سکے گا۔ بینائی کے بغیر علم کا حصول کیسے ممکن ہے وغیرہ وغیرہ۔



اس خواہش کی تکمیل کیلئے ایک ہی ذریعہ باقی تھا، ایک ہی راستہ تھا اور وہ راستہ  
دُعا کا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دُعا کے دروازے کھول دیئے اور وہ پورے اخلاص اور  
چچی نیت کے ساتھ دربار الہی میں گڑ گڑا کر رونے لگی اور اللہ رب العزت کے سامنے دست  
سوال دراز کر کے بچے کی مینائی کیلئے دعائیں مانگنے لگی۔ یہ دعائیں نجانے کتنی مدت تک  
ہوتی رہیں کہ ایک رات اس نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ  
علیہ السلام خواب میں نظر آئے، وہ کہہ رہے تھے

”اے بی بی! تیری دعاؤں کی کثرت کے سبب اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی  
مینائی واپس کر دی ہے۔“

جب ”محمد“ کی والدہ نیند سے بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ واقعی اسکے بیٹے کی  
مینائی بحال ہو گئی ہے۔ انکی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے، ”اے ہمارے پروردگار!  
پریشان حال کی دُعا میں تیرے علاوہ کون سن سکتا ہے اور کون ہے جو بندوں کی تکلیفوں کو دُور  
کرتا ہے۔“

یہ عظیم خاتون جو مسلسل دُعا میں مانگتی رہیں۔ امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ تھیں جنہوں نے بیٹے کی مینائی لوٹ آنے کے بعد اسکی تعلیم  
و تربیت اس قدر محنت سے کی کہ اللہ تعالیٰ نے انکے بیٹے پر علوم و فنون کے دروازے کھول  
دیئے اور پھر آگے چل کر یہ بچہ ایک بہت بڑا محدث بنا اور کتاب اللہ کے بعد دُنیا کی صحیح ترین  
کتاب تصنیف کی جو ”صحیح بخاری“ کے نام سے جانتے ہیں۔

جن کا پورا نام محمد بن اسماعیل بخاری ہے۔

## سائیں محمود قلندر بادشاہ کا وصال

قارئین کرم

میرے نہایت ہی قریبی دوست جن سے راقم کی رفاقت عرصہ پچیس سال پر محیط رہی۔ جو مرقد قلندر، مجذوب، درویش اور وادی مجاہدہ کے عظیم مجاہد تھے۔ میری مراد سائیں محمود قلندر بادشاہ ہیں۔ دنیاوی تعلیم سے آراستہ تھے۔ ایک متمول اور باعزت و با اثر خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ دنیاوی زندگی کو شہزادوں کی طرح انجوائے کر رہے تھے۔ دن میں دو چار دفعہ لباس تبدیل کرنا، کلین شیو کرنا، خوشبویات و عطریات سے معطر رہنا، چہرے کو خوبصورت مسکراہٹ سے سجائے رکھتے تھے۔ بارگاہ خداوندی میں نامعلوم کیا ادا و عمل پسند آگیا جسکے صلے میں آتش عشق حقیقی کا ایک ذرہ عطا ہو گیا جس نے ہر غیر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ نہ دنیا و مافیہا کا ہوش رہا، نہ رشتوں کی فکر رہی۔ نہ جسمانی بناوٹ و سجاوٹ یاد رہی۔ اس مالک الملک کی یاد نے مست الست بنا دیا۔ یہ تبدیلی غالباً 1970ء کے دوران ہوئی۔ اس وقت یہ یونین کونسل بھیل کے سیکرٹری یونین کونسل تھے اور میرے تایا مرحوم الحاج چوہدری فیروز الدین صاحب چیئرمین یونین کونسل بھیل تھے۔ راقم اس وقت سکول میں زیر تعلیم تھا۔ سائیں محمود قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نیا سفر جذب و سلوک جاری و ساری رہا۔ 1982ء میں راقم نے امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ کھوئی رتھ میں ایک میڈیکل سٹور ”ہجوری میڈیکل سٹور“ کے نام سے کھولا۔ اس وقت قبلہ سائیں محمود قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے دوستی و محبت کا ایک رشتہ قائم ہوا جو بجز اللہ انکے وصال تک قائم و دائم رہا۔ اگر زندگی نے وفا کی تو انکے حالات پر علیحدہ کتاب لکھ کر انکی زندگی کے اہم گوشوں کو بے نقاب کروں گا۔ انکی محبت، شفقت اور طویل رفاقت کا تذکرہ چند جملوں میں کرنا ممکن نہیں ہے۔



ایک مرتبہ ہم دونوں اکیلے پیدل سفر کر رہے تھے۔ دوران سفر میں نے عرض کر دیا کہ حضرت کبھی کبھار اپنے بیوی بچوں کو ٹائم دے دیا کریں، انکا بھی آپ پر حق ہے۔ مسکراتے ہوئے فی البدیہہ یہ جواب دیا کہ ہجویری صاحب! آپ مجھے اس طرف لگا رہے ہیں اور یہ شعر پڑھا

اُس مجلس دا محرم ہو کے فیر نہ مڑا کوئی  
جو اوہ مست پیالہ پیوے ہوش کھڑا اندا سوئی

جس دن آپکا وصال ہوا، حسب معمول آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے، مجھ سے ملاقات کی۔ کچھ نیازی اور کچھ بناوٹی نوٹ مجھے دیئے جس پر میں نے کہا، حضرت یہ بناوٹی نوٹ کیوں دیتے ہو؟ تو فرمانے لگے کہ یہ بہت ہی امیٹل اور اصلی ہیں جو میں نے صرف آپ کے لیے تیار کروائے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر تشریف لے گئے۔ میں نے اس دن لاہور جانا تھا کیونکہ دوسرے دن صبح حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سالانہ عرس تھا پھر ارادہ تبدیل کر دیا کہ صبح صبح نکل جاؤں گا۔

شام آٹھ بجے فون کی گھنٹی بجی۔ رسیو کرنے پر پتہ چلا کہ سائیں محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال کر گئے ہیں۔ اپنے کانوں اور ان لفظوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ خیر راقم معہ اپنے احباب کے رات ہی کو انکے گھر پہنچا۔ واقعی وہ آنا فانا اس دار فانی کو چھوڑ کر دار بقا کی جانب تشریف لے گئے۔ میں راقم کی موجودگی میں حافظ ذوالفقار علی ہجویری صاحب نے انکو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ انکی جدائی کا عظیم صدمہ تھا

جدوں چھڈن محبوب پیارے کون روئے مڑ تھوڑا  
درواں وچوں درد محمد جدا ناں وچھوڑا



دوسرے دن دو بجے دن گزر کالج کھوئی رات کے گراؤنڈ میں انکی نماز جنازہ تھی۔ کثیر تعداد میں عوام نے ایک عاشق صادق کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ راقم حقیر کو اس ولی کامل، وادی مجاہدہ کے باسی، آتش عشق حقیقی کے شہید کی نماز جنازہ کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔

آپکا وصال یکم مارچ 2009ء بمطابق 3- ربیع الاول شریف 1430ھ کو ہوا۔ اللہ رب العزت میرے دوست حقیقی کی مرقد پر لا تعداد رحمتوں و برکتوں کا نزول فرمائیں۔  
[آمین بحرمة النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

### الحاج میاں خوشی محمد ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

پیر طریقت، راہبر شریعت، شیخ المشائخ حضرت الحاج میاں خوشی محمد صاحب ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور پاکستان ایک عظیم المرتبت روحانی شخصیت تھے۔ بناوٹ، ملاوٹ اور جھوٹی سجاوٹ سے کلیتاً بے نیاز **الْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ** کی مکمل تصویر تھے۔ ریاکاری، فنکاری، جھوٹ، خوشامد وغیرہ روح کی بیماریوں سے اللہ رب نے آپ کو مکمل محفوظ رکھا ہوا تھا۔ خداوند قدوس کا جو خصوصی عطیہ و کرم دولت عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں آپ کو حاصل تھا، وہ اپنی مثال آپ تھا۔ ذکر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موقع پر آپ کی چشمان مبارک سے محبت و عقیدت کے چشمے پھوٹ پڑتے تھے۔

راقم الحروف کی آپ سے شناسائی 1987ء میں ہوئی جس دور میں خدا کے فضل و کرم سے اور سید ہجویری رحمۃ اللہ کی نظر رحمت سے فقیر ہر ماہ باقاعدگی سے دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علی میں حاضری دیا کرتا تھا۔ یہ کرم اور شرف حاضری میرے

قبلہ عارف کامل صوفی باصفا حضرت خواجہ صوفی محمد عالم المعروف سرکار سیری رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ اور وسیلہ تھا۔

7- دسمبر 1987ء کو خواجہ صوفی محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا۔ 13- جنوری 1988ء کو قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم مبارک ہوا جس میں الحاج میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی شرکت کی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے بطور خاص بحیثیت سجادہ نشین راقم کی دستار بندی کی۔ روحانی تعلق کا یہ سفر رواں دواں رہا۔ قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے راقم سے محبت و پیار کا ایسا رشتہ استوار رکھا جو ایک حقیقی روحانی والد ہی کر سکتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ پہلا حج میں نے 1956ء میں کیا تھا، اس وقت سے لے کر ہر سال بارگاہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضری ہوتی رہی اور کبھی بھی میں نے قصر نماز مدینہ منورہ میں آدا نہیں کی کیونکہ کم و بیش ایک مہینہ بارگاہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گزارا کرتا تھا۔

فضائل درود شریف، سیرت حضرت داتا گنج بخش حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور دیگر کئی اصلاحی اور تبلیغی چارٹ بنوا کر فری تقسیم فرماتے رہے، کبھی کسی کتاب یا کیلنڈر کو فروخت نہیں کرتے تھے۔ آپ نے پہلی بار آقا دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مکرمہ مقدسہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی مرقہ انور کی تصویر شائع کی جو غلامان آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپکا احسان عظیم ہے۔

آپ کو ایک خاص اعزاز یہ بھی حاصل رہا کہ حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک ہاتھوں کی لکھی ہوئی ”کشف المحجوب شریف“، نسل و نسل منتقل ہوتے ہوئے آپ تک پہنچی۔ آپ نے اس قلمی نسخے کو من و عن اسی طرح چھپوا کر فری



تقسیم کیا۔ وہ ”کشف المحجوب“ کا قلمی نسخہ آج بھی قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادہ الحاج میاں محمد سجاد صاحب کے پاس موجود ہے۔ اگر کوئی بھی محبت و عاشق حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قلمی نسخہ مقدس کی زیارت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

اس قلمی نسخہ کی ایک اہم و خاص بات یہ ہے کہ بوسیدہ اوراق میں دیمک نے جگہ جگہ سے سوراخ کر دیے ہیں لیکن جہاں الفاظ ہیں، کسی لفظ کو دیمک نے نقصان نہیں پہنچایا۔ سبحان اللہ! اللہ رب العزت کے مقرب بندے کے مبارک ہاتھوں سے چلنے والی قلم کی روشنائی (سیاہی) کا بھی دیمک نے احترام کیا ہے۔

قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑے سائز کا کمرہ راقم اور میرے ساتھ آنے والوں کیلئے مخصوص کیا ہوا تھا۔ راقم جتنا عرصہ پاکستان میں رہتا تھا، اس کمرے کی چابی راقم پاس ہوتی تھی اور الحمد للہ! میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انکے فرزند ارجمند قبلہ الحاج میاں محمد سجاد صاحب نے اپنے والد گرامی کے حسن سلوک و معمول کو بطریق احسن جاری رکھا ہوا ہے۔

قبلہ حضرت میاں خوشی محمد صاحب ہر سال پابندی کے ساتھ راقم کے غریب خانہ پر عرس حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ میرے بیٹے ویدار علی بجویری کی شادی کی تقریب 25- دسمبر 2008ء کوئی۔ حضرت میاں صاحب اس پیرانہ سالی کے باوجود اپنی فیملی کے ہمراہ شریک ہوئے۔ شریعت مطہرہ کی پابندی پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ دربار شریف کے احاطہ میں کسی کو ننگے سر دیکھ لیتے تو بہت خفا ہوتے تھے۔ صوبہ سرحد پختونخواہ کے علاقہ بونیر کے مقام پیرا بائی پر ایک عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کروائی جو انتہائی دلکش و دیدہ زیب ہے۔



شجاع آباد [ملتان] کے ایک دینی طالب علم حافظ محمد اسحاق کو کئی سال تک اپنے ہاں رکھا۔ بچوں کی طرح تربیت و پرورش فرمائی۔ کل کا وہ طالب علم آج کا مستند عالم دین، حافظ وقاری ہے۔ آج لوگ علامہ مولانا حافظ محمد اسحاق قادری بجوری دامت برکاتہم العالیہ کے بڑے نام سے جانتے ہیں لیکن بہت کم لوگوں کو پتہ ہے کہ اس شجر علم کی آبیاری کس ہستی نے کی ہے۔ حافظ صاحب موصوف بھی آج قبلہ میاں صاحب کا تذکرہ ہمہ وقت نہایت عقیدت سے کرتے ہیں۔

وہ عالی مرتبہ عظیم البرکت شخصیت اپنا وقت پورا کر کے 6- دسمبر 2009ء بروز اتوار بمطابق 18- ذوالحجہ 1430ھ کو اس دارِ فانی سے دارِ الباقی کی طرف تشریف لے گئے۔ انکے وصال کے وقت راقم برطانیہ میں تھا، نمازِ جنازہ کی سعادت سے محروم رہا۔

2009ء میں راقم کے دو [2] روحانی راہبر داغِ مفارقت دے گئے [یعنی سائیں محمود قلندر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ میاں خوشی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ]

یہ سال راقم کیلئے انتہائی غم و پریشانی کا تھا۔ بہر حال جس طرح رضائے رب ہو۔ اس بارگاہ میں دم مارنے، شکایت کرنے کی گنجائش نہیں۔

اللہ رب العزت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر رحمت کی برسات فرمائیں جو تاقیامت جاری و ساری رہے۔ جو پیار و محبت اور رہنمائی آپ نے حقیر کی فرمائی ہے، اس کا صلہ فقیر سوائے دُعائیہ کلمات کے اور عقیدت و تشکر کے آنسوؤں کے اور کیسے دے سکتا ہے؟

## ماں کے قدموں کی عظمت اور جنرل ایم ایچ انصاری

حضرت علامہ عبدالرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزہت المجالس میں والدہ محترمہ کے بارے میں ایک عظیم واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت

ابو اسحق اسفراکینی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے عالم و محدث تھے، درسِ حدیث دے رہے تھے کہ ایک شاگرد نے عرض کی کہ اُستاد محترم! آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ فرمایا، سناؤ تو شاگرد نے عرض کی کہ میں رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی واڑھی مبارک کے بال ابدار اور چمکدار موتیوں سے پروئے ہوئے تھے اور ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ یعنی چندھیار ہی تھی۔ اس پر محدث کبیر نے فرمایا، ”لانی مسحت البارحتہ قدمی امی بلحیتی“ اے بیٹے! تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن وہ موتی نہیں بلکہ آج رات کو میں نے سوتے وقت اپنی والدہ کے قدموں کی گرد کو اپنی دڑھی کے بالوں سے صاف کیا تھا۔ اصل میں وہ ماں کے قدموں کے مٹی کے ذرے چمک رہے تھے۔

[نزہۃ المجالس]

### قدرت ماں کے منہ سے بولتی ہے

ماں کے قدموں کی ایک زندہ کراست دورِ حاضر کی نابذہ، روزگارِ شخصیت جنرل ایم ایچ انصاری صاحب بھی ہیں۔ جنرل انصاری ماں کی عظمت کا ذکر عجز و احترام بھرے انداز میں کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ ماں کا حکم، ماں کی بات کبھی نہیں ٹالنی چاہیے کہ قدرت ماں کے منہ سے بولتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک ذاتی اہم واقعہ پورے انہماک سے سناتے ہیں کہ دوسری جنگِ عظیم کے دوران ان کی شہادت والی انگلیوں کٹ گئی کہ دوسرے جوڑ کے اوپر نہایت مختصر سانا کارہ ٹکڑا جڑا ہوا رہ گیا۔ یہ ٹکڑا موسمِ سرما میں اذیت کا باعث بنتا لہذا جنگِ عظیم سے واپسی پر ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ معمولی سے آپریشن کے بعد ناکارہ ٹکڑے کو علیحدہ کر دیا جائے۔ یہ بات جنرل صاحب نے اپنی والدہ محترمہ سے کہی تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے منع فرمادیا کہ کیوں اپنی جان کو تکلیف دیتے ہو۔ والدہ صاحبہ نے اونی خول بنا دیا کہ جنرل صاحب اپنی انگلی پر چڑھالیا کریں۔ بہر حال تکلیف رفع نہ ہوئی اور



ڈاکٹر بار بار آپریشن کا اصرار کرتے رہے۔ یوں تین سال کا عرصہ گزر گیا۔ اس دوران بیسیوں مرتبہ جنرل صاحب نے والدہ محترمہ کی خدمت میں ڈاکٹروں کے مشورے پر اجازت چاہی مگر انہوں نے حسب معمول منع فرمادیا حتیٰ کہ 1948ء میں جنرل صاحب کو جو اس وقت کپتان تھے، ریگولر کمیشن کے سامنے طلب کیا گیا۔ جنرل صاحب نے انٹرویو کے بعد کمیشن کے چیئرمین نے جنرل صاحب سے کہا، انصاری! تمہاری رپورٹ ہائے تو اچھی ہیں لیکن تم کئی ہوئی انگلی کے باعث A کیٹیگری نہیں لہذا ریگولر کمیشن نہیں دے سکتے۔ جنرل صاحب سلام کرتے ہوئے روانہ ہونے لگے تو کمیشن کا ڈاکٹر ممبر جس نے انکی انگلی کو کئی بار دیکھا ہوا تھا، بولا۔ انصاری آؤ..... انگلی دکھاؤ۔ چنانچہ اس ڈاکٹر نے انگلی کینا کارہ ٹکڑے کو ہاتھ میں تھام کر انگلی کے دوسرے جوڑ کو ہلا کر دکھایا اور چیئرمین صاحب کو قانونی کتاب کے حوالے سے باور کرایا کہ جس انگلی کے دو جوڑ سلامت ہوں، وہ انگلی مکمل سمجھی جائے گی۔ چیئرمین نے قانونی حوالے کا معائنہ کیا اور انگلی کو دیکھتے ہوئے جنرل صاحب کو ریگولر کمیشن دینے کا اعلان کر دیا تو واپس آ کر جنرل صاحب نے والدہ محترمہ کے پاؤں پکڑ لئے اور ماں کے حکم کی تعمیل کی عظمت کا ذاتی مشاہدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکا دیا۔ یہ ماں کے حکم کی تعمیل کا ثمرہ ہے کہ انصاری صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنرل بن گئے۔ اگر انہوں نے والدہ کا حکم نہ مانتے ہوئے انگلی کا ناکارہ ٹکڑا ڈاکٹروں کے پُر زور اصرار و مشورے پر علیحدہ کروادیا ہوتا تو کپتان کے عہدے سے ہی ریٹائر ہو چکے ہوتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یونیفارم میں گھر سے نکلتے ہوئے جب میں اپنی ماں کے قدموں پر ہاتھ رکھتا تو اپنے آپ کو جتنا بڑا محسوس کرتا، اتنی مجھے کسی عہدہ و منصب میں بھی بڑائی نظر نہیں آتی۔





## سیدنا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد اور دعائے عاشورہ کے خواص

یہ دعا بہت مجرب ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورہ محرم کو طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اس دعا کو پڑھ لے یا کسی سے پڑھوا کر سن لے تو انشاء اللہ العزیز یقیناً سال بھر تک اسکی زندگی کا بیمہ ہو جائے گا، ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آئی ہی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔

## دُعائے عاشورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا قَابِلُ تَوْبَةٍ اَدَمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

يَا فَارِجَ كَرْبِ ذِي النُّونِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

يَا جَامِعَ شَمْلِ يَعْقُوبَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

يَا سَامِعَ دَعْوَةِ مُوسَى وَهَارُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

يَا مُغِيثَ اِبْرَاهِيمَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

يَا رَافِعَ اَدْرِيسَ اِلَى السَّمَاءِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ صَالِحٍ فِي النَّاقَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

يَا نَاصِرَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَوْمَ عَاثُورَاءَ يَا رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِمَهُمَا  
صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِينَ وَأَقْضِ  
حَاجَاتِنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَطْلُ عُمْرَنَا فِي  
طَاعَتِكَ وَفُحْبَتِكَ وَرِضَاكَ وَأَحْيِنَا حَيَاةً  
طَيِّبَةً وَتَوَفَّنَا عَلَى الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ بِرَحْمَتِكَ  
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ بَعِزِّ الْحَسَنِ وَآخِيهِ  
وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَجَدِّهِ وَبَنِيهِ فَرِّجْ عَنَّا مَا مَحْنُ  
فِيهِ پهرسات بار پڑے سُبْحَانَ اللَّهِ مَلَأَ الْمِيزَانَ  
وَمُنَّتْ هِيَ الْعِلْمُ وَمَبْلَغَ الرِّضَى وَزِنَةَ الْعَرْشِ  
لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَى مِنْ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ سُبْحَانَ  
اللَّهِ عَدَدَ الشَّفَعِ وَالْوَثْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللَّهِ  
الَّتَامَاتِ كُلَّهَا نَسْأَلُكَ السَّلَامَةَ بِرَحْمَتِكَ



يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ  
 نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ  
 إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى  
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
 وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ  
 الْوُجُودِ وَعَدَدَ مَعْلُومَاتِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝





## خصوصی دُعا

اس کتاب کے حوالے میں اپنی ساری کاوش کو اس  
دُعا کے ساتھ اللہ رب العزت کے حضور پیش کرتے  
ہوئے دستِ دُعا دراز کرتا ہوں



خدایا بحق بنی فاطمہ

کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

اگر دعوتِ رد کنی و قبول

من و دست دامنِ آلِ رسول

بحق

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کمالاں را رَہنما

دیروز دبستان سرا ہمہ طوطیانِ خوش نوا

پرہتی تھیں نعتِ مصطفیٰ

بَلَّغَ الْعِلْمِ بِكَمَالِهِ

اور قمریاں بھی شوق میں ڈالے ہوئے سرطوق میں

کہتی تھیں اپنے ذوق میں

كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

اور بلبلیں بھی ٹوکبو لے لے کے ہر اک گل کی بو

کرتی تھیں چرچاؤ بسو

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ

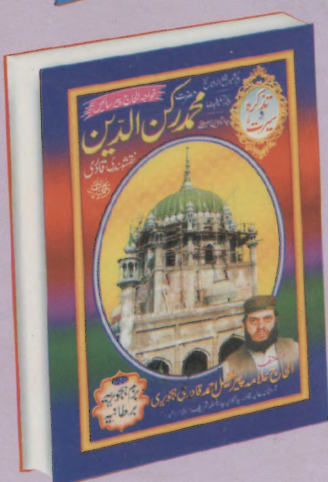
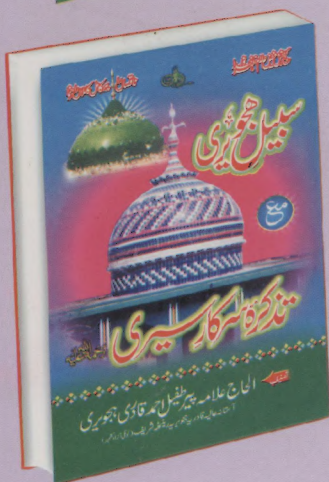
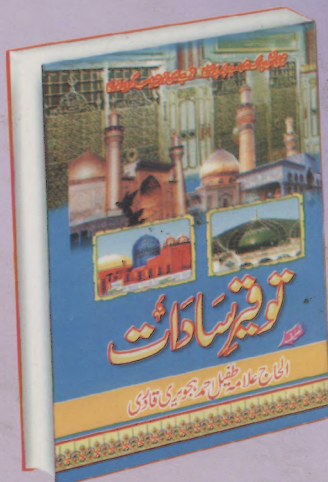
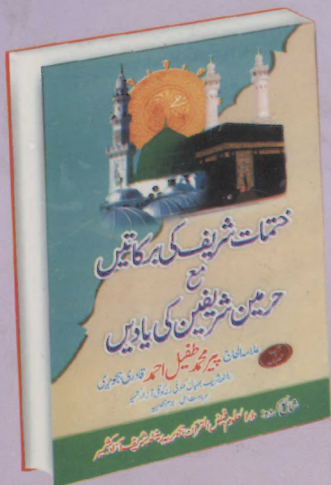
چڑیوں کے سن کر چچھے انساں بھلا کیوں چپ ہے

لازم ہے اسکو یوں کہے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ



# مصنف کی دیگر کتب



سبیلِ حمت • فضائلِ مولائے کائنات علیہ السلام • وظائفِ تجویری

سیرتِ تانا گنج بخش رضی اللہ عنہ • پیرِ کشمیرِ اعلیٰ حضرت خلیفہ سائیل لکن الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حالاتِ زندگی

## چشتی کتب خانہ

Rs:350/=